شاہِ من

از قلم واحبہ فاطمہ

شاہِ من

از قلم واحبہ فاطمہ

اعظم مینشن میں اس وقت رات کے ایک بجے بھی بے تحاشا گہما گہمی اور جشن کا سماں تھا۔۔

ہر طرف رونق خوشی اور شادمانی تھی۔۔

Urdu Novels Ghar

آخر لاہور کی مشہور شخصیت اور سیاستدان دلاور اعظم کے لاڈلے بیٹے شاہِ من دلاور اعظم کی شادی ہوئی تھی۔۔

کوئی معمولی بات تو نہیں تھی۔۔

وہ شاِ من جس کے والدین اس کی جانب سے سخت مایوس ہو چکے تھے کہ اس کی ضد تھی،،، نفرت تھی،، ہٹ دھرمی کہ وہ کبھی شادی نہیں کرے گا۔۔

وجہ بھی تو بہت بڑی اور دل دہلا دینے والی تھی۔۔

دلاور اعظم اور شازیہ بیگم نے تو منتوں مرادوں سے یہ دن دیکھا تھا۔۔
اسی سے تو دلاور اعظم کی نسل آگے چلنی تھی۔۔مگر وہ اب تک تقریباً انھیں مایوس کر چکا تھا۔۔

مگر پھر کچھ ایسا ہوا کہ وہ بدل گیا۔۔

اس کا سب کچھ بدل گیا۔۔۔۔ دنیا اتھل پتھل ہو کر جیسے تہہ بالا ہو گئی۔۔

اسے بدلنا پڑا۔۔ ابھی کچھ عرصے کی ہی تو بات تھی۔۔

۔۔

دلاور اعظم بے تحاشا خوش تھے۔۔رات کے اس وقت بھی جیسے خزانے کا منہ کھلا تھا۔۔

ہر کسی کو نوازا جا رہا تھا۔۔

آخر وہ اب اکلوتا ہی تھا جس پر اعظم خاندان کی امیدیں بندھیں تھیں۔۔

شاہِ من شہزادوں کی آن بان شان لیے ڈرائنگ روم میں مسرور سا دھیمی مسکان لیے

اپنے دوستوں کے پاس بیٹھا تھا۔۔

شیروانی سے الجھن ہوئی تو اب سادہ سے کلف لگے سفید شلوار قمیض کے اوپر ڈارک بلو

ویسکوٹ،،، پاؤں میں بلیک پشاوری چپل پہنے مغرور سا شہزادہ لگ رہا تھا۔۔

کیوں نا ہوتا مغرور ،،،آج اس کی شہزادی نے اس کے عشق کی معراج کو چھو لیا تھا۔۔
اور اس کی محبت پر اعتبار کرتی ،،، اس کے پاس چلی آئی تھی۔۔

آج تو وہ اکھڑ اور گھمنڈی بھی بات بے بات مسکرا رہا تھا۔۔

ڈرائینگ روم میں آج کسی غیر متعلقہ بندے کو آنے کی اجازت نہیں تھی۔ حتیٰ کہ
،،،سرونٹس کو بھی نہیں
دوست بات بے بات کوئی چٹکلا یا ذومعنی بات کر دیتے تو محفل زعفران زار بن جاتی۔۔
وہ اب پیگ بنانے میں مصروف ہو چکے تھے۔۔

نشوان نے مڑ کر غور سے اسے اور اس کی مسکراہٹ کو عجیب نگاہوں سے دیکھا اور اس
کے قریب والے صوفے پر آکر بیٹھا۔۔

تو پا ہی لیا اسے شاہِ من ،،،،،،، آج شاہ ِ من کی ضد کی جیت ہوئی،، کہ وہ من کے بیڈروم تک اس کی سیج سجانے پہنچ ہی گئی--

نشوان کا لہجہ عجیب تھا--

شاہ ِ من کی مسکان غائب ہوئی،، مگر وہ کم از کم آج کوئی بدمزگی نہیں چاہتا تھا سو دھیمے سے لہجے میں اسے جواب دیا--

ضد کی نہیں یار،،، محبت کی جیت ہوئی ہے،،، اعتبار کی،،،، اور آج کے بعد دل جیتنے کا مشن ایمپوسبل پر لگ جانا ہے--

اس کی آنکھوں میں اپنی شہزادی کے زکر پر چمک آئی تھی --

نشوان نے یہ چمک دیکھ حسد سے سلگتے پہلو بدلا تھا--

اتنی دیر میں دوست پیگ بنا چکے تھے،،، نشوان سمیت سب نے اپنا اپنا گلاس اٹھا لیا---

سوائے من کے---

ایک جام دوست کی خانہ آبادی کے نام،،، نشوان نے کہا--

چیئرز،،، سب یک زبان بولے--

تم نہیں لو گے،، ولی نے تعجب سے من کو دیکھا---

ہرگز نہیں،،، من نے کرارا سا جواب دیا،،، نشوان کو آگ لگی--

اگر اس کی قسم دی پھر بھی نہیں،،، نشوان نے پتہ پھینکا

نہیں،،،، کیوں کہ اس کی قسم کھا کہ ہی توبہ کی ہے،،، وہ سکون سے بولا۔۔۔

تم تو ابھی سے زن مرید بن گئے من،،، ولی نے چھیڑا

نشوان صوفے کے پیچھے بنے ٹیبل کی طرف بڑھا۔۔۔اور کولڈ ڈرنک ایک گلاس میں انڈیلی،، مگر بہت ہو شیاری سے سب سے نظر بچا کر ڈرنک میں ایک ٹیبلٹ ڈال دی۔۔

،،،دماغ میں من کو مخاطب کیا،،، جانتا ہوں شاہِ من دلاور اعظم کہ تمھیں چڑھ جاتی ہے تمھارے دماغ پر چڑھتی ہے تو تمھارا دماغ مفلوج ہو جاتا ہے اور تم سوچنے سمجھنے کی صلاحیت کھو بیٹھتے ہو،، اور یہی آج میں چاہتا ہوں،، کہ تمھاری محبت اور اعتبار کی جیت کی آج دھجیاں اڑ جائیں۔۔۔ اگر میں نارسائی کہ عذاب سے گزر رہا ہوں تو خوش تو تم بھی نہیں رہو گے۔۔

وہ آستین کا سانپ دماغ میں پھنکارا۔۔

ولی دیکھ چکا تھا اس کی حرکت،، بھنوئیں اچکا کر اسے سوالیہ نگاہوں سے دیکھا تو اس نے خباثت اور شیطانیت سے ایک آنکھ ونک کی اور یہ تاثر دیا کہ وہ محض مزاق اور شرارت کے موڈ میں ہے۔۔

اس نے کولڈ ڈرنک من کی جانب بڑھائی،، یہ لے یار،،، اپنی کولڈ ڈرنک پی،، اب ہم پی رہے ہیں تم یونہی بیٹھے ہو،،، اچھا نہیں لگتا،،، ہمارا ساتھ دے۔۔
نشوان نے کچھ اس طریقے سے کہا کی من نے دل نا چاہتے ہوئے بھی گلاس تھام لیا اور ان سب کا ساتھ دینے کو وہ کولڈ ڈرنک پینے لگا۔۔

💖💖💖💖💖💖💖

شازیہ بیگم اور نوراں بی بی اسے دھیمے قدموں سے مہمانوں کے چنگل سے نکال کر بیڈ روم میں لائیں تھیں۔۔

،،،،،،آرام سے چلو ثوبی بیٹا

اس کے ملائم اور ملیح سے چہرے پر گھونگھٹ تھا سو شازیہ بیگم نے اسے سہارا دیا تھا۔۔ گھونگھٹ کی وجہ سے وہ روم تو ناں دیکھ پائی مگر پاؤں میں جیسے دنیاجہان کے پھول بکھیر دیئے گئے تھے۔۔

پھولوں کی مسحور کن خوشبو جب سانسوں سے ٹکرائی تو دل جیسے دھڑک کر پاگل ہوتا ،،پسلیوں سے ٹکرایا تھا۔۔ ٹانگوں سے جیسے جان نکلی تھی اور وہ چلنے سے انکاری ہوئیں

اگر شازیہ بیگم نے مضبوطی سے اسے نا تھاما ہوتا تو وہ تو شاید گر ہی پڑتی۔۔

شازیہ بیگم اسے بیڈ تک لائی۔۔ اور پھولوں کی بے شمار لڑیاں ہٹا کر اسے بیڈ کے بیچ و بیچ بٹھا دیا۔۔۔

شازیہ بیگم نے دھیمے سے گھونگھٹ پلٹا۔۔۔

ماشاء اللہ،،،، میری بچی،،، میری تو آنکھیں ہی چندھیا گئی ہیں،،، تو میرے بیٹے کا کیا حال ہوگا،،،

وہ شرارت سے زو معنی سا کہتی اس کی جان حلق میں اٹکا گئیں۔۔

پورا جسم لرز گیا تھا۔۔

پلکیں جھکی اور چہرہ لال قندھاری ہو گیا۔۔

،،اے بھو تمھارا بیٹا تو پاگل ہے،،، لوگ دلہن کو شگن اور سہاگ کا لال جوڑا پہناتے ہیں یہ تیرے بیٹے نے کیا پہنوایا بھو کو،، نوراں بی بی کو پوتے کی یہ منطق ایک آنکھ نا بھائی تھی--

شازیہ بیگم نے براؤن عروسی کامدار لہنگے میں بیٹھی اس گڑیا کہ قیامت خیز اور توبہ شکن سراپے سے نگاہ چرائی کہ ڈر تھا مبادا ان کی بھو کو ان کی خود کی ہی نظر نا لگ جائے--
اتنی حسین دلہن شاید ہی انھوں نے کہیں دیکھی ہو تبھی وہ سمجھ گئیں تھیں کہ ان کے پاگل بیٹے نے اپنی دلہن کے لئے یہ رنگ کیوں منتخب کیا تھا--

،،بی جان ،،،،چلیں ناں بچی تھک گئی ہوگی،، من کے آنے تک کچھ دیر آرام کر لے
،،پھر تو میرے بیٹے نے پاگل کر دینا ہے بے چاری کو
آخری بات انھوں نے اس کے ماتھے پر محبت سے لب رکھتے ہوئے سرگوشی میں کی تھی جس سے اس کی رگوں میں خون منجمد ہوا تھا---

وہ مسکراتی پیچھے ہٹیں،،، ثوبی بیٹا آرام کر لو،، من شاید لیٹ ہو جائے،،، نشوان کی شادی پر من نے ایسے ہی اسے تنگ کر کے رکھا،، آج وہ بھی تو حساب برابر کرے گا۔۔

وہ کہتی دونوں ڈور لاک کرتی روم سے جا چکیں تھیں۔۔۔

💖💖💖💖💖💖💖💖

دل کی منزل اس طرف ہے،، گھر کا رستہ اُس طرف

ایک چہرہ اس طرف ہے،،،،،،،،، ایک چہرہ اُس طرف

یہ محبت بھی عجب تقسیم کے لمحوں میں ہے

سارا جزبہ اس طرف ہے صرف لہجہ اُس طرف

دھڑکتے دل اور لرزتے جسم کے ساتھ وہ اس کمرے میں اس بیڈ پر بیٹھی اپنی وحشت اور خوف کو شمار کر رہی تھی۔۔

روم رہنے والے کہ اعلیٰ ترین زوق کی ترجمانی کر رہا تھا۔۔ہر چیز قابلِ ستائش تھی۔۔ ثولیبہ نے ٹھنڈی سانس بھری۔۔

لرزتے کانپتے جسم کے ساتھ اس شخص کے بارے میں سوچتے اس کے دانتوں تک پسینے چھوٹ رہے تھے۔۔

وہ تو اتنے عرصے سے اس کے نکاح میں ہونے کے باوجود آج تک اس کی نگاہوں کی تپش اور حدت تک برداشت کرنے کی عادی نا ہو پائی تھی۔۔

کجاکہ اب اسی کہ کمرے میں اسی کے بیڈ پر اسی کی ملکیت بنی بیٹھی تھی۔۔

گردن کانوں کی لو،،، اور بازو سلگتے اور کوئلے کی طرح دہک اٹھے تھے۔۔۔جہاں اس شخص نے اپنی شدتیں بکھیری تھی۔۔

جہاں جہاں اس نے اپنی شدت بکھیری تھی جسم کے وہ حصے جیسے جل رہے تھے یہ تپش اور جلن اس بات کی گواہ تھی۔۔
کہ وہ کبھی بھی اس کی شدتیں،،، دیوانگی،، اور پاگل لمس پرتپش قربت برداشت نہیں کر پائے گی۔۔
مر جائے گی۔۔
اور اس بات کا تو وہ خود بھی گواہ تھا۔۔

وہ بری طرح نروس ہوتی حسبِ عادت انگلیاں چٹخا رہی تھی،، اور دانتوں تلے نرم و نازک پنک لپ اسٹک لگے لب بے دردی سے کچل رہی تھی۔۔

تبھی جیسے کانوں میں اس کی سرگوشی گونجی۔۔

خبردار ،،،،،نا کیا کریں رانا صاب،،، اگر آئندہ آپ نے ان کے ساتھ یہ سلوک کیا تو بہت برا پیش آؤں گا۔۔وہ انگھوٹے سے اس کے دانتوں سے لب آزاد کراتا بولا تھا۔۔

کمر اکڑ کر تختہ بن چکی تھی۔۔وہ ہلکے سے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگاتی دھیمے سے آنکھیں موند گئی۔۔

وہ شاہِ من کی محبت اور اعتبار کے سہارے اس کے بیڈ روم تک آ چکی تھی۔۔

سو شاہِ من کی جانب سے تو تسلی ہی تھی،،، مگر اس کی ظالم نگاہیں
ا،،، ففففففففففففففففف توبہ

جب ثوبی کی جانب اٹھتی تھیں اس کی جان بے جان کر جاتیں تھیں۔۔

بند آنکھوں کے پردوں کے پیچھے من کی گہری بوجھل سرگوشیاں اس کے کانوں میں گونج رہیں تھیں۔۔جس سے اسے سکون مل رہا تھا۔۔

بس کریں ثولیبہ،، میرے صبر کا پیمانہ لبریز ہوچکا،،، چھلک گیا تو بڑی تباہی لائے گا،،، پھر آپ کو ہی شکوہ ہوگا،،،

کچھ زیادہ تو نہیں مانگا آپ سے،، بس میری زخمی زخمی محبت پر اپنے یقین اور اعتبار کا مرحم رکھتے ہوئے میرے پاس چلی آئیں۔۔۔جتنا وقت کہیں گی اتنا ہی دوں گا آپ کو اس رشتے کو سمجھنے کے لئے،،،،

بس خود کو میری نگاہوں کے آس پاس رہنے دینا،،، مجھے اس ہوا میں سانس لینے دیں جس میں آپ سانس لیتی ہیں،،، مجھے اپنے آس پاس رہنے دیں پلیز،،،،،

ڈوبی،،، آپ کی محبت ،،آپ کا وجود ،،،میرے لئے میری قیمتی متاع کی طرح ہے،، جیسے آکسیجن،،، یا جیسے میری لائف لائن ،،،اگر آپ کے وجود پر کانٹے بھی اگ آئیں تب بھی میں آپ کو اس نرمی سے چھوؤں گا جیسا کہ آپ گلاب کی پنکھڑی ہوں،،، مجھ سے کبھی آپ کو تکلیف نہیں پہنچے گی-- میں کبھی آپ کو ایک آنچ بھی نہیں آنے دوں گا-- کبھی آپ کا مان،، غرور،،، نہیں توڑوں گا--

اب وہ بے زار ہو چلی تھی اس بھاری بھرکم لباس،،، جیولری اور میک اپ سے،،، بیٹھنا دوبھر ہو گیا---

سوچا کیوں نا چینج کر لوں،،، مگر ایک ظالم سرگوشی کانوں میں پھر گونجی--

،،،،اس وقت کا شدت سے انتظار ہے جب آپ پوری کی پوری میرے رنگ میں رنگی میرے لیے تیار ہو کر آئیں گی،، اور میری زندگی کی سب سے بڑی خواہش ہے کہ میں

آپ کو اسوقت دیکھوں اور وہ نظارا مرتے دم تک اپنی آنکھوں میں بسا لوں۔۔پلیز ثوبی میرا انتظار کیجئے گا،،، کریں گی ناں

وہ سخت جھنجھلائی۔۔

رات کے دو بج چکے تھے۔۔۔

اب نیند کی شدت سے آنکھیں بھی بوجھل سی ہونے لگیں۔۔دل کیا لیٹ کر سو جائے۔۔

مگر پھر ایک التجائیہ سرگوشی آس پاس گونجی،، جس میں مان تھا،،التجا تھی،،،، میں چاہتا ہوں ثوبی کہ صرف اس رات آپ میرا انتظار کریں،، اس کے بدلے اگر پوری زندگی مجھے ،،،انتظار کرنا پڑے تو مجھے یہ سودا دل جان سے منظور ہوگا

کریں گی ناں،،،،؟

ہونٹوں تک آتے گھونگھٹ کے نیچے سے اس نے ہاتھ ڈال کر اپنی کنپٹیاں سہلائیں۔۔۔

تبھی دھاڑ سے ڈور کھلنے کی آواز پر وہ چونکی،،، اور ہڑبڑا کر سیدھی ہو گئی--

کلک کی آواز پر دروازہ لاک ہونے کی آواز پر وہ خود میں سمٹ گئی،،، دل اچھل کر حلق میں آیا---

تبھی کچھ بہت غیر معمولی اور عجیب سا محسوس ہوا،، کیونکہ آنے والا بہت بری طرح لڑکھڑاتا بیڈ کے قریب آ رہا تھا--

وہ زیادہ دیر تک یہ عجیب صورتحال برداشت نہیں کر پائی اور فطری شرم،، جھجھک کو بالا طاق رکھتی خود ہی گھونگھٹ پلٹ دیا--

سامنے کا نظارا بے حد دل دہلا دینے والا،،، ناقابلِ یقین،،، ناقابلِ فہم اور ناقابلِ تلافی تھا۔۔وہ صدمے اور حیرت سے گنگ شاہِ من کو نشہ کی شدت سے لڑکھڑاتے سرخ چہرے اور لال انگارا آنکھیں لئے اپنی جانب بڑھتا دیکھ رہی تھی۔۔

وہ جیسے جیسے بیڈ کے قریب آیا وہ غیر محسوس طریقے سے پیچھے کھسکتی بیڈ کراؤن سے جا لگی تھی۔۔

💖💖💖💖💖💖💖

وہ سہم کر بیڈ کراؤن سے لگی ہوئی تھی۔۔

کیونکہ سامنے والے کی مخمور بہکی نگاہیں اس کے وجود میں گڑھی جیسے آر پار ہو رہی تھیں۔۔

آ،،،،،،،،، آپ،،،، جج،،،،، جانتی،،،،، ہیں،، کہ،،،،، کک،،،، کتنی،،،،،، خوبصورت

ہیں،،،،، ثوبی۔۔

ثوبی کی زبان تو وہ اپنے اعمال سے تالو سے چپکا چکا تھا۔۔

،،،وہ تو آخری سانس تک اس کا اعتبار،، بھروسہ اور اعتماد نا توڑنے کا وعدہ کر چکا تھا

قسمیں کھا چکا تھا،۔۔

مگر شاہِ من دلاور اعظم تو اپنی نئی زندگی شروع کرنے کے پہلے پل،،،،،، پہلے قدم پہ ہی

لڑکھڑا گیا تھا،،، بری طرح فیل اور ناکام ہو گیا تھا۔۔

،،،،دد،،،، دور،،،، کک،،،، کیوں،، ہیں،،،، قریب،،،، آ،،، آئیے،،،، مم،،، میں،،، آج،،، آپ

،،،،کک،،،، کو،،،، بتاؤں،،،، گا،،،،، کک،،، آپ،،،،،،،، کس،،،،،، قدر،،،،، خ،،،، خوبصورت

،،،ہیں

ثولیبہ کی روح فنا ہوئی تھی۔۔آنکھیں آنسوؤں سے بھریں،، ہونٹوں پر بے یقینی سے ہاتھ رکھتے اپنی سسکیوں کا گلا گھونٹا۔۔

کیا کروں،،، بھاگ جاؤں یہاں سے،،، ہاں یہی ٹھیک ہے،، دماغ نے اکسایا۔۔وہ جائے فرار کا رستہ ڈھونڈنے لگی۔۔

وہ بمشکل اس کے قریب کھسک آیا،، اور بہکی نگاہوں سے اسے دیکھا۔۔۔

،،،،،ثوب،،،،،، ثوبی

من کی سخت دہکتی پرشدت گرفت میں اس کی نازک کلائیاں آئیں تھیں۔۔

،،،،،،،ثث،،،،،،،،ثولیبہ،،،،، من،،،،، کا،،،،، من،،،، جیتنے،،،، والی،،،، آج،،،،، اتنے

،،،،،،،قریب،،،، آئیں،،،،،، کہ،،،،،، سس،،،،،، سانس،،،، لینا،،،،،،، مشکل،،،،،،،، ہو

ثولیبہ کی کئی چوڑیاں ٹوٹ کر اپنی ناقدری پر نوحہ کناں ہوتی اس کی کلائیوں میں ایسے پیوست ہوئیں کہ کلائیاں لہو لہان ہوئیں--

آیہہہہہہہ،،،،،، تکلیف کی شدت سے ثولیبہ کے منہ سے سسکی برآمد ہوئی،، تواتر سے بہتے آنسوؤں نے چہرہ بھگو دیا---

من چھوڑیں مجھے،،، آپ ہوش میں نہیں ہیں،،، وہ غرائی

،،،،،،،،نو،،،،،،، آج،،،، نہیں،،،،،،،، رانا،،،،،،، صاااااااب،،،، آج ،،،،،،، حساب دیں،،،،، مم،،،، میری،،،،،،، بے،،،، تحاشا،،،،،،،، محبت،،،،، کا

وہ اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے خود میں بھینچتا اب تمام حد پار کر گیا تھا ---ثوایبہ کی برداشت ختم ہوئی--

،،،مم،،،،،، میری،،،،،، شدتوں،،،،،،، کا،،،،،، میری،،،،، تڑپ،،،،،،، اور،،،،،،، بب بے،،،،، سکونی،،،،، کا

،،،من چھوڑیں مجھے
وہ اس کی گرفت میں مچلی،،، مگر نشہ کی حالت میں بھی اس طاقتور گھبرو جوان کی گرفت شیر جتنی مضبوط تھی--کہ ثوبی اس کی باہوں میں پھڑپھڑا کر رہ گئی--

ثوبی نے اپنا پورا زور لگا کر اسے دور دھکیلا اور بیڈ سے اترنے لگی،،، مگر اتنے بھاری لہنگے میں اتنی پھرتی دکھا نہیں پائی--
شاہِ من نے اس کے پیٹ کے گرد بازو لپیٹا---

اور دوسرے ہاتھ سے اس کا دوپٹہ کھینچ کر پرے اچھالا۔۔۔

آہہہہہہہہہہ، وہ درد سے تڑپی۔۔۔کیونکہ دوپٹہ سر پہ پن کی مدد سے سیٹ کیا گیا تھا۔۔بے دردی سے بال کھینچے گئے تھے۔۔
تبھی من نے ایک جھٹکے سے اسے بیڈ پر گرایا تھا۔۔
اور اس کے اوپر حاوی ہوا۔۔۔

ثوبی بے تحاشا روئی تھی،،، من چھوڑیں مجھے،،، آپ ہوش میں نہیں،،، گھٹی گھٹی آواز میں وہ چلائی۔۔اور دونوں ہاتھ اس کے سینے پر رکھ کر اسے دور کرنے کی کوشش کی۔۔

اششششش،،،،، وہ کہتا اس کی کلائیوں کو تھام بیڈ سے لگا چکا تھا۔۔۔
خمار آلود بہکی نگاہیں ان گلاب کی پنکھڑیوں پر آکر ٹھہر گئیں۔۔

ثوبی اس کی نگاہوں کے مرکز کو دیکھ ماہی بے آب کی طرح مچلی۔۔

مگر وہ ایک پل بھی ضائع کیے بغیر اسے کے ہونٹوں کو اپنی شدت بھری لبوں کی گرفت میں لیتے،،، اپنی محبت اور قائم کیے گئے اعتبار کی دھجیاں بکھیرتا،، اس کے مان غرور کو تار تار کر گیا۔۔

ثوبی کی آنکھوں سے جیسے اذیت سے لہو بہا تھا،، ایسی ہی شدت اور اذیت تھی اس کے لمس میں،،،

من نے ایک ہاتھ اس کی کمر میں ڈال کر زرا سا اوپر اٹھایا،،، اور دوسرے سے اس کی کرتی کی زپ کھولی۔۔

اذیت کی انتہا تھی،، کیونکہ ثوبی کے نازک ہونٹ پر کٹ آ چکا تھا۔۔

،،،ژولیبہ کو لگا اس کے جسم سے وہ جان ہی نکال لے گا آج
وہ ہوش گنوا بیٹھتی اس سے پہلے شاید من کو اس پر رحم آیا تھا تبھی اسے کے لبوں کو آزادی بخشی--

مگر اس کے اگلے عمل سے ژوبی حلق کے بل چلائی تھی--جب من نے اس کے کندھے سے شرٹ کھسکائی،،، اور اس کی کالر بون کے نیچے درندگی کے مظاہرے کیے---

💖💖💖💖💖💖💖💖

شازیہ بیگم اور دلاور اعظم اب تک جاگ رہے تھے--
خوشی کی بات یہ تھی کہ دانیال آیا تھا--جو ان کے پاس بیٹھا ہلکی پھلکی گفتگو میں مگن تھا--

میں من سے پوچھ آؤں کھانا وغیرہ نا کھانا ہو،،، شام میں بھی ثوبی نے مہمانوں سے ہچکچاتے کچھ بھی نہیں کھایا تھا۔۔

وہ کہتی روم سے نکلی اور اوپر الگ سے بنے پورشن میں قدم من کے روم کی جانب بڑھے۔۔

ہو کا عالم تھا۔۔۔سب مہمان قریب ہونے کی وجہ سے جا چکے تھے۔۔

وہ من کے روم تک آئیں،،، مگر اندر سے آتی ثوبی کی دلخراش سی مگر دبی دبی چیخیں سن کر خواہ مخواہ بے حد شرمندہ ہوتی واپس جانے لگیں۔۔۔

تبھی قدم وہیں ٹھٹھک کر رکے تھے۔۔۔کیونکہ اب چیخوں کے ساتھ ثوبی کے بے تحاشا پھوٹ پھوٹ کر رونے کی بھی آواز آئی تھی۔۔

وہ حیرت سے گنگ ہوئیں،، کچھ بھی تھا چاہے قیامت آ جاتی مگر من اپنی ثولیبہ کو رلا نہیں سکتا تھا۔۔

کچھ تو تھا جو عجیب تھا۔۔
کوئی انھونی ہوگئی تھی شاید۔۔

تبھی انھوں نے مڑ کر زور سے دروازے پر دستک دی تھی۔۔
ثوبی بیٹا،،،،،، ثوبی۔۔۔

ادھر ثوبی اسے خود پر سے ہٹانے کی بھرپور کوششیں کر رہی تھی۔۔جس نے اس کے گریبان اور روح پر گہرے اذیتوں کے نشان چھوڑے تھے۔۔
ثوبی کو دروازے پر دستک سنائی دی تھی اور شازیہ مما کی پکار۔۔

وہ اس کی گردن میں منہ دئے اب مکمل اپنے ہوش کھو بیٹھا تھا۔۔
تبھی ثوبی نے اپنا پورا زور لگا کر اسے خود پر سے ہٹایا۔۔

وہ ہوش و خرد سے بیگانہ بیڈ کی ایک سائیڈ لڑھک گیا۔۔
ثوبی نے اپنا موبائل اٹھایا اور کانپتے ہاتھوں سے اپنے پاپا کا نمبر ڈائل کیا۔۔۔

دوسری بیل پر ہی فون اٹھا لیا گیا کہ رانا جھانگیر کی گڑیا فون کرے اور وہ اٹھائیں نہیں ایسا تو ممکن نہیں تھا۔۔

،،،،،،،ثوبی بیٹا

پاپا،،،،،،،،،، پاپا،،،، وہ پھوٹ کر روئی۔۔۔

ڈوبی میری گڑیا کیا ہوا بیٹا،،،،، مگر وہ روئے گئی،،، حلق میں پھندا سا لگا تھا کیسے بولتی۔۔
رانا جہانگیر اسے پکارتے رہے مگر وہ فون رکھ چکی تھی،، رانا جہانگیر کے بیس پچیس منٹ
میں اعظم مینشن پہنچنے کے لئے ان کی گڑیا کے اتنے آنسو ہی کافی تھے۔۔

وہ سہم کر بجلی کی سی تیزی سے اٹھی۔۔اور بھاگ کر دروازہ کھولا۔۔

شازیہ مما کو سامنے دیکھ کر پھر اپنا ضبط کھو بیٹھی اور ان کے گلے لگی پھوٹ پھوٹ کر رو
دی۔۔

شازیہ بیگم نے صدمے سے گنگ،،، اس کی دگرگوں کی گئی حالت ملاحظہ کی۔۔
پھٹا ہونٹ،،، بکھرے بال،،،،،،زخمی کلائیاں،،، کندھے سے ڈھلکی شرٹ اور اپنے بیٹے
کے درندگی اور حیوانیت کے نشان،،،، صد شکر کے ابھی شاہِ من نے اپنی حیوانیت میں

ہر حد پار نہیں کی تھی۔۔ کہ وہ اور اس کے ماں باپ ثوبی اور رانا جہانگیر سے نگاہیں ملانے کے قابل ہی نا رہتے۔۔

،،،،ہوش وخرد سے بیگانہ بیڈ پر پڑا وہ
شازیہ بیگم کو سمجھنے میں زرا دیر نا لگی کے وہ پی کر آیا ،،،اور نشے میں دھت اس نے یہ درندگی دکھائی ہے۔۔

شازیہ بیگم نے کندھے سے اس کا لباس درست کیا۔۔۔اور اپنی شال اتار کر اس کے اوپر اوڑھائی۔۔
اور اسے لئے دوسرے روم میں چلی گئی۔۔

💖💖💖💖💖💖💖💖

دلاور اعظم غصے کی انتہا سے ادھر سے ادھر چکر لگا رہے تھے۔۔

دانیال ایک سائیڈ سرد و سپاٹ سا چہرہ لیے کھڑا تھا۔۔۔

جبکہ شازیہ بیگم روئے جا رہیں تھیں۔۔

ثوبی دوسرے روم میں نوراں بیگم کی گود میں سر رکھے نڈھال سی تھی۔۔

ثوبی بیٹی کو رانا صاحب کو فون نہیں کرنا چاہیئے تھا،،، وہ بے چین ہوئے،،، اب کیا ہوگا،،،،،؟

کیسی باتیں کر رہے ہیں اعظم صاحب آپ،،،، آپ کے بیٹے نے شراب کے نشے میں ،،،،دھت درندگی اور حیوانیت کی انتہا کر دی اور آپ ابھی بھی بہو کی غلطی گنوا رہے ہیں

اوکم آن مما،،،،، شوہر ہے وہ اس کا،،،، بیوی ہے وہ من کی،،،، تو اپنے شوہر کی عزت ،،،کی خاطر برداشت کرتی،،،،، اتنا وبال مچانے کی کیا ضرورت تھی

دانیال کا سرد و سپاٹ لہجہ شازیہ بیگم کو مزید صدمہ اور پتنگے لگے۔۔

دانیال دماغ خراب ہے تمھارا،،، پاگل ہو گئے ہو،،، شوہر ایسی درندگی کے مظاہرے نہیں ،،،،کرتے،،،، شازیہ بیگم چلائیں

اوہھہ میں بھول کیسے گئی کہ آج شاہِ من کو اس مقام پر پہنچانے والے تو تم ہی ہو،،، جو تمھارے ساتھ ہوا،،، آج تک اس کا زہر تم من کے سینے میں بھرتے آئے اور اسے شہہ دے دے کر ایسا بنا دیا،،،، بڑے بھائی ہونے کا ایک بھی فرض ڈھنگ سے ادا نا کر سکے،،،خود کی تو زندگی تباہ و برباد کی ،،،،من کو بھی اس کی لپیٹ میں لے لیا،،،،،، اگر یہی ،،،،،،درندگی تمھاری بہن کے ساتھ ہوئی ہوتی تب بھی کیا تم یہی کہتے دانیال

شازیہ بیگم پھنکاریں۔۔۔

دانیال کو چپ سی لگی۔۔۔مگر بولنے سے باز نا آیا۔۔

مجھے نہیں لگتا کہ من نے یہ جان بوجھ کر کیا ہے،،، آپ سب لوگ جانتے تو ہیں کہ وہ اس کے معاملے میں کس قدر حساس ہے،،، دانیال نے جتایا۔۔۔ ضرور کسی کی شرارت ہو گی۔۔۔

تم ایسا بول کر اس کے کیے گئے زلیل عمل پر پردہ نہیں ڈال سکتے دانیال،،،، سزا تو اسے ملے گی،،

تبھی باہر رانا جہانگیر کی گاڑی کے رکنے کی آواز آئی۔۔

ثوبی اب ایک پل بھی اس گھر میں رکنا نہیں چاہتی۔۔اور میں اسے اس کے پاپا کے ساتھ بھیج رہی ہوں۔۔

شازیہ بیگم نے کلیجے پر پتھر رکھ کر فیصلہ سنایا۔۔

دلاور اعظم نے پہلو بدلہ جبکہ دانیال کے تیوری پر بے شمار بل پڑے--

اور آپ کو ایسا کیوں لگتا ہے مما کہ میں اسے کہیں جانے دوں گا--جب تک من ہوش میں آکر اپنے رویے کی وضاحت نہیں دے گا،، کہیں نہیں جائے گی وہ،،، تو بہتر یہی ہوگا اسے بولیں چپ چاپ اپنے روم میں جائے،،،، یا یہ کام میں خود کر دیتا ہوں--

،،،،دانیال تم پاگل ہو گئے ہو

تبھی رانا جہانگیر دستک دے کر روم میں داخل ہوئے تھے--

،،سب کو چپ لگی جیسے بولنے کو کچھ تھا ہی نہیں ،،،رانا جہانگیر ڈوبی سے مل کر آئے تھے اور اب سپاٹ چہرہ لیے ان کے سامنے کھڑے تھے--

اعظم میں اپنی بچی کو لے جا رہا ہوں،،،، ہمیشہ کے لئے،،،،،،، امید ہے کہ اب تم لوگ ہر گز اصرار نہیں کرو گے کہ یہ رشتہ قائم رکھا جا سکے۔۔۔
دو حرفی بات تھی۔۔۔پتھر پر لکیر۔۔

مگر انکل میں ایسا ہر گز نہیں ہونے دوں گا۔۔ دانیال بھڑکا۔۔

واقعی،،،،اور مجھے کون روکے گا،،، جہانگیر صاحب کے ماتھے پر بل آئے۔۔

بکواس بند رکھو دانیال،،،،، جاؤ اپنے روم میں،،، دلاور اعظم دھاڑے۔۔

،،،،، اور جھکے کندھوں کے ساتھ جہانگیر کے سامنے آئے،،، جیسے آپ کی مرضی جہانگیر کیونکہ ہمارے بیٹے کی غلطی کوئی چھوٹی موٹی نہیں ہے،،،، ناقابلِ تلافی ہے،، ہمیں معاف کر دیجئے گا ہم بچی کا خیال نہیں رکھ پائے۔۔

یہ سن کر جہانگیر کے تنے اعصاب کچھ ڈھیلے پڑے مگر وہ وہاں زیادہ رک نہیں پائے اور

شاہِ من کی زندگی اور جینے کی وجہ کو اپنے ساتھ لئے وہاں سے نکلتے چلے گئے۔۔

💖💖💖💖💖💖💖💖

صبح بارہ بجے کے قریب من نے مندی مندی بوجھل اور بھاری ہوتی آنکھیں کھولیں۔۔

سر شدید بھاری تھا،، مگر وہ فورا سے پہلے اٹھ بیٹھا۔۔ کمرے کا فسوں خیز ماحول،،، مگر بیڈ پر جیسے ادھم مچا ہوا تھا۔۔

دوپٹہ پڑا تھا دوپٹے والی روم میں کہیں نہیں تھی۔۔اسے دماغ پر زور ڈالنے کے باجود کچھ یاد نہیں آرہا تھا کہ رات وہ روم میں کیسے آیا،،

اور اس کے بعد کیا ہوا۔۔

مگر یہ سوچ کر دل ضرور دہلا تھا کہ یقینا رات اسے دھوکے سے پلائی گئی تھی۔۔
اور اس کے بعد اس نے کیا کیا ہوگا۔۔۔وہ تڑپ کر بیڈ سے اترا۔۔
لپک کر واش روم میں چیک کیا کہیں نہیں تھی۔۔

دل کو جیسے کسی نے پیروں نیچے کچلا۔۔
گھنے بالوں میں ہاتھ پھیرتا وہ ننگے پاؤں ہی سیڑھیاں اترتا نیچے چلا آیا۔۔
مگر خلافِ توقع گھر میں ہو کا عالم تھا،،، آج تو لیٹ ایونگ ولیمہ کا فنکشن تھا۔۔
گھر میں گہما گہمی اور رونق ہونی چاہیئے تھی۔۔

،،،وہ لاؤنج میں آیا

لاؤنج میں بی جان،،، شازیہ بیگم اور دلاور اعظم موجود تھے،، اور خاموشی سے چائے پی رہے تھے --

،،،اسلام و علیکم،،،، اس نے با آواز بلند سلام کیا
،،مگر کوئی متوجہ نہیں ہوا اس کی طرف،، اسے پھر عجیب لگا
چاروں اور نظر گھمائی،،، اس کے دل کا سکون آنکھوں کی ٹھنڈک وہاں بھی موجود نہیں تھی--

اور اس کے معاملے میں اتنا پیشنس وہ رکھ نہیں سکتا تھا--

مما ثوبی کدھر ہے،،،،، اس نے سنجیدگی سے پوچھا---

شازیہ بیگم کو آگ لگی،،، مگر پھر بھی وہ صبح صبح اس بگڑے رئیس زادے کے منہ نہیں لگنا چاہتی تھیں سو اگنور کر گئیں۔۔

،،،ڈیڈ آپ بتائیں گے

شاہِ من جاؤ اپنا کام کرو،،، ہمارا دماغ مت کھاؤ،، خود ڈھونڈ لو،،، دلاور اعظم نے اس کی ڈھٹائی پر دانت پیس کر کہا۔۔

اب تو ایک ہی بندہ تھا جو اس کے سیدھے سوال کا سیدھا جواب دے سکتا تھا۔۔

وہ تیز قدموں سے دانیال کہ روم تک آیا،، بغیر دستک ہوا بنا اندر داخل ہوا۔۔
سامنے ہی بیڈ پر وہ لیپ ٹاپ کھولے کچھ کر رہا تھا،،، اسے فق چہرہ لیے روم میں آتا دیکھ ایک اچٹتی سی نگاہ اس پر ڈالی اور ٹھنڈی سانس بھری۔۔

بھائی ثوبی کہاں ہے،،؟

رات اس کے پاپا اسے لے گئے واپس،،،، ہمیشہ کے لئے ،،،دانیال نے اس کے سر پر بم پھوڑا۔۔

واٹ لیکن کیوں،،، وہ کیوں چلی گئی بھائی،،، آپ لوگوں کو پتہ ہے ناں میں اس کے بغیر ایک پل بھی نہیں رہ سکتا،،، وہ دھاڑا۔۔

یہ تو شراب کے نشے میں دھت اس پر حیوانوں اور درندوں کی طرح تشدد کرنے سے پہلے سوچنا چاہیئے تھا تمھیں شاہِ من دلاور اعظم۔۔

دانیال نے سکون سے کہا۔۔

مگر یہ سن کر شاہِ من کے سر پر اعظم مینشن کے چھت آگری تھی جیسے،،، پاؤں کے نیچے سے زمین کھسکی۔۔

وہ الٹے قدموں اپنے روم میں آیا،، اور بیڈ پر بیٹھ کر کنپٹیاں سہلاتے رات کے مناظر سوچنے کی کوشش کی۔۔
پھر بہت کوشش کرنے کے بعد اسے یاد آتا چلا گیا،، کہ وہ کیا کیا کر چکا ہے۔۔

یعنی اس کے ہاتھ سے محبت اور زندگی سوکھی ریت کی طرح مٹھی سے پھسل چکی تھی۔۔
مگر وہ طوفان بنا اٹھا۔۔

،،،جلدی سے کپڑے نکال کر فریش ہوا
اور گاڑی لے کر اعظم مینشن سے نکلا۔۔۔

وہ بھسم کرنے والے انداز میں دھاڑ سے ڈور کھول کر نشوان کے آفس میں داخل ہوا تھا۔۔

تنے اعصاب،،، لال انگارا چہرہ اور آنکھیں،، بکھرا حلیہ۔۔

ایک مرتبہ تو اس کی آنکھوں سے نکلتے شعلے دیکھ نشوان بھی اندر تک گڑبڑایا ہل چکا تھا۔۔
آخر شاہِ من دلاور اعظم کے غصے سے آج تک کون تھا جو خائف نہیں ہوا تھا۔۔

میٹنگ چل رہی تھی،، مگر نشوان کے سٹاف سمیت اس کی خود کی بھی جرات نہیں ہوئی تھی کہ شاہِ من کو اس وقت ایک لفظ بھی کوئی بول پاتا۔۔
کون نہیں جانتا تھا شاہِ من دلاور کو،،،، جو دلاور اعظم کی سیاسی پارٹی کا ہونے والا نیا چیئرمین عنقریب ہی بننے والا تھا۔۔

جبکہ اپنے سیاسی کرئیر کا آغاز تو وہ کب کا کر چکا تھا۔۔

آخر اس نے میٹنگ ہی برخواست کر دی سب روم سے نکلے،، وہ آہستہ آہستہ ٹیبل کے قریب آیا۔۔اور دونوں ہتھیلیاں ٹیبل پر رکھ کر ہلکا سا نیچے جھکا۔۔

،،نشوان کے ماتھے پر پسینے کے ننھے ننھے قطرے نمودار ہوئے مگر ڈھٹائی سے بولا۔۔

،،،کیا یار،،، چھوٹا سا مزاق تھا،،، شرارت،، اتنا سیریس کیوں لے رہے ہو

وہ ٹیبل پر جھکا نشوان کو گڑبڑاتے اور ماتھے پر ابھرا پسینہ دیکھے گیا۔۔
عجیب سی لپک تھی اس کی نگاہوں میں،، نشوان بار بار ماتھے پر آتا پسینہ صاف کر رہا تھا۔۔

مزاق وہ ہوتا ہے نشوان احمد جس پر لوگوں کو ہنسی آئے،، ناکہ کسی کی زندگی برباد ہو جائے،،،، جبکہ تم اچھی طرح جانتے تھے کہ مجھے کتنے برے طریقے سے چڑھ جاتی ہے--
شاہِ من کے لہجے میں عجیب چبھن اور پھنکار تھی--

اوکم آن یار جانے دو دوستوں میں تو سب چلتا ہے،، ہوا کیا،،؟
وہ خباثت سے اس کو ٹاپک سے ہٹا کر اس کے منہ سے اس کی بربادی کی کہانی سن کر اب لطف اٹھانا چاہتا تھا--

مگر شاید بھول گیا تھا سامنے شاہِ من دلاور اعظم کھڑا تھا کوئی معمولی انسان نہیں---
وہ تو کتنے دنوں سے اس کا بدلہ رویہ جان رہا تھا،، بدلے تیور نوٹ کر رہا تھا--مگر اپنی غلط فہمی سمجھ کر اگنور کر گیا--

اس کی ایکسرے مشین جیسی نگاہیں جیسے اسے اندر تک جانچ رہی تھیں،،، تبھی وہ گڑبڑا رہا تھا۔۔

یو نو واٹ،،، نشوان احمد،،،، اعظمز سیاست کی بلندیوں اور کامیابیوں کو کیوں چھو رہے ہیں،، کیونکہ وہ اپنے آستین میں چھپے سانپ نما سو کالڈ خیر خواہوں کو بہت جلد پہچان لیتے ہیں،، اور دوست کی شکل میں بھیڑیے نما دشمن کو بھی بہت اچھے سے جان لیتے ہیں،،، وہ ایک ایک لفظ چبا چبا کر بولا۔۔

نشوان نے اس کی جانب دیکھا۔۔

اسی لئے اپنی بزدلی کی کھال سے باہر آؤ نشوان اور کھل کر دشمنی نبھاؤ تو شاہِ من کو بھی مزا آلئے۔۔ آج سے جو ہم میں کزنز اور دوستی کا رشتہ تھا اسے تو بھول ہی جاؤ،،، اور مجھ سے اور خاص طور پر اس سے دور بہت دور رہنا،، اسی میں تمھاری بھلائی ہے،، نشوان

احمد،،،، نہیں تو شاہِ من کی رگ رگ سے تو واقف ہی ہو تم ،،،کہ خود سے جڑی چیزوں کے لئے میں کس قدر پاگل،، پوزیسواور جنونی ہوں،،،،، اپنی چیزوں پر نظر ڈالنے والے کی آنکھیں نوچ کر پھینکنے میں شاہِ من ایک سیکنڈ کا بھی وقت نہیں لگائے گا۔۔۔

وہ سرسراتے سرد لہجے میں کہتا سیدھا ہوا۔۔

،،،،،،اسے میں نے ریجیکٹ کیا اور اب تم

شٹ اب یو باسٹرڈ،،، من دھاڑا تو نشوان اپنی جگہ سے اچھل پڑا۔۔

تمھاری کیا اوقات تھی نشوان احمد اسے ریجیکٹ کرنے کی،، یوں کہو کہ اس کی قسمت نے تمھیں ریجیکٹ کیا،، آخری مرتبہ بول رہا ہوں،، پھر صرف بولوں گا نہیں،،، آگے تم خود سمجھدار ہو،،، دور رہو اس سے۔۔۔

وہ غراتا کہتا ،،،،،تن فن کرتا وہاں سے نکلا۔۔۔

اونہہہہ،،،، تم اور تمھاری دھمکیاں شاہِ من،،،،، اسے تو میرے پاس ہی آنا ہوگا،،،، ہر حال میں ہر قیمت پر،،،،،بہت بڑی بھول ہو گئی مجھ سے جو اتنے خسارے کا سودا کر بیٹھا،،،،کھرے کو چھوڑ کھوٹے سکے کو دامن میں بھر لیا،، مگر اب میں ہی وہ غلطی سدھاروں گا۔۔۔

وہ زہر خند لہجے میں شیطانی ارادے باندھتا اس وقت فرعون بن چکا تھا۔۔

💖💖💖💖💖

شاہِ من کی بی ایم ڈبلیو رانا ہاؤس میں داخل ہوئی تو لاؤنج میں بیٹھے جہانگیر صاحب کے ماتھے پر آواز سن کر ڈھیر سارے بل آئے۔۔

کچھ ہی پلوں میں وہ آندھی بنا اندر داخل ہوا تھا۔۔

رانا جہانگیر کو لگا وہ پہلے ان کے پاس آئے گا،، مگر یہ ان کی خام خیالی ہی تھی۔۔۔کہ وہ ان سے ڈرے گا۔۔

کیونکہ دنیا کی کوئی طاقت نہیں تھی یا کوئی رکاوٹ جو شاہِ من کو اس کے پاس جانے سے روکتی۔۔

وہ اپنی بلیک لیدر جیکٹ میں ہاتھ ڈالے فی الحال ان کو اگنور کرتے ہوئے سیدھا اوپر والے پورشن کی جانب بڑھا۔۔

رانا جہانگیر شدید طیش اور اشتعال میں اٹھنے لگے جب صائمہ بیگم نے ان کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ انھیں روک دیا۔۔

جو بھی تھا اب وہ ان کا داماد تھا۔۔

صائمہ بیگم نے انھیں شانت رہنے کا اشارہ کیا۔۔

وہ اپنے روم کی کھڑکی میں مکمل سیاہ لباس میں گرے شال کندھوں پر ڈالے سوگوار سی کھڑی باہر نیچے کسی غیر مرئی نقطے کو گھور رہی تھی۔۔
کلائیوں پر ڈریسنگ کی گئی تھی،،، اب گردن کی جلن میں بھی افاقہ تھا۔۔
مگر جو روح چھلنی ہوئی تھی،،، وہ زیادہ تکلیف دہ عمل تھا۔۔

جانی پہچانی آہٹ اپنے پیچھے محسوس ہوئی تو وہ چونکی ضرور،،،،، مگر پلٹی نہیں۔۔
جانتی تھی اگر پیچھے کھڑے شخص کے بس میں ہوتا تو وہ تو اس کی سانسوں پر بھی دسترس حاصل کر لیتا۔۔
کجاکہ وہ اسے دور جاتی۔۔۔چھوڑنے کی بات تو بہت بعد میں آتی تھی۔۔

وہ دھیمے قدموں سے چلتا بلکل اس کے پیچھے آن کھڑا ہوا۔۔۔

ثوبی،،، دھیمے سے بوجھل آواز میں پکارا،،، میں وضاحت دے سکتا ہوں--

نہیں چاہیے،،، ثوابیہ سرد و سپاٹ لہجے میں بولی،،،، آپ بس مجھے ڈائیورس دے دیں--

من کے چہرے نے لہو چھلکایا،،،، اور آپ کو ایسا کیوں لگا کہ میں ایسا کروں گا---
شاہِ من کی بے قرار نگاہوں نے اس کے چہرے کا شدت سے طواف کرنا چاہا--

مجھے تو یہ بھی نہیں لگا تھا جو رات آپ نے میرے ساتھ کیا،،،،وہ اچانک مڑی،،، اور نفرت سے من کو دیکھا،،

پھٹا ہونٹ،،، ڈریسنگ کی گئی زخمی کلائیاں-- من کا دل جیسے ڈوب کے ابھرا--
جبکہ ابھی تو گردن پر اس نے شال لپیٹ رکھی تھی--

یہ نشوان نے جان بوجھ کر کیا،،، ثوبی،، آئی سوئیر،،، اس نے میری سمپل ڈرنک میں کچھ ملا دیا تھا،،،،،

اس کا لہجہ ٹوٹا ہوا تھا--

اب آپ کی کوئی وضاحت اس اعتبار کو دوبارہ قائم نہیں کر سکتی جس کی دھجیاں آپ رات بکھیر چکے-- شاہِ من،،،،

ثوبی کا لہجہ نہایت سرد تھا--

ثوبی پلیز،،،،، ایک دفعہ،،،،،،

نو،،،، شاہِ من،، اب نہیں،،،اس کا لہجہ بھیگ گیا،،،، کتنا ارزان کر دیا آپ نے مجھے،،، کہ اب تو اپنے وجود سے نفرت ہونے لگی ہے مجھے،،شدید نفرت،،،،، جسے پانے کو آپ مچل رہے ہیں--

ثوبی نے اس کے کانوں میں جیسے پگھلا ہوا سیسہ انڈیلا۔۔

شاہِ من کا چہرہ شدتِ ضبط سے لال انگارا ہوا۔۔نرمی سے اسے بازوؤں سے تھام کر دیوار کے ساتھ لگایا اور اس کے دائیں بائیں دیوار پر ہاتھ رکھے۔۔

آپ کو پتہ ہے آپ کیا کہہ رہی ہیں ثولیبہ،،،، اب تو من کا لہجہ بھی بھیگا تھا۔۔مگر رگیں تن چکی تھیں۔۔

ثولیبہ نے کندھوں سے لپیٹی شال خود سے اتار کر نیچے گرائی تھی،،،،اور کندھے سے شرٹ نیچے کھسکانا چاہی،،،، میں جو کہہ رہی ہوں اس کا ثبوت یہ نشانات ہیں شاہِ من جو آپ نے مجھے تحفے میں دیئے،،،،
ثوبی کی آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر گرے۔۔ من نے تڑپ کر اس کے ہاتھ پہ ہاتھ رکھ کر جیسے ان نشانات سے نگاہیں چرانی چاہیں۔۔

شاہِ من کا دل کیا ڈوب مرے،،، خود جیسے یہ اپنی درندگی کے نشانات دیکھ کر اپنی ہی نگاہوں سے گرا ہو۔۔ شدت ضبط کے باوجود بھی اس کے تواتر سے بہتے آنسو دیکھ شاہِ من کی آنکھیں بھیگی تھیں۔۔

،،،،،آئم سوری،،،،، ثوبی،،، میں

آپ ایک کام کریں شاہِ من،،،،،،، کر لیں اپنی خواہش پوری،،،، شاید آپ کو سکون آ جائے،،،،، اور اس پل پل کی اذیت سے میری جان چھوڑ جائے۔۔۔

الفاظ تھے کہ شعلے،،،، جو من کی رگوں میں اترے تھے۔۔

ثوبی،،،،،،، وہ دھاڑا،،،،،،، باسسسسسسسسسسس،،،،،، یہ بات تو آپ بھی اچھی طرح جانتی ہیں کہ ایسا کچھ نہیں ہے،،، کتنا عرصہ ہو گیا ہمارے نکاح کو،،، ایسا کب لگا آپ کو،،،،، اور اگر مجھے صرف آپ کے وجود سے غرض ہوتی تو یاد ہے آپ کو کڈنیپ کیا گیا تھا۔۔

وہ لال انگار آنکھیں اس کی آنکھوں میں گاڑے کھڑا تھا۔۔ثوبی کی سانس اٹکی اب وہ کیا انکشاف کرنے چلا تھا،،، اس کی نازک جان کے اوپر پھر کونسی آگہی کا عذاب نازل کرنے والا تھا۔۔

کس نے کیا تھا آپ کو کڈنیپ جانتی ہیں،،،،، دانیال بھائی نے،،،، جب دوسری مرتبہ آپ نے رشتے سے انکار کیا،،، تب ،،،،وہ لے آئے تھے آپ کو میرے لئے،،میرے پاس،،، اور لا کر پھینک دیا تھا میرے روم میں،،، اور یہ بھی کہا تھا جو ابھی آپ نے کہا،،، کہ پھر تو آپ کے پاس انکار کی گنجائش نا رہتی اگر میں اس وقت اپنی خواہش پوری کر لیتا،،، بقول آپ کے،،

وہ بھیگے لہجے میں اس کے ماتھے سے ماتھا ٹکائے بے بسی سے بولا۔۔

،،،جانتا ہوں رات ناقابلِ تلافی نقصان کر چکا ہوں ،،،مجھے سزا دیجئے،،، لیکن موت نہیں خدرارا،، آپ سے جدائی میرے لیے موت ہی ہے،،، مر جاؤں گا میں آپ کے بغیر ،،،،،آپ جانتی ہیں اچھی طرح،،،،

وہ کہتا ایک قدم پیچھے ہٹا،، زمین سے شال اٹھا کر اس کے سر پر ڈالی۔۔۔
اس نازک گداز وجود پر ایک بھر پور نگاہ ڈالی اور پیچھے مڑ کر روم سے نکلتا چلا گیا۔۔۔

💖💖💖💖

وہ پھر آکر کھڑکی میں کھڑی ہوئی۔۔۔

شاہِ من دلاور اعظم ایک مرتبہ پھر اپنے جنون کی انتہا سے اسے لاجواب کر گیا تھا۔۔ جس سے وہ سخت جھنجھلا جاتی تھی۔۔

دماغ ماضی کے جھروکوں میں کہیں کھویا اور وہ وقت یاد آیا۔۔

جب محبت جیسے عذاب میں اپنی جان نہیں جھونکی تھی۔۔

یہ وہ وقت تھا جب وہ فیصل آباد میں رہتے تھے۔۔

اس دن وہ کالج سے واپس آئی تھی جب پاپا گھر پر موجود تھے۔۔

اسے حیرت ہوئی۔۔

تب اسے پتہ چلا کہ پاپا کا ٹرانسفر لاہور ہو چکا ہے۔۔اس کے دل کی دھڑکن بے ترتیب ہوئی تھی۔۔

کیونکہ لاہور میں اس کی سگی پھپھو اسما بیگم رہتی تھیں۔۔اور ان کے بیٹے نشوان احمد سے جانے کیوں اسے ڈر لگتا تھا۔۔

نہیں جانتی تھی ثوبی کہ وہ ڈر نہیں تھا محبت تھی جو اسے کھوکھلا کر دے گی۔۔

بہرحال جلد ہی وہ لاہور شفٹ ہوئے تھے۔۔ کئی دن سیٹنگ کرنے میں گزر گئے۔۔
،،،اس کی پھپھو جو اس سے بے تحاشا محبت کرتی تھیں پورا ساتھ دیا ان کا سیٹنگ میں
اس نے اپنی سٹڈی سٹارٹ کر لی تھی۔۔
ایک دو مرتبہ نشوان بھی آیا اپنی مما کو چھوڑ کر جانے اور رسیو کرنے۔۔

وہ خود تو سامنے نہیں آئی مگر اسے چھپ کر ضرور دیکھا تھا کہ یہ کچی عمر کی نوخیز سے
جزبات کی پہلی سیڑھی تھی جس پر وہ چڑھنے لگی تھی۔۔

کالج میں بڑی مشکل پیش آئی۔۔ پرانی دوستیں یاد آئیں ۔۔۔مگر جلد ہی یہ کمی بھی پوری
ہو گئی۔۔

جب نایاب گل نے اس کی جانب دوستی کا ہاتھ بڑھایا۔۔

متمول گھرانے کی نایاب گل کافی دبنگ،، نڈر اور شوخ و شنگ لڑکی تھی۔۔

جبکہ ثوبی اس کے بلکل بر عکس مگر پھر بھی دوستی ہو ہی گئی۔۔

چند دنوں میں ہی دوستی حد سے زیادہ گہری ہو گئی اور تکلف کی تمام دیواریں گر گئیں۔۔

وہ یونہی ایک عام سا دن تھا جب کالج کا آف ہوا۔۔وہ دونوں گیٹ تک آئیں ۔۔مگر ثوبی یہ دیکھ کر دم بخود رہ گئی۔۔

کہ سامنے نشوان احمد اپنے مخصوص ڈیشنگ حلیے میں لاپرواہ سا گاڑی سے ٹیک لگائے کھڑا اس کا انتظار کر رہا تھا،،،

اسے دیکھ ثوبی کے ہاتھ پیر پھولے تھے،، اور اس کا یہ ہونق پن دیکھ نایاب گل کو سمجھنے میں وقت نا لگا کہ،،،،،

وہ ثوبی کو دیکھ اس کی جانب بڑھا۔۔

،،،مجھے ماموں جان کا فون آیا کہ گھر کی گاڑی خراب ہے تو میں تمھیں لے آؤں کالج سے اب چلو۔۔۔

،،جج،،،،، جی،،، وہ ہکلائی

نایاب کو حیرت ہوئی مگر چور نگاہوں سے ثوبی کی پتلی ہوئی حالت نوٹ کی جو اب لرزتے قدموں سے جا کر چپ چاپ گاڑی میں بیٹھ گئی۔۔

💖💖💖💖💖💖💖💖

سارے رستے وہ خاموش رہی،،، نشوان بھی ائیر پوڈس لگائے بزی رہا۔۔

ڈوبی اکیس سال کی تھی ابھی اور نشوان سے نو سال چھوٹی تھی۔۔

نشوان نے امریکہ سے ایم بی اے کیا تھا اور اب اپنے خود کے بزنس کو آسمانوں کی بلندیوں تک پہنچا دیا تھا۔۔

گھر پہنچ کر اس نے اپنی مما سے بہت جھگڑا کیا تھا کہ آپ نے نشوان کو کیوں بھیجا اسے لینے کے لئے۔۔۔

اور اپنے پاپا کی لاڈلی پاپا سے بھی ناراض ہو گئی۔۔
جہانگیر صاحب بھی پریشان ہو گئے کیونکہ جانتے تھے کہ ان کی پرنسز، ان کے علاوہ کسی پر بھروسہ نہیں کرتی تھی۔۔

پھر لاکھ منت سماجت اور آئسکریم کھلانے کے بعد ان کی پرنسز کا پھولا منہ سیدھا ہوا تھا۔۔

اگلے دن نایاب نے جو اس کی ٹانگ کھینچی تو اس سے سب کچھ اگلوا کر ہی سانس لیا۔۔

اور پھر اگلے کچھ دنوں تک مشہور بزنس ٹائیکون نشوان احمد کا وزیٹنگ کارڈ اور فون نمبر بھی نایاب گل نے حاصل کر لیا۔۔

اپنی دوست کی خاطر۔۔

پر کون جانتا تھا آگے قسمت کیا کھیل کھیلنے والی ہے۔۔

💖💖💖💖💖💖💖💖💖

ماضی---

دلاور اعظم اور شازیہ بیگم کی چار اولادیں تھیں--

سب سے بڑا دانیال تھا جو ایم اے کر کے اب اپنے بابا کے ساتھ سیاست میں دلچسپی لینے لگا تھا--

شاہِ من دانیال سے آٹھ سال چھوٹا تھا،، مگر دونوں بھائیوں میں اس قدر پیار اور انسیت تھی کہ وہ دونوں ایک دوسرے کے بغیر رہ ہی نہیں سکتے تھے--

پھر من سے دو سال چھوٹی سارا اور پھر سب سے چھوٹی رابی تھی--

دانیال ان دنوں اٹھائیس سال کا ہو چکا تھا،،، جب اس کی زندگی میں ایک بہت بڑا طوفان آیا--

اس کی زندگی میں صبا نامی لڑکی آئی،،جو متوسط گھرانے کی لڑکی تھی،،، دانیال نے اس کی محبت میں دنیا بھلا دی،،،، دانیال کی بے پناہ محبت کو دیکھتے ہوئے دلاور اعظم نے ان دونوں کا نکاح کروا دیا۔۔

ایک سال تک یہ نکاح قائم رہا،،، دانیال نے صبا پر پانی کی طرح پیسا بہایا۔۔
اپنا کریڈٹ کارڈ وہ صبا کو ہی دے کر رکھتا۔۔ کبھی اس کی ماں کے آپریشن کے لئے لاکھوں ،،، روپے دیئے کبھی بہن کی کالج کی فیس کے نام پر
پھر جلد ہی اس نے رخصتی کا تقاضا کیا۔۔
صبا آئیں بائیں شائیں کرنے لگی۔۔
مگر دانیال کے صبر کا پیمانہ جلد ہوا۔۔۔
ہو گیا،،، تو رخصتی کا دن مقرر کر دیا گیا۔۔

مگر دانیال کی قسمت میں محبت کے ہاتھوں شکست لکھی گئی تھی تبھی صبا عین رخصتی کے دن اس کے ساتھ بھاگ گئی جس سے محبت کرتی تھی،،، دانیال صرف اس کے لئے اس کی خواہشات پوری کرنے کے لئے ایک زریعہ تھا۔۔

دانیال یہ بے وفائی برداشت نہیں کر سکا،،،، وہ غموں کے اندھیروں میں ایسا ڈوبا کے نشے کی حالت میں بھیانک ایکسیڈنٹ کروا بیٹھا۔۔

تب وہ دو تین سال کوما میں رہا،،اور تو اور یہ ایکسیڈنٹ اس قدر شدید تھا کے اس کے حصے میں عمر بھر کے خسارے آچکے تھے،،وہ عمر بھر کے لئے باپ بننے کی صلاحیت ،،،سے محروم ہو چکا تھا

اور اپنے بھائی کی یہ حالت دیکھ کر من کے سینے میں جو عورت ذات سے نفرت کا بیج اگا وہ وقت کے ساتھ ساتھ ایک تناور درخت بن گیا۔۔

کومے سے اٹھنے کے بعد اور صحت یاب ہونے کے بعد دانیال نے ملک ہی چھوڑ دیا۔۔

وہ شاہِ من کے سینے میں وحشیوں اور نفرتوں کو بھر کر ملک ہی چھوڑ گیا۔۔۔

یہی نفرت تھی جس نے شاہِ من کو بہت باغی،، ضدی،، ہٹ دھرم،، بدتمیز اور منہ پھٹ بنا دیا تھا۔۔

سات سال گزر گئے مگر دانیال لوٹ کر نہیں آیا۔۔ مگر جب لوٹ کر آیا تو بہت ٹوٹی بکھری حالت میں تھا۔۔

محبت نے اس کی زندگی برباد کر دی تھی۔۔۔ وہ اعظم ہاؤس کی بجائے اپنے اپارٹمنٹ میں رہتا تھا۔۔

دلاور اعظم اور شازیہ بیگم نے شاہِ من پر بہت دباؤ ڈالا کے وہ شادی کر لے کیونکہ اب وہ

،،،اٹھائیس کا ہو چکا تھا

اور آج بھی کچھ ایسا ہی دن تھا۔۔

سارا کی شادی کر دی گئی تھی،، اور وہ اپنے ہزبینڈ کے ساتھ کینڈا مقیم تھی۔۔۔۔جبکہ

من اپنی ضد سے ٹس سے مس نا ہوا تھا۔۔

سب لاؤنج میں تھے،،، جب شازیہ بیگم نے رو رو کر آنکھیں سجا لیں تھیں،،، من ماتھے پر

ڈھیر ساری تیوریاں لیے بیٹھا تھا۔۔

،،من کب تک،،، آخر کب تک مجھے مایوس کرو گے تم انکار کر،،، پلیز مان جاؤ

اونہہ نفرت ہے مجھے مما،،، شدید ترین نفرت،،، اس ایک لفظ،،، لڑکی سے،، محبت سے،،، شادی سے،، ابھی تو اٹھائیس کا ہوں،، ایٹی کے بعد بھی یہی کہوں گا کہ اپنے فیصلے سے ایک انچ بھی نہیں ہلنے والا،،،، اور دنیا میں ایسی کوئی ہے نہیں جو شاہِ من دلاور کو اپیل کرے۔۔ سو پلیز خدا کے لئے یہ روز روز کا بکھیڑا بند کریں،،، کیونکہ میرا فیصلہ نہیں بدلے گا۔۔ آج نہیں،،، کل نہیں،،، کبھی نہیں،،،،،

وہ بدتمیزی سے بولتا اعظم مینشن سے نکلا تھا۔۔

اور اب اپنے فارم ہاؤس پہنچ کر اپنے جگر اپنے چچا زاد نشوان کو کال ملائی تھی کہ فرینڈز کو لے کر فارم ہاؤس پہنچے۔۔

وہ آج پی پلا کر،،،، مکمل ہوش گنوا کر اپنے بھائی کا غم غلط کرنا چاہتا تھا۔۔

کچھ ہی دیر میں وہ پہنچ چکے تھے۔۔

نشوان،،، ولی،،، حیدر اور وہ خود،،، محفل اپنے عروج پر تھی--

ابھی انھوں نے پیگ بنائے ہی تھے--

جب نشوان کا فون بجا--

اس نے بے حد برا سا منہ بنایا-- شاہِ من کو عجیب لگا--

،،،کیا ہوا نشوان

،،یار ایک لڑکی ہے،،، کچھ دنوں سے فون پر پریشان کر رہی ہے

،،،من کے ماتھے پر بل آئے،، تو بلاک کر دو

خود کچھ نہیں کہتی،، مگر کہتی ہے کہ میری دوست آپ کو لائک کرتی ہے،، اور مجھے اور

،،،،،،،،،میرے میں سب جانتی ہے سٹرینج

،،،تو مجھے بس یہ تجسس ہے اور یہ جاننا کہ اس کی وہ دوست کون ہے،،، سو شغل میلا

نشوان نے آنکھ ونک کی۔۔

شاہِ من نے کندھے اچکائے،،، سب نے اپنا اپنا گلاس اٹھایا۔۔

،،،چئیرز،،، ایک جام،،، میرے بھائی کی بربادی کے نام،،، ہاہاہا

شاہِ من کے قہقہے میں صدیوں کا درد تھا۔۔

بہت جلد حسب معمول وہ اپنے مکمل ہوش کھو بیٹھا تھا۔۔ تبھی اس کے خاص وفادار ندیم نے اس کے دیئے گئے آرڈرز کے مطابق اسے سہارا دے کر اٹھایا اور اس کے مخصوص روم میں لے کر آیا۔۔

مگر وہ ندیم کا گریبان پکڑ چکا تھا--

،،،،جج،،،،،جانتے،،،، ہو،،،،،، مم،،،،، ندیم،،،،، نفرت،،،، ہے،،، مجھے،،،، سب،،،، سے ،،،،،ب،،، بہت نفرت،،،،،، مم،،،،، مجھے،،،،،، نہیں،،،، کرنی،،،، شادی،،،،، گواہ ،،،،،،،رہنا

جی جی سر رہوں گا،،، آپ آرام کریں---

،،،،نن .،،،،،،نہیں ،،،،،،یہ،،،،،،، عورت،،،،،، اس،،،،،، قابل،،،، بھی،،،،، نن ،،،،،،،نہیں،،،،،، کہ،،، اسے،،،، ااپنی،،،،،،،، رکھیل،،،،،، بھی،،،،،،، بنایا،،، جا،،، سکے جج،،،، جانتے،،،،، ہو،،،،،، ناں

جی جی سر جانتا ہوں،،،، موسی نے افسوس سے اپنے سر کو دیکھا،، اور، لاکر اسے بیڈ پر لٹایا،،

بلیک پینٹ گرے شرٹ میں اٹھتا قد،،،، مگر بکھرا سا وہ بے تحاشا ہینڈسم اور حسین لگ رہا تھا،،

مگر افسوس نفرت سے بھرا،،، ہوش و خرد سے بیگانہ۔۔۔

💖💖💖💖💖💖💖💖💖

یہ کیا کہہ رہی ہو تم گل،،،، ثوبی کی آنکھیں صدمے سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں--

ہاں ناں،،، ٹھیک کہہ رہی ہوں،،، تم نے تو بتانا نہیں تھا اسے تو میں نے فون کر کے اسے سوچنے پر مجبور کر دیا کہ آخر کون ہے جو اسے پسند کرتی ہے--

یہ کیا کہہ رہی ہو نایاب گل،،،، یہ کیا کیا تم نے،،، ثوبی کے حسبِ معمول ہاتھ پیر پھول گئے وجود پسینے میں نہایا--
،،،تم یہ کیسے کر سکتی ہو مجھے پوچھے بتائے بغیر

افففففففف ڈرپوک،،،، بزدل ہو تم بہت ثولیبہ،،،، جب تک تم اسے بتاؤ گی اس ہینڈسم کو کوئی اور لے اڑے گی--اسی لئے تھوڑی ہمت سے کام لو،،،، اور میں نے اسے تمہارا نام نہیں بتایا ابھی یہی کہا کہ میری دوست ہے---
گل نے اسے ڈانٹا---

،،،مگر یہ ٹھیک نہیں،،، میں ایسے نہیں چاہتی تھی،، اگر کسی کو پتا چل گیا تو کیا ہوگا
ثوبی نے سہمی ہرنی کی طرح اپنی کاجل بھری آنکھیں پھیلائیں۔۔
کچھ نہیں ہوگا یار،،، سب ٹھیک ہوگا،،، وہ لاپرواِئی سے بولی۔۔
آنکھوں کے پردے پر ایک ہینڈسم سے شخص کا عکس لہرایا۔۔

💖💖💖💖💖💖💖💖💖

،،،وہ اپنے آفس میں تھا،،، اپنے پاپا کے دیئے گئے کسی ضروری کام میں مصروف تھا
جب نشوان ڈور ناک کر کے آفس میں داخل ہوا۔۔۔

،،،من اٹھو ،،،،جلدی چلو میرے ساتھ یار

،،،شاہِ من نے ایک اچٹتی سی نگاہ اس کے اکسائیٹڈ سے چہرے پر ڈالی

کیوں،،، شیر میں آگ لگ گئی ہے کیا جو ہم نے بجھانی ہے،،، وہ ہنوز لاپرواہی سے بولا۔۔

افففف او،،،، پلیز نا میں جو کہہ رہا ہوں اٹھو،،،، اس نے اب من کو بازو سے گھسیٹا۔۔

اسے نا چاہتے ہوئے بھی اٹھنا پڑا۔۔

گاڑی لے کر نکلے تو من کو نشوان کی معنی خیز سی مسکراہٹ دیکھ کر تپ چڑھی۔۔

،،،اب پھوٹو گے منہ سے کہ کہاں لے کر جا رہے ہو کہ نہیں

کیوں بھاؤ کھا رہے ہو یار،،، دارصل میں تمھیں آفس میں ہی بتا دیتا کہ کہاں جا رہا ہوں تو تم کبھی ساتھ نا چلتے،،، اس کی مسکان گہری ہوئی۔۔من نے خونخوار نگاہوں سے اسے گھورا تو وہ گڑبڑایا۔۔

،،،دراصل میں اپنی فرسٹ آفیشل ڈیٹ پر جا رہا ہوں

،،،،واٹ،،،، من کو آگ لگی،،، کیا بکواس کر رہے ہو

وہ دراصل اس لڑکی کا فون آیا،، اس نے کہا کہ وہ اپنی فرینڈ کو مجھ سے ملوانے لا رہی ہے
،،،تو اسی لئے
وہ دانتوں تلے لب دبا کر بولا۔۔

اور بیغیرت انسان مجھے ساتھ کیوں لے جا رہے ہو،،، من کے اعصاب تنے۔۔

یار وہ دو ہوں گی تو میں اکیلا کیوں ،،،،،نشوان ڈھٹائی سے دانت نکالتا بولا تو من کا دل کیا ایک مکا لگا کر اس کا تھوبڑا توڑ دے۔۔

،،،،واٹ ربش نشوان،،، میں نہیں جاؤں گا،،، اتارو مجھے یہیں ،، تمھیں پتہ ہے کہ

ہاں مجھے پتہ ہے کہ تم کنوار کوٹھڑا ڈالنے والے ہو،، مگر اپنے دوست کی تو نیا پار لگوا دو

،،،میرے بھائی

وہ عاجزانہ سے لہجے میں مسکین شکل بنا کر بولا تو من کو چپ ہونا پڑا۔۔

مگر تیور اب بھی بری طرح بگڑے ہوئے تھے۔۔

افففف،،، کس قدر تھرڈ کلاس،، اوچھی،، اور گھٹیا لڑکیاں ہوں گی۔۔

اسے سوچ کر ہی کوفت ہوئی۔۔

💖💖💖💖💖💖💖💖💖

وہ مما کے ساتھ لاؤنج میں ان کی گود میں سر رکھ کر لیٹی ہوئی تھی جب اچانک لاؤنج میں گل داخل ہوئی۔۔

،،،اسے خوشگوار حیرت ہوئی

،،،،اسلام و علیکم آنٹی کیسی ہیں آپ
وہ دو تین مرتبہ پہلے بھی گھر آ چکی تھی سو صائمہ بیگم سے اچھی خاصی بے تکلفی ہو گئی تھی۔۔

میں ٹھیک ہوں آپ سناؤ بیٹا۔۔

میں بھی ٹھیک ،،،آنٹی میں ثوبی کو لینے آئی ہوں،،، ہمارے گھر میں بھتیجے کا عقیقہ ہے،،،، اگر آپ اجازت دیں تو
ثوبی نے اب غور کیا وہ اچھی خاصی بنی ٹھنی ہوئی۔۔

کیوں نہیں لے جاؤ بھئی،،، میں تو خود چاہتی ہوں یہ گھر سے باہر نکلے،،، جاؤ ثوبی دیکھو وہ کتنے پیار سے بلانے آئی ہے۔۔

مما آپ بھی ساتھ چلیں ناں،،، وہ روہانسی سی ہو کر بولی،،، گل کا دل کیا ماتھا پیٹ لے--

نہیں بھئی تم اپنی دوست کے ساتھ جاؤ میں اپنی دوست سے ملنے جاؤں گی کافی عرصہ بعد ملاقات ہوئی شازیہ سے میری،، اب تو رہا نہیں جا رہا ملے بغیر--
وہ اکسائیٹڈ سی تھیں-- تم لوگ جاؤ گی کیسے،؟ گاڑی تو میں لے کر جا رہی ہوں،، صائمہ کو فکر ہوئی--

آنٹی گاڑی کی ضرورت ہے بھی نہیں،،، میرا گھر تو قریب ہی ہے ناں اور رکشہ باہر کھڑا ہے جس پر میں آئی ہوں اسی پر واپس جائیں گے--
گل کے پاس ہر مشکل کا حل تھا--

جلد ہی گل نے ضد کر کے اسے چینج کروایا،، براؤن شارٹ فراک،، براؤن ٹراؤزر،، اور براؤن اور بلیک سجارف لیے وہ اس کے ساتھ نکلی۔۔ گل کے لاکھ اصرار کے بعد اس نے میک اپ نہیں کیا تھا،،

ہاں کاجل ضرور لگایا تھا۔۔

رکشہ جب جی ٹی روڈ پر آیا تو ثوبی کو حیرت ہوئی،،،

گل یہ تمھارے گھر کا رستہ تو نہیں ہے۔۔

جانتی ہوں،، اب چپ کر کے بیٹھی رہو،،، وہ بے نیازی سے بولی،، ثوابیہ کو مزید حیرت ہوئی

یہ حیرت صدمے میں بدلی جب رکشہ آکر ایک مشہور کیفے ٹیریا کی پارکنگ میں آکر رکا،،، اور وہاں وہ نشوان کی گاڑی دیکھ چکی تھی۔۔

گل یہ کیا بے ہودہ حرکت ہے،،، تمھاری ہمت کیسے ہوئی مجھے دھوکے سے ایسے یہاں لانے کی--

وہ غصے میں غرائی،،، مگر پرواہ کسے تھی--

افففف او اب تم اپنا میلو ڈرامہ مت شروع کر دینا ثوبی،،، آج یا آر یا پار،، ابھی نہیں تو ،، کبھی نہیں،،، گل نے زبردستی اسے رکشے سے باہر کھینچا

اور اسے لئے اندر بڑھی،،، ثوبی کے پیروں نیچے سے زمین کھسکی تھی،، نازک جان لرز کر رہ گئی--

💖💖💖💖💖💖💖💖

وہ کافی دیر سے کیفے میں بیٹھے تھے،، اور اب شاہِ من کا غصہ اور طیش اپنی حدوں کو چھونے لگا تھا۔۔

اس نے نشوان کو گھورا۔۔

،،،،اس نے دانت نکالے

،،بھاڑ میں جاؤ،،،، نشوان،،، وہ کہتا اٹھا،، نشوان بوکھلایا

،،پلیز یار پانچ منٹ اور پھر واپس چلے جائیں گے

کہیں نہیں جا رہا،،، پارکنگ میں ہوں،،،یہاں سموکنگ الاؤ نہیں،، وہ کہتا باہر آیا۔۔ایک پلر سے ٹیک لگائی۔۔اور سموکنگ کرنے لگا۔۔

تبھی ایک دبی دبی سی سرگوشی سنائی دی۔۔

،،گل تمھیں اللہ کا واسطہ،،، ابھی بھی وقت ہے واپس چلو،،،، پلیز،،، پلیز،،، پلیز

شاہِ من نے آواز کی جانب دیکھا تو سامنے ہی ایک لڑکی ایک چھوٹی سی لڑکی کا بازو دبوچے اسے اندر لانے کی کوشش کر رہی تھی--

،،،اس نے غور سے اور دلچسپی سے اس براؤن سوٹ والی لڑکی کا ہوائیاں اڑا چہرہ دیکھا کیا کسی چہرے پر ڈر اور خوف بھی اس قدر دلربا اور پیارا لگ سکتا تھا--

،،ثوبی تماشہ مت کرو،،، چپ چاپ چلو،،، گل میڈم دانت پیس کر بولی

گل پلیز،،، مجھے نہیں جانا اندر،،، وہ روہانسی سی بولی،، مگر وہ اس کا بازو دبوچے چلتی رہی،،،

پلر کے پاس سے گزریں،،، ایک لڑکا اپنی جانب دیکھتا ملا،،، گل تو لاپروائی سے گزر گئی۔۔
مگر ثوبی کے کنفیوز ہوتے ماتھے پر ضرور پسینے چھوٹے تھے۔۔

وہ اندر داخل ہوئیں ۔۔

من بھی دھیمے قدموں سے چلتا اندر آیا۔۔

ایک کونے والی ٹیبل پر نشوان بیٹھا تھا،، گل اس کی جانب بڑھی ۔۔ثوبی تقریباً گل کے پیچھے چھپ ہی گئی۔۔

،،اسے یوں لگ رہا تھا وہاں بیٹھا ہر شخص اسے گھور رہا تھا،، پورا جسم لرز رہا تھا

،،ہائے،،، گل خوشدلی سے بولی،،، نشوان دیکھ کر مسکرایا،،، مگر ثوبی کو دیکھ کر دھچکا سا لگا

،،،ہائے،،، بیٹھیں

وہ دونوں بیٹھ گئیں،،، ثوبی نے مضبوطی سے اب بھی گل کا ہاتھ تھام رکھا تھا،،، ایک گھٹلی سی ابھر کر معدوم ہوئی۔۔۔ تبھی من بھی ٹیبل تک آیا۔۔

یہ میرا دوست اور چچا زاد بھائی ہے شاہِ من ،،،نشوان نے تعارف کروایا۔۔

،،،ہائے،،، گل نے کہا

من نے صرف سر ہلا کر وش کرنے پر اکتفا کیا۔۔

ثوبی تو سر جھکائے زمین پر جانے کیا تلاش کر رہی تھی،، اس کی لرزتی پلکیں ہلکے سے کپکپاتا وجود کوئی بڑی دیر سے بڑے غور سے آبزرور کر رہا تھا۔۔

میں اسے ملانے لائی ہوں آپ سے،،، پھپھو کی بیٹی ہونے کہ باوجود آپ اسے جان نہیں ،،،،،،پائے،،،افسوس،،،،، یہ آپ کو

گل کی بات پوری ہونے سے پہلے ثوبی نے بری طرح گل کے ہاتھ پر ناخن کھبو ڈالے جو نشوان تو نا دیکھ پایا مگر کسی کی زیرک نگاہوں سے چھپا نا رہا۔۔

،،نشوان نے ناگواری سے اس ڈری سہمی دبو سی اپنی کم عمر کزن کو دیکھا
جو بیس اکیس سال کی ہونے کے باوجود آج یوں ڈری سہمی پندرہ سولہ سالہ بچی ہی لگ رہی تھی۔۔

ہاں مگر سامنے والی کا کانفیڈینس اسے ضرور اچھا لگا تھا۔۔

اس کی اور میری عمر میں فرق دیکھا ہے آپ نے،،،، نشوان نے ناگواری سے کہا۔۔اگر اس کے دل میں کچھ ہے بھی تو اسے کہو نکال دو ،، کیونکہ میں اس میں انٹرسٹڈ نہیں

،،،،،،ہوں،،،،، رانا صاب سن رہی ہیں ناں آپ
،،،،ہاں مگر آپ میں دلچسپی ضرور ہے مجھے

،،،اس کے ہر لفظ پر ثولیبہ کا چہرہ لٹھے کی طرح سفید پڑا تھا

شاہِ من نے حیرت سے نشوان کو دیکھا،،، اور پھر سامنے بیٹھی اس لڑکی کے سفید پڑتے کتابی چہرے پر نگاہ ڈالی--

شاہِ من نے نشوان کے سامنے بیٹھی لڑکی کی نگاہوں میں چھپی فاتحانہ مسکراہٹ بھی آبزرور کر لی تھی--

،،،اوہہہ تو یہ بات ہے،،،، شاہِ من کو تمام کہانی سمجھ آ گئی

،،،تو دوست نے اپنی منزل کے حصول کے لئے ثوبی بی بی کو صرف ایک زریعہ بنایا عورت ذات سے نفرت مزید بڑھی مگر سامنے بیٹھی لڑکی سے اسے ناچاہتے ہوئے بھی ہمدردی محسوس ہوئی تھی--

ثوبی گل سے ہاتھ چھڑا کر فوراً اٹھی،،، اور باہر کی جانب لپکی--

اب گل دلچسپی سے نشوان کو دیکھ رہی تھی--

شاہِ من نے ایک نفرت بھری نگاہ اس کی فاتحانہ مسکراہٹ پر ڈالی اور فوراََ سے پہلے باہر آیا--

باہر آکر ادھر ادھر دیکھا تو وہ مردہ سا وجود لیے ایک بینچ پر بیٹھی دکھی--

ثولیبہ کو لگا اس کا دم گھٹ جائے گا،،،گلے میں پھندا سا لگا تھا،، مگر روتی تو پبلک پلیس پر تماشا بنتا،،، درد سے پھٹتی کنپٹیوں پر انگلیاں رکھ کر انھیں بری طرح مسلا--کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا کیا کرے--

،،تبھی وہ اس کے سر پر آن پہنچا تھا

آئیے میں آپ کو گھر چھوڑ دوں،، وہ سنجیدگی سے بولا،،، خود نہیں جانتا تھا اتنی ہمدردی کا بخار اتنی اچانک کیوں چڑھ آیا تھا۔۔

وہ خالی کالی آنکھوں سے بس فرش کو گھورے گئی۔۔ تبھی من نے اکتا کر اس کی کلائی سے پکڑ کر اسے کھڑا کیا۔۔۔وہ خالی دماغ خالی نگاہوں سے بس اس کے ساتھ گھسٹتی رہی۔۔

شاہِ من نے لا کر اسے گاڑی کی فرنٹ سیٹ پر بٹھایا۔۔اور خود ڈرائیونگ سیٹ سنبھال کر گاڑی وہاں سے نکالی۔۔

ڈرائیونگ کے دوران بار بار نگاہ بھٹک کر ساتھ بیٹھی لڑکی کی لرزتی پلکوں پر جم جاتی جو اپنی گود میں رکھے اپنے خالی ہاتھوں کو بس کاجل لگی آنکھوں سے گھورے جا رہی تھی۔۔

وہ ابھی تک شاکڈ سٹیٹ میں تھی،،،ایک تو محبت ہاتھوں سے سوکھی ریت کی جانب پھسل گئی تھی دوسرا جو دوست نے پیٹھ میں دھوکے کا خنجر گھونپا تھا اس سے وہ نا اٹھ پا رہی تھی نا سنبھل پا رہی تھی۔۔ اگر گل نے صرف اپنے لئے راستہ ہموار کرنا تھا تو اس کا کردار کیوں مشکوک بنا ڈالا تھا،، اس کے غرور،،، نسوانیت اور خود داری کی کیوں دھجیاں بکھیری تھیں۔۔۔

،،،کیوں اس کا مان اور فخر توڑ ڈالا تھا،، اسے بیچ میں کیوں گھسیٹا تھا

وہ روئی نہیں تھی۔۔ مگر شاہِ من کو جانے کیوں اس کا کاجل پھیلا پھیلا لگا۔۔ من نے پہلو بدلا۔۔

اس سے پوچھنا بیکار تھا سو شاہِ من نے نشوان کو کال ملائی۔۔

،،،ہاں میں محترمہ کو گھر چھوڑنے جا رہا ہوں۔۔ایڈریس بتا دو

،،،،اوکے

ایڈریس سمجھ کر اس نے فون رکھ کر ایک مرتبہ پھر اپنے پہلو میں نگاہ دوڑائی۔۔۔

شاہِ من کی رگیں تنی تھیں،،، ان کاجل لگی آنکھوں سے تواتر سے بہتے آنسو اسے زہر لگ رہے تھے۔۔

دل میں ایک انوکھی سی فرمائش انگڑائی لے کر بیدار ہوئی تو وہ بے تحاشا چونکا۔۔

کیونکہ دل چاہ رہا تھا کہ وہ آنسو بڑی عقیدت سے اپنے لبوں سے چن لے۔۔

اس کا گھر آگیا تھا۔۔

نمبر پلیٹ پر رانا ہاؤس لکھا ہوا تھا۔۔ گاڑی ایک جھٹکے سے رکی تو شاید ثوبی کو ہوش آیا۔۔

اتنی دیر میں شاہِ من نے آکر اس کی جانب کا دروازہ کھولا تھا

اور اس خود پر حیرت ہو رہی تھی۔۔۔کہ یہ سب حرکتیں وہ زندگی میں پہلی مرتبہ کر رہا تھا۔۔

وہ جلدی سے گاڑی باہر نکلی،،، اور بغیر کچھ کہے اپنے گیٹ کی جانب بڑھی۔۔

سنیں،،،، شاہِ من کی آواز پر وہ ٹھٹھک کر رکی،،، مگر پلٹی نہیں ۔۔مگر وہ خود چلتا سامنے آ گیا۔۔۔

نا قدرے لوگوں کے لئے آپ ان پر ظلم کے پہاڑ مت توڑنا۔۔۔ شاہ من نے اس کی حسین ترین کاجل پھیلی آنکھوں کی جانب اشارہ کیا۔
وہ اس کے پہلو سے نکل کر اندر بھاگ گئی۔۔

ایک خوشبو کا جھونکا تھا جو سانسوں میں سمایا۔۔

شاہِ من کافی دیر وہاں گاڑی سے ٹیک لگائے کھڑا رہا۔۔۔

بے مقصد۔۔

وہ بس بے وجہ اسے سوچے گیا،، براؤن ڈریس،، لرزتی پلکیں،، پھیلا کاجل،، شرم و حیا سے ماتھے پر آتا پسینہ۔۔

لرزتا وجود۔۔

وہ اپنی سوچ اور کیفیت پر حیرت زدہ سا ہوا۔۔۔

💖💖💖💖💖💖💖💖

ناتو خوشی کا غم ہے نا غم کی خوشی مجھے

بے بس بنا چکی ہے ،،،،،،، اب زندگی مجھے

یوں دیجئے،،،،،،،، فریب محبت کا،،،،، عمر بھر

میں زندگی کو یاد کروں،،،،،،،،، زندگی مجھے

وہ بری طرح ٹوٹ کر بکھری تھی کہ اپنا وجود سمیٹنا مشکل ترین امر لگ رہا تھا۔۔

کچھ دنوں تک بخار میں پھنکتی رہی۔۔

کہ ایک مرتبہ تو صائمہ بیگم اور رانا جہانگیر بھی پریشان ہو گئے تھے اس کی جانب سے۔۔

صائمہ نے رو رو کر برا حال کر دیا۔۔

اس دوران اسما بیگم بھی آئیں تھیں،،نشوان کی منگنی ہونے اور شادی کی ڈیٹ رکھے جانے کی مٹھائی لے کر۔۔

اس کی کچھ طبیعت سنبھلی تو وہ کالج گئی تھی۔۔ گل سب سے مبارکباد وصول کرتی پھر رہی تھی۔۔

اسے دیکھ لحظہ بھر کو گڑبڑائی مگر

بے شرمی تیرا آسرا کے مصداق مسکراتی اس کے پاس آئی۔۔

افففف اب دل پہ مت لینا ،،، نصیب نصیب کی بات ہوتی ہے یار۔۔۔ وہ سکون سے بولی۔۔

ثوبی نے ایک تحقیر بھری نگاہ سے اسے دیکھا۔۔ اور کلاس میں چلی گئی۔۔

اب یہ بات تو طے تھی کہ جب تک گل کی شادی نا ہو جاتی اور وہ اپنا منحوس وجود لے کر کالج سے دفع نا ہو جاتی وہ کالج نہیں آنے والی تھی--

💖💖💖💖💖💖💖💖

کوئی تدبیر ہے؟ رِدِ بلا کی
محبت میرے پیچھے پڑ گئی ہے

وہ کافی دنوں سے بے سکون تھا،، کہیں بھی کوئی بھی ایسا کونا نہیں تھا جہاں سے شاہِ من دلاور چین سکون کشید کر لیتا-- بے قراری حد سے سوا تھی-- سمجھ نہیں آ رہی تھی یہ بن کیا گیا تھا اس کے ساتھ--

شاہِ من دلاور اعظم کی یہ حالت اس کی مما شازیہ بیگم بھی کافی دنوں سے نوٹ کر رہی تھیں--

پھر نشوان کی شادی کے ہنگامے جاگ اٹھے۔۔۔

سب بے حد خوش تھے۔۔جانے کیوں مگر شاہِ من کو نشوان کی شادی کی بات کے ساتھ لاشعور میں ایک بات،، ایک چہرہ دو آنکھیں بار بار کیوں پریشان کر رہی تھیں۔۔
وہ سخت جھنجھلایا ہوا تھا۔۔۔

اب تو نشے میں دھت ہو کر،،، اپنے مکمل ہوش گنوا کر بھی دو آنکھیں اس کا پیچھا کرنے لگی تھیں۔۔
اسی لئے جھنجھلاہٹ عروج پر تھی۔۔

شادی کے فنکشنز میں اپنے آپ کو بزی اور گم کرنا چاہا مگر ناکام۔۔
،،،بری طرح فیل
بلکہ وہ تو لاشعور میں شاید کسی کا انتظار کر رہا تھا۔۔

بلکہ شاید نہیں یقیناً۔۔۔

💖💖💖💖💖💖💖💖💖

وہ ایک مستقل عذاب سے بڑی آسانی سے بچ نکلی تھی۔۔کہ عین نشوان کی شادی والے دنوں میں اس کے سمسٹر کا آغاز ہو چکا تھا۔۔

اللہ تعالیٰ بہت مہربان ہے)بیشک (وہ جو دلوں کے صاف ہوتے ہیں ان پر رحم فرماتا ہے۔۔

سو ثوبی کو کوئی پریشانی نہیں ہوئی۔۔

چونکہ نلگل بی نی کو پڑھائی سے کوئی دلچسپی نہیں تھی سو پیچ میں ہی چھوڑ چھاڑ دی۔۔

عین ولیمے والے دن وہ فری ہوئی تھی۔۔۔اس نے جانے سے انکار کیا مگر آج شاید اسے اپنے ہر ڈر کا دھوکے کے چہروں کا سامنا کرنا ہی تھا کہ اسما بیگم خود چلی آئیں ادے لینے تو ناچار اسے تیار ہو کر ولیمے میں شرکت کرنی پڑی۔۔

💖💖💖💖💖💖💖💖💖

شہر کے بڑے سے ہال میں ولیمے کا فنکشن تھا۔۔

وقت کا اشارہ تھا۔۔

آج ایک تارا آسمان سے ٹوٹا تھا۔۔

ایسا کھیل بدلنے والا تھا کہ تماشائی خود تماشا بننے جا رہا تھا۔۔

تبھی،،،،

شاہِ من دلاور اعظم نے جب اس بڑے سے ہال میں قدم رکھا،، تو کئی نوجوان دل اچھل کر حلق میں آئے تھے۔۔

ڈارک بلو جینز کی پینٹ کے اوپر وائٹ ٹی شرٹ اور بلو لیدر جیکٹ،،، جس کے بازو کہنیوں تک فولڈ کر رکھے،،، بے نیازی سے پینٹ کی پاکٹوں میں ہاتھ ڈالے ببل گم چباتا اندر آتے سن گلاسز اتارتا وہ قیامت ڈھا رہا تھا۔۔

اس قدر ہینڈسم،،، ٹال،،، سرخ وسفید رنگت اور ڈیشنگ کے ایک مرتبہ تو سب کی نگاہیں اس کی جانب اٹھی تھیں۔۔مگر ادھر وہی صدا کی لاپروائی۔۔

مگر کہا ناں کہ تماشائی آج خود تماشا بننے آیا تھا۔۔ کیونکہ اس کی قسمت کے تارے نے ٹوٹ کر خود اس سے بغاوت کی تھی۔۔
وہ اسی بے نیازی سے سٹیج کی جانب بڑھا۔۔

اپنے جگر نشوان احمد سے ملکر شادی کی مبارک دی۔۔۔

جبکہ ایک اچٹتی سی نگاہ اس کے پہلو میں بیٹھی اس داغا باز لڑکی پر ڈالی۔۔

یقینا نشوان احمد نے خسارے کا سودا کیا تھا کیونکہ جو لڑکی دوستی میں مخلص نا بن پائی وہ کوئی اور رشتے میں خاک مخلص ہوگی۔۔

افسوس،،،،

مگر وہ یونہی لاپرواہ سا بنا سٹیج سے نیچے اتر آیا۔۔

کچھ ہی دور جا کر اس کے قدم بے تحاشا ٹھٹھک کر وہیں فریز ہوئے تھے۔۔

کیونکہ وہ منظر دکھائی دیا تھا جس دیکھنے کی چاہ میں اس کا دل دن رات بے پناہ اذیت سے کرلایا تھا۔۔

نگاہیں ایک مرکز کی جانب اٹھیں تو پلٹنا بھول گئیں تھیں۔۔

،،،اپنے خود کے الفاظ کانوں میں گونجے،،،، اونہہ نفرت ہے مجھے مما،،، شدید ترین نفرت اس ایک لفظ،،، لڑکی سے،، محبت سے،،، شادی سے،، ابھی تو اٹھائیس کا ہوں،، ایٹی کے بعد بھی یہی کہوں گا کہ اپنے فیصلے سے ایک انچ بھی نہیں ہلنے والا،،،، اور دنیا میں ایسی کوئی ہے نہیں جو شاہِ من دلاور کو اپیل کرے۔۔

اور اب وہ سامنے نظرین گاڑے کھڑا تھا۔۔ اور شدید قسم کا جھٹپٹا رہا تھا۔۔
اونہہہہ،،، اتنے کیل کانٹوں سے لیس ہوں گی تو کسی بھی مرد کو اپیل کریں گی۔۔

مگر وہ بھول گیا تھا وہ کسی بھی نہیں تھا وہ شاہِ من دلاور تھا۔۔
اور سامنے والی نے تو ہلکی لپ اسٹک اور نین کٹورا آنکھوں میں کاجل ہی لگا رکھا تھا تو۔۔ کیل کانٹے کہاں سے آ گئے۔۔
جب کہ حال میں باقی سب نے بہت ماڈرن ڈریس اور تیز میک اپ کر رکھے تھے۔۔

💖💖💖💖💖💖💖💖💖💖💖

وہ کافی دیر سے اندر اٹھتے غم کے لاوے اور ابال کو دبانے کی کوشش میں ہلکان ہو رہی تھی--

اور سٹیج سے کافی دور بیٹھی اپنے اندر ٹھنڈی ٹھار کولڈ ڈرنک گھونٹ گھونٹ انڈیل رہی تھی--

ڈارک براؤن پیروں تک میکسی،، میں سفید رنگ ہیروں کی طرح دمک رہا تھا-- بالوں کا اونچا سا جوڑا بنائے-- سکارف کندھوں پر پھیلائے،، میک کے نام پر شاکنگ گلوز اور آنکھوں میں بھرا بھرا سیاہ کاجل،،، وہ بلکل باربی لگ رہی تھی--

مگر چہرے پر ایک بے نام سی وحشت تھی--

ثوبی،،،،، میں سلامی دے آؤں،،، مما کہہ کر سٹیج پر جا چکی تھیں --

وہ خالی، بے تاثر اور سرد نگاہوں سے سٹیج پر بیٹھے دلہا دلہن کو دیکھ رہی تھی--

،،،،،صد شکر کے اپنی نسوانیت، خودداری اور پندار کو نا ٹھیس لگوائی تھی کہ جی ہی نا پاتی ڈی آئی جی رانا جہانگیر کی اکلوتی پرنسز پر جو قیامت کا طوفان گزرا تھا اس کی آنچ اس کہ ماں پاپا یا کسی خاندان والے تک ناں پہنچا تھا۔۔

،،اس کے خود کے علاوہ تین لوگ ہی تو جانتے تھے اس کی محبت کی بربادی کی داستان

،، سٹیج پر بیٹھے دلہا دلہن

اور ایک اور شخص ۔۔

جس کے لئے اس نے دل کی گہرائیوں سے دعا کی تھی کہ اس کا کبھی دوبارہ زندگی میں سامنا نا ہو۔۔

مگر نہیں جانتی تھی رانا ثولیبہ جہانگیر،،،کہ اس کی محبت کی باقی دعاؤں کی طرح یہ دعا بھی قبولیت کا شرف بلکل بھی نہیں پا سکی تھی۔۔۔

کیونکہ کافی دیر سے اسے اپنا جسم کسی کی نگاہوں کی تپش سے جھلستا سلگتا سا محسوس ہو رہا تھا۔۔

ثولیبہ نے بے چین سا ہو کر پہلو بدلہ تبھی نگاہ ایک جانب اٹھی۔۔

اس کے پیروں نیچے سے زمین کھسکی تھی۔۔

،،چہرہ لہو چھلکاتے رنگ میں بدلا

مگر اس کے دیکھنے لینے کے باوجود سامنے والا ڈھیٹوں کی طرح اسے دیکھے گیا اور نگاہ اس پر سے ہٹانے کی بلکل بھی زحمت نہیں کی تھی۔۔

ثولیبہ کا دل کیا اس کا منہ نوچ لے۔۔یا کم از کم آنکھیں۔۔

من دھیمے قدموں سے چلتا اس کے قریب آیا تھا۔۔

جانے کیوں غیض وغضب ،، طیش،، کا طوفان دل میں اٹھا،، اور سامنے والی سے پنگا لینے کو دل کیا۔۔

آپ میرے دوست کو بددعائیں دے رہی ہیں،، اس نے ایک نظر سٹیج کی جانب دیکھ کر اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالیں۔۔

ثولیبہ کا دل کیا اس کا منہ توڑ دے،،زبان کھینچ لے،،،،، دل میں ایک غم وغصے کا طوفان سا اٹھا۔۔

وہ اٹھ کر جانے لگی۔۔

میں نے آپ سے کچھ پوچھا ہے رانا صاااااب،،، وہ لاپروائی سے بولا۔۔ اور نشوان کی طرح ،رانا کے بعد صاحب کو کھینچ کر بولا

میں جواب دینا ضروری نہیں سمجھتی،،،، وہ بھوکی شیرنی بنی غرائی--

من نے اس کا سرخ غصیلا چہرہ غور سے دیکھا--
اس کی نگاہوں کی حدت،، سے وہ روح تک سلگ اٹھی--
،،اور جانے لگی،، تبھی وہ اس کے سامنے چلا آیا

ثولیبہ کا چہرہ لال بھبوکا ہوا تھا،، سامنے والے کی دہکتی نگاہیں اس کے وجود کا طواف کر رہی تھیں --اس کا دل کیا انھیں نوچ کے پھینک دے--

سنیں،،، آپ آنکھوں میں کاجل مت لگایا کریں،،، وہ اطمینان سے کھڑا اب اس کی ذات پر تبصرہ کر رہا تھا--
بس کسی بہانے اسے اپنے سامنے روکنا چاہتا تھا اور کوئی بات کرنا چاہتا تھا--

ادھر اپنی فرینڈ کے ساتھ کھڑی رابی پر حیرتوں کے پہاڑ ٹوٹے تھے،،اپنے بھائی کو کسی لڑکی سے ایسے بات کرتے دیکھاکہ وہ جانے کو پر تول رہی ہو اور بھائی اس کی راہ میں حائل ہوکر کھڑا ہو،، اس سے پہلے یہ خوش کن منظر آنکھوں سے اوجھل ہوتا۔۔

وہ بہت تیزی سے کچھ دور بنے ٹیبل تک گئی۔۔

مما،،،، مما،،، ادھر آئیں میری بات سنیں،،، وہ انھیں گھسیٹتی کچھ دور لائی۔۔

رابی کیا آفت آ،،،،،، رابی کہ ایک طرف اشارہ کرنے پر اب حیرتوں کے پہاڑ شازیہ بیگم پر ٹوٹے تھے۔۔۔

ہٹیے سامنے سے،،، میرے راستے میں کھڑے ہیں آپ،،، ثوبی دانت پیس کر بولی۔۔

کیاپتہ جسے آپ رستے کا پتھر سمجھتے ہوں وہ کل کو نشانِ منزل بن جائے،،، لاپروائی پھر عروج پر تھی--

اور بسسس،،،،،،، ثوبی کی برداشت یہیں تک تھی--وہ اس کے پہلو سے چھوٹے سے رستے سے نکلی--

اس کا بازو شاہِ من کے بازو سے مس ہوا تھا،، مگر وہ اس قدر غصے میں تھی--کہ نکلتی چلی گئی--

وہ پتھر کا بنا کافی دیر وہیں کھڑا رہا--اس لمس کے جادو نے اسے پتھر کا بنا دیا تھا---

،،،شازیہ بیگم بیٹے کے چہرے کے اتار چڑھاؤ دیکھتی رہیں--جہاندیدہ تھیں آخر

ان کی نگاہوں نے اس پیاری سی چھوٹی سی لڑکی کا بھی تعاقب کیا تھا۔۔ مگر جب وہ لڑکی ان کی بیسٹ فرینڈ صائمہ کے پاس جا کر رکی تو بے اختیار ہی ان کے قدم ان کی جانب بڑھے۔۔

سامنے ہی ثوبی کو مما نظر آ گئیں۔۔

،،،،،مما چلیں ناں گھر،،، میری

ارے شازیہ،،، کہاں گم تھیں بھئی میں کب سے تمھیں ڈھونڈو رہی ہوں،،، صائمہ نے ،،،قریب آتی شازیہ کو خود میں بھینچا

میں تو یہیں ہوں تم بتاؤ یہ چھوٹی سی پری کون ہے اور پہلے نہیں ملوایا تم نے کبھی مجھے ،،،اس خوبصورت سی گڑیا کے ساتھ

شازیہ نے مسکرا کر کہا تو ثوبی جھینپ گئی--چہرہ گلنار ہو گیا،، اپنی مما کا بازو مضبوطی سے پکڑ لیا--

شازیہ یہ میری اکلوتی بیٹی،،، میری پری ثوابیہ ہے،،، اور ثوبی ان سے ملو یہ میری کالج کی بہترین دوست شازیہ ہے،، اس دن میں ان سے تو ملنے گئی تھی--

شاہِ من جو کافی دیر سے یہ سب دیکھ رہا تھا دھیمے دھیمے قدم اٹھاتا اپنی مما تک آیا--

اسے دیکھ ثوبی کے چہرے پر پھر سایہ سا لہرایا جسے شازیہ بیگم اور شاہِ من نے بہت اچھے سے نوٹ کیا--

مما میں گھر جا رہا ہوں،،، وہ بظاہر لاپروائی سے بولا --

شاہِ من ان سے ملو میری بیسٹ فرینڈ صائمہ ہیں اور نشوان کی مامی ہیں،، اور یہ ان کی بیٹی،،،

آگے سے بیٹی اپنی مما کے پیچھے تقریباً چھپ ہی گئی تھی--شاہ من نے دانتوں تلے لب دبایا--

،،،ہائے آنٹی،،، کیسی ہیں آپ

اور صائمہ یہ میراپیارا سا بیٹا ہے شاہِ من ،، شازیہ نے سامنے کھڑی اس گھبرائی ہوئی سی لڑکی کا آنکھوں ہی آنکھوں میں صدقہ اتارا،--

مما آنٹی کو دعوت دیجئے کہ وہ آئیں ہمارے گھر،،، وہ کن اکھیوں سے اسے دیکھتا بولا--شازیہ بیگم کو جھٹکا لگا،، مگر یہ جھٹکا بے حد پیارا اور خوشگوار تھا--

ہاں ہاں کیوں نہیں،،، صائمہ آنا ہمارے گھر،، جہانگیر بھائی کو لے کر اور اس پیاری سی پری کو لے کر،،، میری رابی سے بہت اچھی دوستی ہو جائے گی اس گڑیا کی۔۔

شازیہ بیگم اسے چٹا چٹ چومتے بولیں۔۔

وہ بے تحاشا نروس ہوئی۔۔

شاہِ من نے ایک مرتبہ پھر گہری نظر سے اسے دیکھا اور وہاں سے کسی فرینڈ کے بلانے پر نکلتا چلا گیا۔۔

ران صاحب آئے تو ثوبی کی گلو خلاصی ہوئی۔۔

پاپا میں تھک گئی ہوں ناں،،، طبیعت بھی ٹھیک نہیں میں نے گھر جانا ہے،،، وہ منہ بسور کر جہانگیر سے بولی تو انھیں ہنسی آئی۔

ثوبی نے دونوں ہاتھوں سے ان کا بازو تھام لیا کہ یہ اس کا مخصوص سٹائل تھا کھڑے ہونے کا۔۔

اب تمھاری مما کی باتیں ختم ہوں گی تو ہم جا پائیں گا ناں پرنسز،، جہانگیر صاحب نے چھیڑا۔۔

وہ تو لگتا ہے آج ختم ہونی ہی نہیں،،، مما بھی جانے کب کب کے قصّے لے کر بیٹھ گئی ہیں پاپا،،، مجھے تو کچھ سمجھ نہیں آئی سب سر سے گزر گئیں،،، وہ جھنجھلا کر بولی۔۔
تو رانا جہانگیر ہنس دیے۔۔جبکہ ثوبی کو پھر محسوس ہوا کہ وہ کسی کی پرتپش نگاہوں کے حصار میں ہے۔۔

اسی لیے اس کے جلدی کے شور مچانے پر وہ واپس آ گئے۔۔۔

💖💖💖💖💖💖💖💖💖

وہ کافی دیر سے کھڑکی میں کھڑا فضول میں سموکنگ کر رہا تھا۔۔۔

اور دانیال کافی دیر سے اسے آبزرور کر رہا تھا۔۔

وہ اپنی خود کی کیفیت سے گھبرا کر دانیال سے ملنے اس کے اپارٹمنٹ میں آیا تھا۔۔

مگر یہاں آکر اس کی وحشت،، بے چینی،، بے قراری مزید دو چند ہو گئی تھی۔۔

اس کے ہر عمل سے بے قراری اور بے سکونی چھلک رہی تھی۔۔

دانیال اس کے پاس آکر کھڑکی میں کھڑا ہوا۔۔۔

کیسی گزری نشوان کی شادی،، دانیال نے پوچھا اور اسے غور سے دیکھا۔۔

نشوان کی شادی کے نام پر دو کاجل لگی غصیلی آنکھیں پھر زہن کے پردے پر لہرائیں۔۔

اچھی گزری،،، آپ کیوں نہیں آئے بھائی،،، اس کے لہجے میں شکوہ تھا۔۔

مگر زہن میں ایک غراتی آواز گونجی،،، ہٹیے سامنے سے،،، میرے رستے میں کھڑے ہیں

آپ،،،،

ہونٹوں پر مبہم سی مسکان تھی۔۔

میری چھوڑو،،،،،،،،، تم بتاؤ،،،، دانیال کی گہری نگاہ تھی اس پر

Who is that girl,,,,,,,?????

واٹ،،، شاہِ من اپنی جگہ سے اچھلا۔۔

میں نے پوچھاکہ کون ہے وہ لڑکی،،، دانیال نے اسی اطمینان سے پینٹ کی پاکٹوں میں

ہاتھ ڈالے اس سے پوچھا،، من دانیال کی جانب دیکھے گیا۔۔

مگر پھر نگاہ چرانی پڑی۔۔

یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ بھائی،،، ایسا کچھ نہیں ہے،،، وہ بے سکونی سے بولا

،،رئیلی،،، بس یہ بتا دو کہ کتنی راتوں سے سو نہیں پائے ہو،،، یا کب سے بے چین ہوں بے قرار ہو،، کہیں دل نہیں لگ رہا،، کسی چیز میں نہیں،،، بھوک پیاس کب سے اڑی ہے--

دانیال نے اطمینان سے کہا--

تو شاہِ من نے حیرت سے اسے دیکھا کہ اسے کیسے معلوم کہ اس کے ساتھ یہی کچھ ہو رہا ہے--

تمھیں محبت ہو گئی ہے شاہِ من،، مان لو،،، جتنی جلدی مانو گے،، اتنا ہی سکون میں رہو گے--

دانیال نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر سکون سے کہا--

نو بھائی،،، ایسا نہیں ہو سکتا،، اس کی آنکھوں میں خون اترا،، میں اپنے ہاتھوں سے

،،،اس کا گلا دبا کر اسے مار ڈالونگا

وہ دانت پیس کر بولتا آخر خود اپنے منہ سے اعترافِ جرم کر گیا کہ ہاں کوئی ہے جس نے

اسے بس پاگل کر دیا ہے۔۔

دانیال مبہم سا مسکرایا۔۔رئیلی،،، کوشش کر کے دیکھ لو،،، شاید جان چھوٹ جائے،، مگر

،،جان لو اب یہ ناممکن ہے

بھائی،،، وہ میرے دل و دماغ اور حواسوں پر زبردستی سوار ہو چکی ہے،،، کوئی ایسا طریقہ

بتائیں نا کہ اسے جھٹک کر اپنی زندگی سے دور پھینک دوں،، اس کا ہر خیال نوچ دوں

،،،،اپنے زہن سے

وہ بے بسی سے بولا۔۔۔

تو دانیال کے دل کو کچھ ہوا۔۔

کیوں،، ایسا کیوں کرو گے،،،، سکون حاصل کرنے کا دوسرا طریقہ بھی تو ہے،وہ یہ کہ حاصل کر لو اسے ،،،، مجھے بتاؤ کون ہے وہ،، اسے تمھارا بنا کر ہی چھوڑوں گا،،، ہر حال میں ہر قیمت پر،،، بتاؤ شاہِ من کون ہے وہ؟؟؟

دانیال نے اسے جھنجھوڑا۔۔

بھائی ،،،پلیز،،،، ابھی کچھ مت پوچھیں،،، وہ کہتا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

دانیال نے کرب و اذیت سے لب بھینچے۔۔

مگر یہ تو طے تھا کہ وہ زمین آسمان ایک کر دے گا مگر اپنے بھائی کی محبت پر آنچ تک نہیں آنے دے گا۔۔

💖💖💖💖💖💖💖💖💖💖

وہ نشوان کے آفس میں اس کے سامنے بیٹھا کب سے پیپر ویٹ گھمانے کا شغل فرما رہا تھا۔۔

نشوان جو ابھی کچھ دن اپنے ہنی مون سے واپس آیا تھا غور سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔

خوشی اس کے انگ انگ سے پھوٹ رہی تھی۔۔

او بھائی میرے مسئلہ کیا ہے تمھارے ساتھ،،، نشوان نے پوچھ ہی لیا۔۔

I am in love,,,,,,,

شاہِ من نے سکون سے کہتے نشوان کے سر پر بم پھوڑا۔۔

What,,,,,,,,,,,, with who?

نشوان چلایا،،، مگر خوشگوار حیرت بھی ہوئی۔۔

With Rana Soiaba Jahngeer...

وہ اسی سکون سے بولا۔۔

تو پرابلم کیا ہے میرے بھائی ،،،،رشتہ بھیج،،،، نشوان سکون سے بولا،،، شاہِ من نے عجیب سی نگاہوں سے اسے کے خوشی سے دمکتے چہرے کو گھورا۔۔

اور تمھیں لگتا ہے یہ سب اتنا آسان ہے،،، وہ مان جائے گی،،، من کے دل میں عجیب سے وسوسے تھے۔۔ مگر وہ یہ نا بول پایا کہ اس کے دل میں جو تمھارے لئے فیلنگز ہیں ان کا کیا؟؟

،،،تو منا میرے بھائی،، تم کس مرض کی دوا ہو،،، اب آگ کا دریا ہے تو ڈوبنا تو پڑے گا ،اب چاہے منتیں ترلے کر یا پاؤں پکڑ یا گڑگڑا

،،،کچھ بھی کرو

وہ لاپرواہی سے بولا۔۔

شاہِ من نے اسے گھورا۔۔

مگر نشوان جب اٹھ کر لڈی ڈالنے لگا تو وہ بھی قہقہہ لگا کر ہنس پڑا۔۔

آنکھ ونک کرتا فوراً گھر آیا۔۔مگر راستے میں دانیال کو یہ خبر سنانا نہیں بھولا کہ اس نے محبت کے آگے گھٹنے ٹیک دیئے ہیں۔۔

سب لاؤنج میں موجود تھے۔۔

گھر آکر وہ لاؤنج میں ہی شازیہ بیگم کی گود میں منہ دئے لیٹ گیا۔۔

کیا بات ہے میرا بچہ تھک گیا ہے،، شازیہ بیگم نے اس کے گھنے گہرے براؤن بالوں میں ہاتھ پھیرا۔۔

،،، مما وہ آپ کی فرینڈ اور ان کی فیملی نہیں آئیں گھر

اس کے اچانک پوچھنے پر شازیہ چونکی۔۔

ہاں وہ کل سنڈے ہیں ناں کل آنے والی ہے،،، رانا بھائی کو تو شاید فرصت نا ہو مگر وہ ضرور آئے گی۔۔

اور مما،،، ان کی وہ چھوٹی سی فیری بھی ساتھ آئے گی۔۔ وہ پوچھ بیٹھا۔۔

رابی بی جان اور دلاور اعظم بھی چونکے۔۔

ہاں میں نے کہا ہے صائمہ کو کے ثوابیہ کو ضرور ساتھ لائے۔۔لیکن اگر تمھیں اس کا یہاں آنا پسند نہیں ہے تو میں صائمہ کو بول دیتی ہوں کہ اسے ساتھ نا لائے۔۔۔

شازیہ جان بوجھ کر لاپروائی سے بولیں۔۔

شاہِ من کے دل کو کچھ ہوا،، فوراََ اٹھ کر بیٹھ گیا۔۔ مما میں چاہتا ہوں کہ وہ فیری ساری زندگی کے لئے اس گھر میں آ جائے۔۔

وہ سنجیدگی سے منہ لٹکا کے کہتا ان سب کو زندگی کی سب سے بڑی خوشی دے گیا۔۔

کیا؟؟؟ ایک مرتبہ پھر سے کہنا من،،، میں نے سہی طرح سنا نہیں،، دلاور اعظم نے چھیڑا۔۔

وہ جھینپ گیا اور یہ خوشگوار منظر بھی زندگی میں پہلی مرتبہ ہی دیکھنے کو ملا تھا۔۔

کم آن ڈیڈ،،، مجھے اس لڑکی سے شادی کرنی ہے،،، صرف اسی سے،،، اور کسی سے نہیں،،،

تو پھر دیر کس بات کی آج ہی چلتے ہیں رانا جہانگیر بھائی کے پاس،،، شازیہ سر خوشی سے بولیں

وہ دھیمے سے گہرا مسکرایا۔۔

اور دلچسپی سے اپنے گھر والوں کی پھرتی ملاحظہ کرنے لگا۔۔

💖💖💖💖💖💖💖💖

وہ سٹڈی میں بزی تھی جب باہر افراتفری سی محسوس ہوئی۔۔

شاید کوئی مہمان تھے۔۔

کافی دیر لاؤنج سے ہنسی قہقہوں اور باتوں کی آوازیں آتی رہیں۔۔

ژوبی کو حیرت تب ہوئی جب پاپا کی بھی آواز آئی۔۔

تبھی دروازے پر ہلکی سی دستک ہوئی تو وہ الرٹ ہو گئی--

رانا جہانگیر اندر آئے تو وہ حیران ہوئی--

،،،آؤ پرنسز،،، گیسٹ آئیں ہیں ان سے ملو

،،،،بٹ پاپا،،، وہ کنفیوز ہوئی

بیٹا کتنی غیر اخلاقی بات ہے کہ گھر گیسٹ آئے ہوں اور آپ ان کی مہمان نوازی نا کریں--

پاپا میرا حلیہ،،،،،وہ روہانسی ہوئی---بلیک ٹی شرٹ اور بلیک ہی ٹراؤزر میں اس کا دودھیا رنگ دمک رہا تھا--

جہانگیر نے اس کا سکارف سر پر درست کیا،، میری چھوٹی سی ڈول ہر حلیے میں میری پرنسز ہی رہے گی۔۔وہ مسکرائے۔۔

پاپا،،، میں چھوٹی سی نہیں ہوں،، وہ منہ بسور کر بولی۔۔

ہاں مجھے بھی ابھی آج ہی اس بات کا اندازہ ہواکہ میری پرنسز چھوٹی سی نہیں رہی بہت بڑی ہو گئی ہے۔۔۔
وہ اداس سی مسکان لیے صلح جو انداز میں بولے تو ثوبی چونکی۔۔

،،،کیا مطلب پاپا

اب چلوکہ مہمانوں کو بتانا ہے کہ باباکی پرنسز کتنی بد اخلاق ہے۔۔۔انھوں نے چھیڑا۔۔

وہ شرمندہ ہوئی اور ان کا بازو تھامے ڈرائنگ روم میں آئی تو حیران ہوئی۔۔

سامنے ہی دلاور اعظم،، شازیہ بیگم،،، بی جان اور رابی بیٹھیں اسے ہی پرشوق نگاہوں سے دیکھ رہے تھے۔۔

،،السلام و علیکم،،، اس نے دھیمے سے سلام کیا

،،مگر شازیہ بیگم نے بانہیں پھیلائے اسے اپنے پاس بلایا
بی جان کو غش بڑا۔۔وہ جو اس سادہ سے حلیے میں بلکل سولہ سترہ سال کی معصوم سی بچی لگ رہی تھی۔۔
بی جان کو صدمہ لگا۔۔

اے بہو باؤلا،،، ہو گیا یہ تیرا لڑکا بلکل پاگل،،، آٹھائیں سال کا اس بچی سے بیاہ رچائے گا۔۔
وہ زیادہ دیر برداشت نا کر سکیں۔۔اور شازیہ بیگم کے کان میں بول بیٹھی۔۔

مگر اس سے پہلے وہ جواب دیتیں۔۔

ثوبی بلکل ان کے قریب آ چکی تھی۔۔

شازیہ بیگم نے اسے اپنے اور بی جان کے درمیان بٹھایا۔۔

پہلے تو وہ کنفیوز ہو رہی تھی۔۔مگر جب وہ سب وہ محبت اور نرمی سے نارمل گفتگو کرنے لگے تو وہ بھی ریلکیس ہو کر ہلکی پھلکی گفتگو میں شامل ہو گئی۔۔

بیٹا بی جان کو بتاؤ تم کونسی کلاس میں پڑھ رہی ہو،، شازیہ بیگم نے دانتوں تلے لب دبا کر پوچھا۔۔

،،،وہ مسکرائی،،، بی جان بی ایس سی میں ہوں

مطلب،،، بی جان کو سمجھ نہیں آئی،،، وہ خود گاؤں کی رہنے والی سادہ سی خاتون تھیں۔۔

مطلب بی جان،، چودہ کلاسیں پاس کر لے گی اس سال،،، شازیہ بیگم پھر شرارت پر آمادہ ہوئیں۔۔

بی جان نے سر تا پا ثوبی کو دیکھا،، اور پھر صدقے واری گئیں--
ارے بچی کھاتی پیتی نہیں ہو گیا---کھایا پیا کرو جی بھر کر،، آگے جا کر بہت مشکلین ہوتی ہیں--
وہ معنی خیز سی بولیں--

ثوبی نا سمجھی سے انھیں دیکھے گئی--
پھر سب نے کھانا کھایا--اور وہ لوگ چلے گئے--

اسے عجیب لگا کیونکہ جلد ہی اسے پاپا نے اپنے روم میں بھیج دیا اور خود پر سوچ سے صائمہ بیگم کے ہمراہ سٹڈی میں چلے گئے--
جیسے کسی ضروری بات کی ڈسکشکن کرنی ہو--

💖💖💖💖💖💖💖💖💖

اگلے ایک دو دن وہ اپنی ضروری اسائمنٹ میں سخت بزی رہی،،، آج سنڈے تھا،، بھرپور نیند لینے کے بعد وہ دس بجے سو کر اٹھی تھی--

دن کافی سست گزرا مگر شام میں وہ اپنے روم میں بیٹھی تھی--جب صائمہ اس کے روم میں آئیں،،،

،،بیٹا جلدی سے اچھا سا ریڈی ہو جاؤ،،، کہیں جانا ہے تمھارے پاپا بھی پہنچنے والے ہیں

مما کدھر جانا ہے،،؟ وہ اکسائٹڈ سی پوچھ بیٹھی--

،،،شازیہ کی طرف انھوں نے ڈنر پر بلایا ہے-- ثوبی کے چہرہ پر یہ سن کر سایہ سا لہرایا مگر اگنور کر گئی--

اوکے مما،،، وہ کہتی تیار ہونے اٹھی--

اونھھہ بھلا میرا کیا لینا دینا اس فضول شخص سے،،، اب اس کی وجہ سے نا مما پاپا کا دل توڑا جا سکتا ہے نا شازیہ آنٹی،، رابی،، بی جان اور انکل کی اتنی محبت کو اگنور کیا جا سکتا ہے--

وہ اٹھی اور براؤن گھٹنوں سے تھوڑی نیچے فراک اور جینز کی بلیک ٹائٹس لے کر واش روم میں گھسی،، کچھ ہی دیر بعد ہلکا سا گلوز لگا کر آنکھوں میں کاجل لگایا--

اور سکارف لیے باہر آگئی ،،باہر مما بلکل تیار تھیں اور پاپا ابھی پہنچے تھے--

واہ جی شکر ہے،، واحد اس گھر کی خواتین ہیں جو وقت پر تیار رہتی ہیں---
،،،انھونے چھیڑا
تو وہ دونوں مسکرا دیں--

پاپا میں کیسی لگ رہی ہوں---

ہمیشہ کی طرح میری پرنسز بہت کیوٹ لگ رہی ہے،، جہانگیر نے اسے اپنے ساتھ لگایا۔۔
اور انھیں لئے گھر سے نکلے۔۔

💖💖💖💖💖💖💖💖

اعظم مینشن میں آج بہت افراتفری تھی۔۔
کیونکہ شاہِ من کے رشتہ ہونے کا سن کر سارا بھی پاکستان آگئی تھی۔۔
اس کی دو سالہ پٹاخہ بیٹی امرحہ گھر بھر کی آنکھ کا تارا بنی ہوئی تھی۔۔
لاؤنج میں خوب ہلا گلا مچا رکھا تھا انھوںنے۔۔

سارا اور رابی بے تحاشا خوش تھیں۔۔من اپنے روم میں تھا۔۔وہ ان کی چھیڑ خانیوں سے پک چکا تھا۔۔

جب مہمانوں کی آمد کی اطلاع ملی۔۔ تو سب الرٹ ہو گئے۔۔
وہ تینوں لاؤنج میں داخل ہوئے تو سب ان کے استقبال کو آگے بڑھے۔۔

سارا نے پہلی مرتبہ ثوبی کو دیکھا تو اپنے بھائی کی پسند پر غرور سا آیا۔۔وہ بھی بہت محبت سے ملی اسے،،

سب لاؤنج میں بیٹھ گئے۔۔
شازیہ بیگم کے اشارہ کرنے پر رابی اسے اپنے روم میں لے آئی۔۔وی دونوں آپس میں باتیں کرنے لگیں۔۔
تبھی سارا اپنی ڈول کو لیے ان کے پیچھے ہی آگئی۔۔

امرحہ بے بی ان سے ملو یہ بہت اسپیشل گیسٹ ہیں،،،، سارا نے کہا۔۔
امرحہ نے ثوبی کو اور ثوبی نے دلچسپی سے اس براؤن آنکھوں والی گڑیا کو ملاحظہ کیا۔۔

،،،،اووو،،، ویلی نائش،،، آئی لائک ہل ویلی مچ،، شی از شو کیوت مما،، تبھی ماموں وہ توتلی زبان میں بولتی جانے کیا پول پٹی کھولنے لگی تھی کہ

امرحہ ہینڈ تو آگے کرو،،، رابی گڑبڑا کر بولی۔۔ تو اس نے ثوبی کے ساتھ شیک ہینڈ کیا۔۔ثوبی نے اسے گود میں بٹھا لیا۔۔
وہ جلد ہی ثوبی سے بے تلکف ہو گئی۔۔اور کیوٹ کیوٹ سے منہ بناتی ثوبی سے باتیں کرنے لگی۔۔

یو نو واٹ ثوبی،،، بنگلے کہ بیک یارڈ میں چھوٹا سا گرین ہاؤس بنا ہوا ہے جہاں کئی ممالک کے ہر قسم کے پھول ہیں دیکھنا چاہو گی۔۔

وائی ناٹ،،، ثوبی اکسائیٹڈ ہوئی۔۔

،،تو چلو پھر
وہ تینوں کوریڈور سے گزر کر بنگلے کی بیک سائیڈ تک گئیں۔۔
توبی کو لگا وہ کسی کی نگاہوں کے پر حدت حصار میں ہے۔۔مگر سر جھٹکتی اگنور کر گئی۔۔
تبھی امرحہ بے چین سی ہوئی۔۔

،،واٹ ہیپنڈ امرحہ،،، ثوبی نے پوچھا

آئی ہیو توگو واش لوم،،،،،، اس نے معصومیت سے پاؤں پٹخے--
اس کے شوشے پر رابی اور ثوبی قہقہہ لگا کر ہنس پڑیں--

،،ثوبی یہ سامنے گرین ہاؤس ہے تم دیکھو میں آتی ہوں
اوکے،،، ثوبی نے سر ہلا کر کہا تو رابی امرحہ کو لیے وہاں سے چلی گئی--
وہ پیچھے مڑ کر پھر گرین ہاؤس کی جانب بڑھی تو مبہوت سی رہ گئی--
گلاس کی بڑی بڑی چار دیواری اور چھت،،، دیواروں سے باہر جھانکتے بے تحاشا خوبصورت اور کئی طرح کے پھول--
بہت میجیکل منظر تھا--وہ کافی قریب پہنچ چکی تھی اور دھیمے قدموں سے آگے بڑھی جب محسوس ہوا کہ کوئی اس کے ہمقدم ہے--

اس نے جھٹکے سے پیچھے مڑ کر دیکھا--

سامنے ہی وہ بلو جینز کے اوپر،،یپلو ٹی شرٹ اور بلو ہی جینز کی جیکٹ پہنے اپنی تمام تر وجاہت سمیت کھڑا اسے پرشوق اور پرتپش نگاہوں سے دیکھنے میں مصروف تھا۔۔

وہ بری طرح گڑبڑائی مگر ظاہر نا ہونے دیا۔۔

کیسی ہیں آپ رانا صاااب،،، بھاری گھمبیر آواز سے پوچھا گیا۔۔

،،،ٹھیک ہوں

افففففف یہ طرزِ تخاطب،،،، ثوبی کو تب چڑھی مگر برداشت کر گئی۔۔۔اسی لئے نارمل سی کہتی وہ واپسی کے لئے پلٹ گئی۔۔

حالانکہ شدت سے دل چاہ رہا تھا کہ وہ گرین ہاؤس دیکھے۔۔

آپ جانتی ہیں ثولیبہ اندر بڑوں میں میرے اور آپ کے رشتے کی بات چل رہی ہے،،،، مگر میں ڈائریکٹ آپ سے ہی پوچھنا چاہتا تھا،،اسی لئے آپ کو کسی نے نہیں بتایا،،،، بہت محبت کرتا ہوں آپ سے،،، ول یو میری می،،،؟

وہ سکون سے کہتا اس کے سر پر بم پھوڑ گیا۔۔ سیکنڈوں میں اس کا چہرہ غم و غصے سے لال بھبوکا ہوا تھا۔۔

ہاؤ ڈئیر یو،،،، آپ کی ہمت کیسے ہوئی مجھ سے ایسی بات کرنے کی بھی،،،،آپ نے سوچا بھی کیسے کہ ایسا کچھ ہوگا،،،، وہ جھٹکے سے مڑی اور دانت پیس کر بولی۔۔

اس کا متوقع رد عمل دیکھ کر اس نے ایک سرد سی سانس کھینچی۔۔
میرے دل نے کہا،،، دل کی ضد نے،،، جو مرنے لگا ہے آپ پر،،، آپ کے بغیر اب یہ ایک پل بھی زندگی کا تصور نہیں کرتا،، بہت سر پھرا ہے میری طرح،،، آپ کو اپنا بنا کر ہی چین کی سانس لے گا۔۔
وہ اطمینان سے اپنی آپ بیتی سنا رہا تھا۔۔

وہ شاکڈ سٹیٹ میں اسے گھورے گئی۔۔مگر سامنے والا بھی اسے نہارے گیا۔۔ایسا کبھی ،،نہیں ہو سکتا،، آخر وہ بولی

بڑوں میں سب طے ہو چکا ہے،،، اطمینان قابلِ دید تھا۔۔

نو،،،، پاپا مجھ سے پوچھے بغیر کبھی کسی کہ حق میں فیصلہ نہیں دیں گے،،، اور میں انکار کرنے والی ہوں،،،
اب وہ بھی سکون سے بولی تھی۔۔

جبکہ یہ سن کر اس کے ماتھے پر بے شمار بل آئے تھے۔۔آپ ایسا کچھ نہیں کریں گی،، سنا آپ نے،،،
درشتگی سے کہتا وہ اب اس کی جانب بڑھا تھا۔۔
وہ سہم کر دو قدم پیچھے ہٹی مگر جلد ہی رکنا پڑا۔۔کمر گلاس وال کے ساتھ لگی تھی۔۔

دور رہیں،،، پیچھے ہٹیں،،،، اسے سٹل اپنی جانب بڑھتا دیکھ وہ غرائی۔۔

ناممکن،، میری جان،،، نا اب آپ سے دور رہ پاؤں گا نا پیچھے ہٹو گا۔۔اور یہ جان لیں کہ شاہِ من دلاور اعظم کے ارادے چٹانوں کی طرح مضبوط ہوتے ہیں،۔۔۔

وہ بوجھل آواز میں کہتا اسے گہری نظروں کے حصار میں لیتا پانی پانی کر گیا۔۔

وہ اس کا ڈر محسوس کرتا اب ناچاہتے ہوئے بھی گرین ہاؤس میں داخل ہو چکا تھا۔۔

ثوبی نے موقع غنیمت جانا اور اندر دوڑ لگا دی۔۔

مگر اندر سے آتی چیخ پکار سن کر ٹھٹھکی۔۔

اتنی سی دیر میں یہ کیا ہوا تھا۔۔تیز قدموں سے اندر آئی تو پیروں نیچے سے زمین کھسکی۔۔

کچن میں ہر طرف آگ بھڑکی ہوئی تھی۔۔ہر طرف بنا ووڈ ورک جل کر خاکستر ہو رہا تھا کچن کے بیچ و بیچ امرحہ بے بی کھڑی زارو زار رو رہی تھی۔۔

جس نے اسٹوو کھلا چھوڑ کر آگ دکھا دی تھی۔۔

اندر جانے کا کوئی راستہ نہیں تھا چاروں جانب آگ بڑھک اٹھی تھی۔۔ کچن کے دروازے میں بھی لکڑی کا بڑا سٹینڈ جل رہا تھا۔۔

سارا چیخ پکار کر رہی تھی--

فائر بریگیڈز کو فون کر دیا گیا تھا--مگر امرحہ کی حالت بگڑتی جا رہی تھی--

کیونکہ دھوئیں کے مرغولے اس قدر اٹھ رہے تھے کہ امرحہ کا دم گھٹنے لگا تھا--

ثوبی نے ادھر ادھر دیکھا،،، بغیر سوچے سمجھے رابی کے روم کی طرف بھاگی--

کمفرٹر اٹھا کر باہر آئی--اور کچن کے پیچھے بنی کھڑی کی جانب بھاگی--

کمفرٹر اندر آگ پر پھینکا،،، جونہی آگ تھوڑی دبی،، وہ سیکنڈوں میں اندر کود گئی--

بجلی کی سی تیزی سے امرحہ کو اٹھایا--

اور اپنے سکارف میں اسے لپیٹا--

سب پھٹی پھٹی نگاہوں سے اسے دیکھے گئے ،،ثوبی نے اپنے پاپا کی جانب اشارہ کیا اور دروازے تک آئی---جہانگیر آگے بڑھے-- ثوبی نے امرحہ کو پورا زور لگا کر ہوا میں اچھالا--

جہانگیر نے پھرتی سے امرحہ کو گود میں کیچ کر لیا۔۔ اور سارا کی گود میں دیا۔۔وہ بری طرح کھانس رہی تھی مگر ٹھیک تھی۔۔

جب شاہِ من لاؤنج میں داخل ہوا تھا تو سامنے کے منظر نے اس کا دل دہلایا۔۔
ثوبی نے پیچھے مڑ کر دیکھا،، تب تک کمبل میں بھی آگ بھڑک اٹھی تھی۔۔اس کا دم گھٹا،، آنکھیں سرخ ہوئیں اور پانی بہنے لگا۔۔
وہ بری طرح گلا پکڑ کھانسنے لگی۔۔
اور فرش پر بیٹھتی چلی گئی۔۔

ثوبی،،، وہ دھاڑا اور کچن کی جانب لپکا،، دلاور اعظم نے اسے دبوچا۔۔

تب تک فائر فائٹرز ہاتھوں میں پائپ تھامے اندر داخل ہو چکے تھے۔۔
انھوں نے آگ بجھائی۔۔ایک فائر فائٹر ثوبی کی جانب بڑھا۔۔

ہیے یو،،، ڈونٹ ٹچ ہر،،، وہ دھاڑا۔۔

اور اندر لپک کر اس پر جھکا جو اب اپنے ہوش کھو بیٹھی تھی--

اپنی جیکٹ اتار کر اس کے اوپر ڈالی--

ثوبی،،، سر اٹھا کر بازو پر رکھا اور چہرہ تھپتھپایا--

سر ان کا دم گھٹ گیا ہے انھیں دھوئیں سے دور لے جائیں--

جہانگیر قریب آئے--

وہ جانتا تھا ابھی اس کا اسے چھونے کا کوئی حق نہیں مگر وہ پھر بھی تڑپ کر کسی کی بھی پرواہ کیے بغیر اسے باہوں میں بھر چکا تھا--

صائمہ بیگم بے تحاشا رو رہیں تھیں-- رنگ تو جہانگیر کے اور ان سب کے چہرے کا بھی اڑ چکا تھا--

وہ اسے لئے اپنے روم کی جانب ہی بڑھا تھا--

نرمی سے بیڈ پر لٹایا-- سب اس کے گرد جمع تھے--

شاہِ من نے اس کی نبض چیک کی،، جو دھیمی تھی مگر چل رہی تھی۔۔
اس کی بند پلکیں دیکھ شاہِ من کی سانس سینے میں الجھ رہی تھیں۔۔
ثوبی،،، وہ مکمل اس پر جھکا اس کا گال تھپتھپا رہا تھا۔۔ کبھی اس کے ہاتھ کی ہتھیلیاں مسل رہا تھا۔۔
رانا جہانگیر سنجیدگی سے اسے دیکھ رہے تھے۔۔

رابی بھاگ کر پانی لے آئی۔۔تو شاہِ من نے اس کے منہ پر آہستگی سے چھینٹے پھینکے۔۔
ثوبی نے آہستگی سے کھانستے آنکھیں کھولیں۔۔
شاہ من نے ایک ہاتھ اس کی پچھلی گردن پر رکھا اور اسے زرا سا اوپر اٹھا کر لبوں سے پانی کا گلاس لگایا۔۔

ثوبی نے دو تین گھونٹ پانی کے پیے۔۔اور اوپر نگاہ اٹھائی خود پر جس شخص کو اتنے قریب جھکے پایا تو اس کے حواس سلب ہوئے۔۔
ہڑبڑا کر اٹھی۔۔ خود کی بکھری حالت ملاحظہ کی۔۔
سب کی سانس میں سانس آئی۔۔

ثوبی،، ،،،صائمہ بیگم نے پکارا-- تو وہ ان کے سینے میں شرمندگی سے منہ دے گئی--

رابی جاؤ،،، ثوبی بیٹی کے لئے اپنی کوئی شال لے کر آؤ،، دلاور اعظم نے کہا تو رابی کو ہوش آیا--
وہ تیزی سے اپنے کمرے کی جانب گئی--

💖💖💖💖💖💖💖💖

وہ اب سب اسے آرام کرنے کا بول کر روم سے باہر آلئے تھے--
شاہِ من کو بھی نا چاہتے باہر آنا پڑا--

آج اپنے روم سے ہی ایک نازک وجود کی موجودگی کی وجہ سے عشق میں گرفتار ہوا تھا جیسے-- بوجھل قدموں سے باہر آیا تھا--
سب لاؤنج میں پرسکون سے بیٹھے تھے--

آج اگر ثولیبہ نا ہوتی تو جانے کیا ہوتا،،، سارا کی آنکھوں میں خوف کے سائے لہرائے مگر ساتھ ہی ثوبی کے لئے لہجے میں محبت اور عقیدت بھی تھی۔۔

بہت بہادر بچی ہے ماشاء اللہ،،، ثابت کر دیا کہ ایک بہادر سپاہی کی بیٹی ہے،،، دلاور اعظم بولے۔۔تو رانا جہانگیر کا سر فخر سے بلند سا ہوا۔۔

ادھر اندر وہ بے چین سی تھی۔۔اٹھ کر بیٹھی۔۔چاروں اور نگاہ دوڑائی کہ کس کے روم میں ہے۔۔مگر بیڈ کراؤن کے پیچھے بڑی شان سے دیوار پر لٹکے اس شاندار شخص کے پورٹریٹ پر پڑی تو اچھل کر بیڈ سے ایسے نیچے اتری جیسے بیڈ کوئی موذی چیز ہو۔۔

وہ جو کھڑکی پھلانگ کر پھر سے روم میں چلا آیا تھا اور اب کھڑکی میں کھڑا اس کے تاثرات نوٹ کر رہا تھا۔۔
اس کے تصویر دیکھ کر یوں اچھل کر بیڈ سے اترنے پر گہرا مسکرایا۔۔

اب وہ بھی اسے دیکھ چکی تھی--

آپ یہاں کیا کر رہے ہیں،،،؟ وہ غرائی--

اپنے روم کی نئی ہونے والی مالکن کو دیکھنے آیا تھا جو ابھی سے روم پر اپنا حق جتا رہی ہے،، اس نے دانتوں تلے لب دبا کر اسے چھیڑا تو وہ گڑبڑائی--

دیکھئے آج آپکے گھر والے بھی کہہ رہے ہوں گے کہ میرے قدم آپ لوگوں کے لئے کس قدر منحوس ہیں کہ میرے پاؤں پڑتے ہی یہ حادثہ ہو گیا-- اسی لئے آپ باز آ جائیں--
ثوبی نے اسے اپنے سائیڈ افیکٹ بتائے--

میرے گھر والے کہہ رہے ہیں کہ آپ کے قدم اس گھر کے لئے کتنے مبارک ہیں کہ آپ کی وجہ سے اس گھر کی بچی کی جان بچ گئی آج وہ زندہ ہے تو آپ کی وجہ سے--
وہ گہرا مسکراتا بولا--

،،،ثوبی نے دانتوں تلے لب کچلے

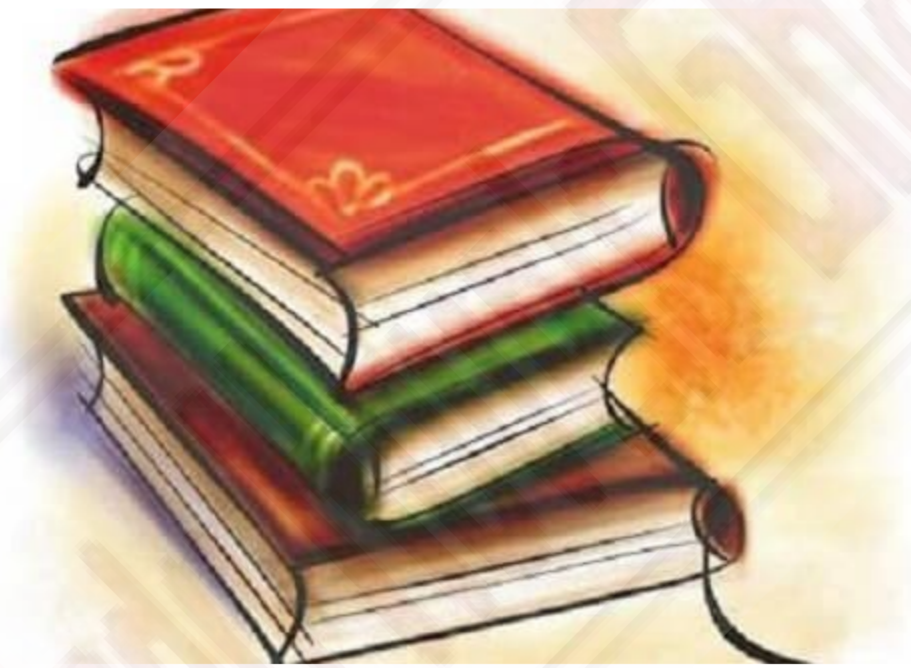

کبھی رو کر ان آنکھوں پر ظلم کرتی ہیں،، اور اب ان لبوں کی سختی لے آئیں ہیں،،، آخر مسئلہ کیا ہے آپ کو میری چیزوں سے---

وہ اطمینان سے کہتا اس کے ہوش ٹھکانے لگا گیا--

آپ کا دماغ خراب ہو گیا اور کچھ نہیں،، ،،، وہ سرخ پڑتی غرائی گال دہک چکے تھے-- روم سے باہر جانے لگی--

تبھی اس کی کلائی شاہِ من کی سلگتی گرفت میں آئی تھی--

وہ ٹھٹھک کر رکی--

ثوبی کی اس تپش سے جان جلی--

کیا ضرورت تھی رانا صااب جھانسی کی رانی بننے کی اگر آپ کو ایک کھروچ بھی آتی تو میں پورے اعظم مینشن کو آگ لگا دیتا-- اگر آپ کو کچھ ہو جاتا تو،، جس وقت میں آپ کو کچن سے اٹھا کر لایا تو آپ کو بے ہوش دیکھ کر میری جان لبوں پر آ گئی تھی،،،؟

اسکی آخری بات پر ثوبی کی آنکھیں حیرت سے پھٹی باہر ابلنے کو ہو گئیں---

آپ،،، آپ کی ہمت کیسے ہوئی مجھے چھونے کی،،، وہ حیرت سے گنگ تھی--

کیونکہ آج،،، کل ،،،پرسوں،، برسوں،،، اور ہمیشہ ہمیشہ آپ کو چھونے کا حق صرف اور صرف میرا ہوگا---

وہ سنجیدگی سے بوجھل آواز میں بولا-- ثوایبہ کی جان ہوا ہوئی،، ایک جھٹکے سے اس کی نرم گرفت سے کلائی چھڑائی اور باہر آ گئی--

سب نے تشکر آمیز نگاہوں سے اسے دیکھا
شازیہ اور سارا نے اس کا ماتھا چوما،، بی جان نے اسے ڈھیر سارا پیار کیا--
وہ بلش کر گئی--

جلد ہی وہ گھر آ گئے--

💖💖💖💖💖💖💖💖

،،،کوئی خاص وجہ بیٹا اس رشتے کو ریجیکٹ کرنے کی
جہانگیر جو کب سے اسے سمجھا رہے تھے اب سنجیدگی سے پوچھا۔۔

پاپا مجھے وہ پسند نہیں،،،،، اس نے نگاہیں چراتے کہا۔۔

اور ناپسند کرنے کی خاص وجہ،، وہ پھر پوچھ بیٹھے۔۔

پاپا،،، وہ بے چین سی انگلیاں مروڑے گئی۔۔پاپا وہ اچھا نہیں،،، آخر کچھ تو بولنا تھا۔۔

رانا جہانگیر کے ماتھے پر ڈھیر سارے بل آئے،،،، کیوں پرنسز اس نے کوئی بدتمیزی کی
میری گڑیا کے ساتھ۔۔

وہ گڑبڑائی،،، مگر اب تو پھنس چکی تھی-- جج جی پاپا--

اوکے میں ان لوگوں کو انکار کر دیتا ہوں---
آپ ریلیکس ہو جائیں--

جی پاپا،،،، وہ بے چین ہوئی--

اعظم مینشن میں ایک بھونچال سا آیا تھا جب ثوبی کے انکار کا پیغام ان تک پہنچا تھا--

💖💖💖💖💖💖💖💖💖

ایسا بے حس کے پگھلتا ہی نا تھا باتوں سے
آدمی تھا کے،،،،،،،،،،،،،،،، تراشا ہوا پتھر دیکھا
دکھ ہی ایسا تھا،، کہ رویا تیرا محسن ورنہ
غم چھپا کر اسے ،،،،،،،،،ہنستا ہوا اکثر دیکھا

تین ماہ ہو چکے تھے شاہِ من دلاور اعظم کو پل پل تڑپتے۔۔

اس دوران دو مرتبہ پھر آئے تھے شازیہ بیگم اور دلاور اعظم۔۔ بڑی آس لے کر جھولی پھیلانے رانا جہانگیر اور صائمہ بیگم کے آگے۔۔

مگر وہ بیٹی کی ضد اور ہٹ دھرمی کے سامنے مجبور تھے۔۔ جس کا انکار اقرار میں بدلنے کا نام نہیں لے رہا تھا۔۔

جانے وہ کیا بیر باندھ کر بیٹھی تھی۔۔ شاہ من دلاور سے اور اس کی محبت سے۔۔
مگر اپنے انکار کی وجہ کبھی بھی یہ نہیں بول سکتی تھی کہ میں ڈرتی ہوں،،، کہ اس شخص کی نگاہوں میں میرا کردار مشکوک نا ہو،، اور اگر بعد میں کبھی شاہِ من نے زندگی میں کبھی اسے اس بات کا حوالہ دے کر کوئی بات کر دی تو وہ تو اسی وقت مر جائے گی جی نہیں پائے گی۔۔ اور وہ کیا دے پائے گی اس شخص کی محبت کے بدلے جو خود تہی دامن ہو چکی تھی۔۔ محبت اس کے اندر مر چکی تھی جس کا وہ روز ماتم مناتی تھی۔۔

آخر کچھ بھی تھا۔۔کچی عمر کی پہلی محبت تھی۔۔دل کے کورے کاغذ پر لکھا گیا پہلا نام تھا۔۔۔ جس کے مردہ لاشے بھی تو دل سے نکلنا باقی تھے۔۔

اور وہ ان مردہ لاشوں پر نئی محبت کے شادیانے کیسے سجا لیتی۔۔

دوہری اور منافقانہ زندگی کیسے جی سکتی تھی سوچ کے ہی دم گھٹنے لگتا۔۔

اور اس سے بھی بڑی وجہ انکار کی یہ تھی کہ دم گھٹتا تھا اس شخص کی اتنی شدید اور دھواں دار محبت میں اس کا،، وہ تو اس کی نظروں کی تپش سے ہی جی جان سے جل جاتی تھی کجا کہ مستقل اسی ک دسترس میں چلی جاتی۔۔اس کی محبت،، جنون،، دیوانگی شدتیں برداشت کرنا کم ازکم ثوبی کی چھوٹی سی جان کے لئے نا ممکن تھا۔۔۔

اس کا اندازہ ثوبی کو اس بات سے ہو چکا تھا جب وہ اسے منانے گھر بھی آیا تھا اور کالج کے بھی چکر لگائے تھے۔۔

مگر اس کا انکار انکار ہی رہا۔۔

یہ بھی عام دنوں کی طرح ایک بوجھل سا دن تھا جب وہ کالج پہنچی تھی،، ڈرائیور چھوڑ کر جا چکا تھا۔۔

وہ گیٹ کی جانب بڑھی۔۔ جب اچانک کسی نے پیچھے سے اس کے منہ پر رومال رکھا تھا۔۔

وہ بری طرح مچلی،، مگر جلد ہی ہوش و خرد سے بیگانہ ہو کر رومال رکھنے والے کے بازوؤں میں جھول گئی۔۔

💖💖💖💖💖💖💖💖💖

وہ بھسم کر دینے والے انداز میں فارم داخل ہوا تھا۔۔

ہمیشہ کی طرح شاندار بلیک شلوار قمیص میں کریم کلر کی مردانہ شال کندھوں پر رکھے۔۔

سفید رنگ میں شدید طیش اور غصے کی انتہا سے سرخی گھلی ہوئی تھی۔۔

جہاں بڑے ہال میں دانیال بہت سکون سے ٹانگ پر ٹانگ جمائے بلیک کافی انجوائے کر رہا تھا۔۔

بھائی،، ہاؤ ڈئیر یو،،، آپ نے ہمت بھی کیسے کی ایسا کرنے کی،،، سوچا بھی کیسے،،؟ وہ شدید طیش میں بل کھاتا بال نوچتا چلایا۔۔

تین ماہ ہو گئے ہیں ایڑھیاں رگڑتے .،،،کچھ ہوا؟ ٹھینگا؟ تو جب گھی سیدھی انگلی سے نا نکلے تو انگلی ٹیڑھی کر لو۔۔۔میں نے بھی وہی کیا۔۔۔
وہ لاپرواِئی سے بولا۔۔۔

سنو میں نے بندوبست کر دیا ہے نکاح کا،،،یا تو پھر ویسے ہی اپنا لو اسے،،، پھر تو تم سے شادی کرنے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں رہے گا،،،، یا تو ایسے یا پھر ویسے چوائس از یورز،،،
دانیال کا اطمینان قابلِ دید تھا۔۔

بھائی،،،، ہاؤ کوڈ یو ڈو دیڈ،،،؟ وہ دانت پیستا بولا۔۔۔آپ پاگل ہو گئے ہیں ،،،کہاں ہے وہ،،،؟

تمھارے ہی روم میں ،،،، ظاہر ہے،،،، صرف تمھارے لئے،،، کسی اور کی ہو تو سہی شوٹ کر دوں گا اسے،،، دانیال نے پھر سکون سے بولا۔۔

دانیال کی بات پر شاہِ من نے شاکی نظروں سے سے دانیال کو گھورا۔۔۔۔

ادھر بھاری پھٹتے سر کے ساتھ اسے ہوش آیا تھا۔۔
خود کو نرم گداز جہازی سائز بیڈ پر پایا،،، تڑپ کر اٹھی۔۔ متوحش سا چاروں اور دیکھا۔۔ اور یہ سوچ کر دل شدت سے پسلیوں سے ٹکرایا کہ وہ کڈنیپ ہو چکی ہے۔۔ دل میں کلمہ پڑھا،،، اللہ تعالیٰ کو یاد کیا۔۔

پاپا،،،، وہ حلق کے بل چلائی۔۔ اور پھر جانے کیسے لبوں سے ادا ہوا۔۔ جیسے جانتی ہو کہ وہ ضرور اسے ہر آفت و مصیبت سے بچا لے گا۔۔

ممم .من بچائیں مجھے،،،، وہ شدت سے رو دی--

وہ جو روم میں آرہا تھا اس کے لبوں سے اس طرح اس مقام پر اپنا نام سن کر خوشگوار حیرت بھی ہوئی--

اور دنیا کی سب سے بڑی خوشی بھی ملی---

وہ تیزی سے اندر آیا،،، ڈوبی،،، وہ جو حواس باختہ سی بیٹھی پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی اسے وہاں دیکھ جان میں جان آئی،، اور تیزی سے بیڈ سے اتر کر اس کی جانب لپکی--
وہ بری طرح من سے لپٹ کر روئی تھی--

من نے اس نازک سے وجود سے بری طرح نگاہیں چرائیں تھیں--
وہ تو کسی حق کے بغیر اسے خود میں سمیٹ کر تسلی بھی نہیں دے پایا تھا--
تبھی بہت جلد اسے بازوؤں سے تھام کر خود سے الگ کیا تھا--

،،،ہیے ڈونٹ وری،، میں ہوں ناں--رؤئیں مت

،،،،،وہ مم،،،،، مجھے،،،، کک،،، کسی نے،،،، کڈ،،،،،، نیپ

فکر مت کریں جان،،، میرے ہوتے ہوئے،، تو آپ کو مخالف سمت کی ہوا بھی نہیں چھو سکتی،، وہ اس کا وائٹ سکارف درست کرتا اسے باہر لایا۔۔
ساتھ اس کے گارڈز تھے۔۔
ڈوبی یہی سمجھی کے شاہِ من نے اسے کڈنیپرز سے بچایا ہے۔۔

وہ اسے لئے کالج آیا۔۔۔
وہ سارے رستے گود میں رکھے اپنے ہاتھوں کو گھورتی رہی۔۔اپنی بے اختیاری پر اب جی بھر کر شرم آ رہی تھی۔۔چہرے نے لہو چھلکایا تھا جیسے۔۔

جھٹکا سے گاڑی رکنے پر وہ ہوش میں آئی۔۔

تھ،،،،،، تھینکس،،،، وہ بمشکل بول پائی۔۔

تھینکس نہیں چاہیے،،، آپ چاہیے ہو،،،میں آپ پر دسترس چاہتا ہوں،، بس کریں ثولیبہ،، میرے صبر کا پیمانہ لبریز ہوچکا،،، چھلک گیا تو بڑی تباہی لائے گا،،، پھر آپ کو ہی شکوہ ہوگا،،،

ثوبی،،، آپ کی محبت ،،آپ کا وجود ،،،میرے لئے میری قیمتی متاع کی طرح ہے،، جیسے آکسیجن،،، یا جیسے میری لائف لائن ،،،اگر آپ کے وجود پر کانٹے بھی اگ آئیں تب بھی میں آپ کو اس نرمی سے چھؤں گا جیسا کہ آپ گلاب کی پنکھڑی ہوں،،، مجھ سے کبھی آپ کو تکلیف نہیں پہنچے گی-- میں کبھی آپ کو ایک آنچ بھی نہیں آنے دوں گا-- کبھی آپ کا مان،، غرور،،، نہیں توڑوں گا--

وہ سامنے فرنٹ مرر کو گھورتا سنجیدگی سے بولا--

ثوبی کی زبان تالو سے چپک گئی--وہ خاموشی سے گاڑی سے اترتی اندر بھاگ گئی---

شاہِ من نے بری طرح دانتوں تلے ہونٹ کچلے--

اور گاڑی کا رخ جہانگیر کے آفس کی طرف کر کے زن سے گاڑی بھگائی--

💖💖💖💖💖💖💖💖💖

رانا جہانگیر اپنے آفس میں کسی ضروری فائل میں مصروف تھے جب پیون نے آکر بتایا کہ کوئی شاہِ من ملنا چاہتے ہیں آپ سے--

بھیج دو اندر،،، جہانگیر نے گہری سانس بھری--

وہ اندر آیا،،، ہاتھ ملایا،، جہانگیر نے اس کا بکھرا حلیہ ملاحظہ کیا
کیسے ہیں آپ سر،، ہونٹوں پر پھیکی مسکان تھی--

میں ٹھیک ہوں آپ سنائیں بیٹا،،، کچھ ٹھیک نہیں لگ رہے،، جہانگیر نے سادہ سے لہجے میں پوچھا تو وہ پھر زخمی سا مسکرا دیا
کاش بول سکتا آپ کی ویمپ پرنسز نے دل کا سارا لہو نچوڑ لیا ہے--

سر آپ نے پوچھا نہیں انکار کی وجہ،،،،، کچھ تو،،، اپنی ریزن،، شاہِ من بے قرار سا پوچھ بیٹھا--

جہانگیر نے غور سے سامنے بیٹھے شخص کو دیکھا،، جو اب حسبِ عادت پیپر ویٹ گھما رہا تھا--

اس نے کہا کہ تم اچھے نہیں ہو،،، اس کے ساتھ بدتمیزی کی،، رانا جہانگیر نے سکون سے کہا--

شاہِ من زرا بھی نہیں چونکا الٹا پھیکی مسکراہٹ گہری مسکراہٹ میں بدلی--جو رانا جہانگیر باریکی سے آبزرور کر رہے تھے--

اور آپ کو کیا لگتا ہے سر،،، میں نے ایسا کیا ہوگا؟ وہ الٹا پوچھ بیٹھا--

نہیں،، آئی نو کہ وہ اس رشتے سے دامن بچانے کے لئے جھوٹ بول رہی ہے،، میری پرنسز زندگی میں پہلی مرتبہ مجھ سے نظریں چرا کر بات کرے گی تو کیا مجھے پتہ نہیں چلے گا کہ وہ جھوٹ بول رہی ہے-- لیکن اب آپ مجھے ضرور بتائیں گے کہ آخر وہ کونسی وجہ ہے جس سے وہ اتنی ضدی ہو گئی ہے اور مسلسل انکار کی وجہ بھی،،،،

رہنے دیں سر،،، یہ میرے اور اس کے بیچ کا راز ہے،، اگر وہ چھپانا چاہتی ہیں تو مطلب دنیا کی کوئی طاقت شاہِ من کے ہوتے ہوئے اسے ظاہر نہیں کر سکتی-- اس کا راز میرا راز ہے،، اس کی عزتِ نفس اور خودداری مجھے بہت عزیز ہے--

وہ کہتا اٹھا تھا

ان سے ہاتھ ملاتا باہر آیا--

یہ سن کر تو رانا جہانگیر کو بھی پختہ یقین ہو چلا تھا کہ یہ شخص ہی ان کی بیٹی کے لئے بلکل پرفیکٹ ہے--

💖💖💖💖💖💖💖💖

رات کو وہ واش روم سے فریش ہو کر ٹاول سے بال رگڑتی نکلی۔۔
،،،ڈھیلی سی فیروزی ٹی شرٹ اور وائٹ ٹراؤزر

جب اپنے ہی روم میں کچھ غیر معمولی لگا اور ایک جانی پہچانی مردانہ کلون کی خوشبو سانسوں سے ٹکرائی تو اس کی سانس اٹکی۔۔
جھٹکے سے پیچھے مڑ کر دیکھا تو وہ صوفے پر سن کے حلیے میں صوفے پر بڑی شان سے ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھا،، ایک ہاتھ صوفے کی پشت پر رکھے دوسرے کی مٹھی بنا کر ہونٹوں پر رکھے بڑی فرصت میں اسے دیکھنے میں مصروف تھا۔۔

ثوبی نے بوکھلا کر دوپٹہ اٹھا کر سر پر لیا۔۔۔ کتنی غیر اخلاقی حرکت ہے شاہِ من کسی لڑکی ،،،،،،،،کے بیڈ روم میں ایسے آنا،،، آپ کو

آپ نے اپنے پاپا سے یہ کہا کہ میں نے آپ سے بدتمیزی کی،،، جانتی بھی ہیں بدتمیزی کہتے کسے ہیں،،،،؟ شاہ من کے سرسراتے لہجے نے اس کے رونگٹے کھڑے کیے تھے۔۔

آئم سوری،،، ممم،،،، میں،، پاپا،،، کو سچ بتا دوں گی،،، وہ سچ مچ شرمندہ ہوئی۔۔

وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر اس کی جانب بڑھا وہ بوکھلا کر پیچھے ہٹی۔۔ وہ قریب آیا تو ثوبی کے قدم رکے کیونکہ پیچھے اس کی کمر ڈریسنگ سے ٹکرائی تھی۔۔
وہ پھر بھی قریب آتا رہا تو ثوبی کا دل نے ایک سو بیس کی رفتار پکڑی۔۔

آ،،،،، آپ،،،، اب،،،، سس،،، سچ،،، مچ،،، مجھے،،، ڈرا،، رہے،، ہیں،،وہ آنکھیں زور سے بند کر چکی تھی۔۔کیونکہ اب شاہِ من کی سانسوں کی تپش اسے اپنے ماتھے پر محسوس ہو رہی تھی۔۔
،،وہ غور سے اس ظالم کو دیکھے گیا،، بھیگا بھیگا نرم و نازک وجود

!،،،،،، سنو،،،،! جاناں
تمہارے لمبے بالوں,تمہاری گردن کے تل اور ہونٹوں کی
،،،،،سرخی سے یہ انکشاف ہوا کہ تم واجب المحبت ہو

شاہ من نے اس کے کان کے قریب جھک کر دھیمے لہجے میں شعر پڑھا تو اس نے پٹ سے حیرت سے پھیلی آنکھیں کھولیں۔۔

مگر سامنے والے کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالنا دنیا کا مشکل ترین کام تھا۔۔

کہ وہ تو اپنی نگاہوں کی حدت اور لپک سے ہی اسے پانی پانی کر دیا کرتا تھا۔۔

مرنے والی تو وہ تب ہوئی جب اس نے زرا سا جھک کر اس کے بالوں کی نرمیوں کو اپنے ہونٹوں کے زریعے خود میں اتارا اور روم سے نکلتا چلا گیا۔۔

بالوں پر محسوس ہوتے اس ان دیکھے لمس کی حدت سے وہ کافی دیر سلگی تھی۔۔

افففففففففففففففففففف یہ شخص،،،،، جھنجھلا کر کمفرٹر میں منہ دیا اور سونے کی کوشش کی۔۔

ابھی ایک ڈیڑھ گھنٹے ہوئے تھے اس کی آنکھ لگے جب مما نے اسے جھنجھوڑ کر اٹھایا تھا۔۔

،،،ثوبی،،، اٹھیں،،،، شاہِ من کا ایکسیڈنٹ ہوا ہے بہت برا،،، آئی سی یو میں ہے وہ ،،،ہوسپیٹل چلیں

وہ جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھی۔۔ مما یہ کیا کہہ رہی ہیں آپ،، ثوبی کے سر پر چھت گری تھی۔۔

ابھی تو گیا تھا وہ یہاں سے کچھ دیر پہلے مگر جانتی تھی ماہی بے آب کی طرح تڑپتا نکلا تھا۔۔

ثوبی میں اور پاپا جا رہے ہیں،،، نہیں آنا تو نا آئیں،،، ویسے بھی آپ تو چاہتی یہیں ہیں کہ بچا جان سے جائے اور آپ کی جان چھوٹ جائے۔۔

وہ اس کے شاکڈ سٹیٹ کو اس کا انکار سمجھ وہاں سے تن فن کرتی جا چکی تھیں۔۔

یہ سخت ناراضگی کا اظہار تھا۔۔ جب وہ تم سے آپ پر آ جاتی تھیں۔۔۔

وہ نڈھال سی بیڈ پر گری کہ تبھی فون رنگ ہوا۔۔

رابی کا تھا۔۔

اس نے یس کر کے کان کو لگا کر منہ کھولا ہی تھا کہ رابی کی سسکتی دل چیرتی آواز سنائی دی--

بہت مبارک ہو آپ کو ثوبی،،، اب جشن منائیں،،، کہ وہ مر رہے ہیں،، ویسے تو شاید آپ کی جان نہیں چھوڑتے،،، تو چلو ایسے چھوٹ جائے گی،،،، مبارک ہو اب کوئی آپ کو فورس نہیں کرے گا--

فون کھٹ سے بند ہو چکا تھا---اس کا چہرہ لال بھبوکا ہو گیا--دونوں ہاتھ بالوں میں پھنسائے--
تو اس کی اس حالت کی زمہ دار صرف رانا ثوابیہ جہانگیر ہے،، پلکیں بھیگ گئیں--

رات بہت بوجھل تھی--پل پل خوف کے سائے تلے گزری--
ساری رات اس شخص کی زندگی کے لئے دعائیں مانگیں ،، تہجد بھی پڑھی--
کچھ بھی تھا کم از کم وہ ایک زندگی کے ختم ہونے کا زمہ دار ٹھہرائی جاتی یہ بوجھ اپنے نازک کندھوں پر نہیں اٹھا سکتی تھی--

قطرہ قطرہ رات کے ساتھ وہ موم بن کے پگھلتی آنسوؤں سے تر چہرے سے اس کی زندگی کی بھیک مانگی تھی۔۔

دن چڑھے آخر نئ زندگی کی نوید مل ہی گئی تو اس نے سکون کا سانس لیا مگر پھر اسے ایک ماں کا سامنا کرنا پڑا۔۔

جن کے کلیجے پر اس کا پاؤں آیا تھا۔۔۔

کان سائیں سائیں کرنے لگے تھے۔۔جب سننے کو ملا کہ

وہ ایک بہت ظالم ،،بے حس،، اور پتھر دل لڑکی ہے،، اور جانے کیا کیا،، شازیہ بیگم نے پورے تین ماہ کی بیٹے کی تڑپ اور بے قراریوں کا حساب لیا تھا اس سے،، جانے کیا کیا سنا کر۔۔۔

💖💖💖💖💖💖💖💖

تین دن گزر گئے تھے۔۔وہ اب ٹھیک تھا۔۔

محوِ انتظار تھا کہ ہوسپیٹل کے اس سرد سے روم میں کہیں سے تو زندگی کی رمق ملے۔۔
مگر جسے زندگی سمجھتا تھا اس نے نہیں آنا تھا نا آئی۔۔
آخر دانیال کو دماغ گھوما۔۔

اور زبردستی لے آیا اسے اس گھر سے ہوسپیٹل۔۔۔ دانیال کے اس قدر جارحانہ تیور دیکھ وہ بری طرح سہم گئی تھی۔۔

ہوسپیٹل کے سرد سے کوریڈور میں چلتی وہ نازک دل لڑکی جس کے دل کے زخم بار بار ادھیڑ دیئے جاتے تھے،،، بھسم کرنے والے انداز میں ہوسپیٹل کے اس پرائیویٹ روم میں داخل ہوئی تھی۔۔

سامنے جو وجود پٹیوں میں جکڑے زخموں سے چور تھا آنے والی کو دیکھ کر آنکھوں میں ایسی چمک آئی تھی جس نے ثولیبہ کے قدم وہیں ڈور پر جیسے منجمد کر دیئے تھے۔۔

من زخموں سے چور تھا،، بڑی مشکل سے جان بچی تھی،، مگر پھر بھی اپنی تمام تر ہمتیں مجتمع کر کے اس دشمنِ جاں کے آنے کے اعزاز میں تکیہ پر زرا سا اٹھ کر نیم دراز ہوا تھا۔۔

درد کی شدت سے چہرہ سرخ ہوا تھا مگر وہ ڈھیٹ ابنِ ڈھیٹ بنا مسکرا دیا۔۔

ثوابیہ نے اس کی یہ خود کے لئے شدت پسندی دیکھ ایک مرتبہ پھر اذیت سے اپنے نازک لب کچلے۔۔

من نے اسے پھر سر تا پا حسرت بھری نگاہوں سے دیکھا۔۔

وہ بیڈ کے قریب آکر پاس پڑی کرسی پہ بیٹھی۔۔

کئی لمحے خاموشی کی نظر ہوئے تھے۔۔ من یونہی اپنی دید کی پیاس بجھاتا رہا۔۔

آخر آپ چاہتے کیا ہیں،،؟ کیوں کیا یہ ایکسڈینٹ،،،؟ وہ دانت پیس کر بولی۔۔

میری زندگی کی تو بس ایک ہی چاہت ہے اب ،،ثوابیہ آپ،،، اور یہ ایکسڈینٹ آئی سوئیر جان کر نہیں کیا،،، ہو گیا،، وہ اطمینان سے اس کے چہرے پر نگاہیں جمائے بولا۔۔

کیا،،، ،،،،،تماشہ ہے کیا ،،،،،،،،،ایکسچینج آفر چل رہی ہے کہ آپ کے دوست نے مجھے ریجیکٹ کر کے ایکسچینج آفر میں آپ کو میرے آگے پیش کیا ہے--وہ اذیت کی انتہا سے بولی آخر آج پھٹ پڑی--

نہیں میرے عشق نے مجھے آپ کے آگے پیش کیا ہے،، وہ اس کی آنکھوں میں دیکھ کر بولا--

آپ پاگل ہو گئے ہیں من،،،، آپ کی نگاہ میں اس لڑکی کا کردار ہمیشہ مشکوک رہے گا جو ایک کیفے میں آپ کے دوست سے ملنے آئی،،، انھیں میری دوست پسند آ گئی اور آپ کو میں ،،،،ربش،،، مضحکہ خیز،،، کیا حثییت ہوگی آپ کی نظر میں میری اور میرے کردار کی،،،؟

بہت بلند،، اس کے لہجے میں اب بھی سکون تھا،،،، بہت بلند کردار ہے ثولیبہ آپ کا میری نگاہ میں،،،،،،اور رہی اس دن کی بات جو ڈیٹ پر جانے کی عادی ہوتی ہیں ان کی

ٹانگیں اور ہاتھ پیر نہیں کپکپاتے،، انھیں ان کی فرینڈ تقریباً گھسیٹ کر کیفے نہیں لا رہی ،،،ہوتیں۔۔اس دن آپ وہاں آئیں نہیں تھیں آپ کو زبردستی لایا گیا تھا

وہ جتنے سکون سے بولا تھا ثوابیہ نے اتنی حیرت اسے دیکھا تھا کہ اسے کیسے اس شخص نے اتنی باریکی سے آبزرور کیا تھا۔۔

وہ لمحہ بھر کو خاموش ہوئی تھی۔۔مگر پھر

،،،،میں آپ سے شادی نہیں کروں گی من،،، کبھی نہیں،، آپ کو اتنی سی بات سمجھ

نہیں آتی،، ثوابیہ ،،،،،یہی تو مسئلہ ہے کہ مجھے آپ کے بات کے علاوہ دنیا میں کوئی بات سمجھ میں نہیں آتی۔۔ نا آپ کے علاوہ کچھ دکھائی دیتا ہے،،، نا آپ کے علاوہ کچھ سنائی دیتا ہے،،، میری رگوں میں خون بن کر دوڑ رہی ہیں آپ اور آپ کی محبت،،، اب میں عشق کی اس انتہا پہ ہوں جہاں سے میرا پلٹنا میری موت ہے،، اور ہوسپیٹل میں میری موجودگی اس بات کی گواہ ہے اور تیسری مرتبہ میرے گھر والوں کو آپ کے انکار کا ،،،نتیجہ

اس کا لہجہ بھیگا تھا۔۔

مگر بے اختیار اس دیوانے نے اس ظالم بے حس لڑکی کا نرمی سے ہاتھ تھاما---

وہ بوکھلائی تھی--مگر وہ اسے کھینچ کر بیڈ پر اپنے پاس بٹھا چکا تھا--

Please Rana saaaaab ,,,,Say yes to save a life,,,,

وہ پھر اسی اطمینان سے فرمائش کر بیٹھا جس اطمینان سے ثوبی کی جان جلتی تھی--

وہ بے تحاشا رو دی--

وہ کرب و اذیت سے اسے دیکھے گیا--

کچھ زیادہ تو نہیں مانگا آپ سے،، بس میری زخمی زخمی محبت پر اپنے یقین اور اعتبار کا مرحم رکھتے ہوئے میرے پاس چلی آئیں--- جتنا وقت کہیں گی اتنا ہی دوں گا آپ کو اس رشتے کو سمجھنے کے لئے،،،

بس خود کو میری نگاہوں کے آس پاس رہنے دینا،،، مجھے اس ہوا میں سانس لینے دیں جس میں آپ سانس لیتی ہیں،،، مجھے اپنے آس پاس رہنے دیں پلیز،،،،، ثوبی،،، مان جائیں،،، بستر مرگ پر پڑے مریض کی آخری خواہش سمجھ کر ہاں کر دیں--

آخر میں اس کا لہجہ شرارتی سا ہوا--

مگر ثوبی ہتھے سے اکھڑ گئی،، کیا بکواس کر رہے ہیں آپ،، اگر منہ اچھا نا ہو تو بات اچھی کر لیتے ہیں--وہ بگڑ کر بولی--

وہ گہرا مسکرایا--

ثوبی کو آگ لگی،،، اتنے زخمی ہیں،، پھر بھی چین نہیں آپ کو،، اور قینچی کی طرح چلتی ،،،زبان بند رکھیں،، نہیں تو سسٹر سے بول کر انجیکشن لگوا دینے میں نے

وہ اتنے دنوں کا گرد و غبار نکالتی پھنکاری---

تو کیا میں ہاں سمجھوں ثوبی،، وہ پھر مدعے پر آیا--

نہیں میں آپ کو ریٹن میں لکھ کر دے دیتی ہوں،، یا کونٹریکٹ پیپر یا کوئی اسٹام،،، شاید آپ کو یقین آ جائے---

وہ جل کر کہتی اسے دنیا کی سب سے بڑی خوشی دے گئی تو وہ قہقہہ لگا کر ہنس پڑا--

مگر وہ چڑ کر اسی کے سینے پر سر ٹکا کر پھر رو دی۔۔ تو من نے اب حق سے اس کی کمر کے گرد بازو حمائل کیا۔۔

،،ہیے جان،،، کتنی مرتبہ کہوں،، میری چیزوں پر ظلم مت کیا کرو

،،،اور کانٹریکٹ تو آپ کو سائن کرنا ہی ہے نکاح نامے والا

اس نے سکون سے آنکھیں موندے گہری مسکراہٹ سے کہا۔۔۔

دانیال نے کھڑکی سے یہ خوش کن منظر دیکھا۔۔ اور سکون کی سانس خارج کی۔۔

💖💖💖💖💖💖💖💖

اعظم مینشن دلہن کی طرح سجایا گیا تھا۔۔

رات کے اٹھ بج چکے تھے اور فنکشن رات کا تھا۔۔

آپ قریباً پندرہ دن بعد شاہِ من کی مکمل صحت یابی کے بعد نکاح ہونا تھا۔۔

اور اس کا انتظام اعظم مینشن کے وسیع وعریض لان میں کیا گیا تھا۔۔

خاندان کے بہت خاص خاص لوگ انوائیٹڈ تھے۔۔

لان میں بہت خوبصورتی سے وائٹ اور بلو تھیم میں ڈیکوریشن کی گئیں تھیں۔۔

دائیں طرف سٹیج تھا۔۔۔۔

اور اس کے بلکل پاس ہی ایک بڑا سرپرائز ،،،مطلب کے بڑے بڑے بلیک پردوں سے اس حصے کو چھپایا گیا تھا،، کہ وہ کیا چیز ہے۔۔

شاہِ من اپنے روم میں تیار ہو رہا تھا۔۔

وائٹ کرتے شلوار کے اوپر وائٹ ویسکوٹ،، کف لنک کہنیوں تک موڑے ہاتھ میں سلور ڈائل والی گھڑی پہنے وہ کسی ریاست ک شہزاد لگ رہا تھا۔۔

اوپر سے سرخ و سفید چہرے پر جو خوشی کی دمک اور آنکھوں میں خاص چمک تھی اس نے اس کے خوبرو اور وجاہت میں چار چاند لگا دئے تھے۔۔

روم میں ولی اور نشوان موجود تھے۔۔وہ آئینے میں سے دیکھ رہا تھا۔۔

نشوان کا کچھ موڈ خراب تھا۔۔

نشوان احمد خیریت،،،؟ من سے جب رہا تھی۔۔تو پوچھ بیٹھا۔۔

یار نایاب گل،،،،، وہ بہت عجیب ہے،، اس نے کڑوا سا منہ بنایا۔۔

شاہِ من اسے دیکھتا رہ گیا۔۔ابھی کہاں نشوان احمد،،، ابھی تو آگے آگے دیکھنا،، بدلتا ہے رنگ آسماں کیسے کیسے،،،؟ ویسے تم میں مجھے دوسرے دانیال بھائی نظر آتے ہیں۔۔۔
شاہ من اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہتا باہر چلا گیا۔۔

جبکہ نشوان بے تحاشا چونکا تھا ۔۔ابھی تو اس نے بتایا ہی نہیں تھا کہ نایاب گل بس ہر وقت پیسہ پیسہ کرتی رہتی تھی۔۔تو کیا شاہِ من کو پہلے ہی اندازہ تھا کہ وہ ایک بہت لالچی اور انتہائی مطلب پرست اور خود غرض لڑکی ہے،،،،، تو کیا نشوان احمد اندھا تھا۔۔جو وہ ہی اسے سمجھ نہیں پایا تھا۔۔
نشوان کے پیروں نیچے سے زمین کھسکی اور موڈ بری طرح آف ہو گیا۔۔

شاہِ من باہر آیا تو ہر نگاہ کا زاویہ مرکز تھا۔۔
کوئی رشک سے دیکھتا تھا تو کوئی حسد سے۔۔

شازیہ بیگم سارا اور رابی نے اس کی نظر اتاری۔۔دلاور اعظم اور بی جان کے چہرے بھی خوشی سے دمک رہے تھے۔۔ سارا کے شوہر ریان بھی خوشی خوشی ہر کام میں ہاتھ بٹاتا پھر رہا تھا۔۔

تبھی رانا جہانگیر کی کار گیٹ سے اندر داخل ہوئی۔۔ سبھی متوجہ ہوئے۔۔اور ان کے استقبال کے لئے آگے بڑھے۔۔

جہانگیر اور صائمہ کار سے باہر آئے۔۔
شاہ من نے سب کو رکنے کا اشارہ کیا اور اپنی دلہن کے استقبال کو خود آگے بڑھا۔۔

لان ہوٹنگ اور سیٹیوں سے گونج اٹھا۔۔مگر من لاپرواہ سا بنا آگے آیا۔۔ثوبی کی جانب کا ڈور کھول کر اپنا کشادہ ہاتھ آگے بڑھایا۔۔

ثوبی نے ریڈ اور گولڈن امتزاج کی میکسی کے اوپر ریڈ دوپٹہ سیٹ کیا ہوا تھا۔۔ خوبصورت ہیر سٹائل بنا کر بال ایک جانب کرل کر کے کھلے چھوڑے گئے تھے۔۔۔اس کے اوپر باریک گولڈن بڑے سے دوپٹے کا کہنیوں تک گھونگھٹ تھا۔۔

میک اپ کے نام پر صرف ائی لائنر اور ریڈ لپ اسٹک لگائی گئی تھی۔۔

ثوبی نے لرزتا ہاتھ اس کی ہاتھ میں تھمایا تو سب سے پہلے تو وہ رانا صاااب کے خوبصورت مہندی سے مہکتے ہاتھ اور ناخنوں پر ٹرانسپیرٹ نیل پینٹ اور ان کے اوپر چھوٹے چھوٹے ریڈ بیڈس پر ہی فدا ہوا۔۔

وہ آہستگی سے باہر آئی۔۔

،،،تو شاہِ من مبہوت رہ گیا

،،،اففففففففففففففففففففف رانا صاااااااااااب،،، کیوں قہر ڈھا رہی ہیں اس معصوم دل پر

اس سرگوشی پر ثوبی کا دل اپنے ہاتھوں میں دھڑکا۔۔

ماتھے پر ننھے ننھے پسینے کے قطرے نمودار ہوئے۔۔

وہ اس کا ہاتھ تھامے آہستگی سے چلتا پھولوں کی راہ گزر سے گزرتا سٹیج تک آیا۔۔
مختلف آوازیں آ رہیں تھیں جو ثوبی کو شرم سے لال بھبوکا کر رہیں تھیں۔۔

،من،،، بھائی آپ مسکراتے بھی ہیں،،، بھابھی کا جادو چل گیا یہ تو
من کے من کو کون بھا گئیں جو یہ دن دیکھنے کو ملا۔۔
یہ تو معجزہ ہو گیا۔۔مطلب شاہِ من محبت شادی واؤ۔۔۔

سب نے کلیپنگ کی۔۔

شاہِ من نے اسے تخت نما دوسیٹر کرسی پر بیٹھایا۔۔اور اس کے ساتھ بڑی شان سے خود براجمان ہو گیا۔۔کرسی کے پیچھے گولڈن کراؤن بنا تھا۔۔
سب بڑے بھی سٹیج پر بیٹھ گئے۔۔
ثوبی شدید نروس تھی۔۔پورا جسم لرز رہا تھا۔۔جو پاس بیٹھا شخص سینے میں پاگل ہوتے دل اور گہری مسکان سمیت نوٹ کر رہا تھا۔۔

شاہِ من نے اسے تسلی دینے کے لئے آہستگی سے اس کا ہاتھ دبایا تو ثوبی کا دل اچھل کر جیسے حلق میں آیا تھا۔۔۔

ثوبی بس ایک نظر ہی دیکھ پائی تھی پہلو میں بیٹھے اس بے انتہا خوبرو، ہینڈسم اور ڈیشنگ بندے کو۔۔

کچھ ہی پلوں میں وہ پل بھی آن پہنچا جس کا ایک دیوانے نے پل پل انتظار کیا تھا۔۔

ایجاب و قبول کا مرحلہ بھی جلد ہی طے پا گیا۔۔

ثوبی کے سائن کرتے ہوئے ہاتھ کپکپائے تھے۔۔مگر جہانگیر نے جب قریب آکر اپنی پرنسز کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔۔تو ثوبی نے دھڑکتے دل کے ساتھ سائن کر دیئے۔۔

مبارکباد کی صدائیں بلند ہوئیں۔۔ سب شاہِ من کے گلے لگ کر اسے مبارک دے رہے تھے۔۔

خوشگوار ماحول میں شاندار ڈنر کیا گیا۔۔

کچھ دیر تک شاہِ من منظر سے غائب ہوا تھا۔۔

ثوبی یہی سمجھی کہ شاید وہ چاہتا ہے کہ وہ ریلیکس ہو کر کھانا کھائے۔۔

صائمہ بیگم نے اپنے ہاتھوں سے اسے کھانا کھلایا،، بی جان اور شازیہ بیگم جانے کتنی بار اس کے صدقے اتار چکیں تھیں۔۔

کھانا کھایا جا چکا تھا۔۔
تبھی شاہِ من آکر ثوبی کے پاس بیٹھا تھا ایک معنی خیز مسکراہٹ لبوں پر سجائے۔۔

تبھی اچانک سبھی لائٹس آف ہو گئیں اور ایک سپوٹ لائٹ سٹیج کے سامنے بنے اس بلیک پردے کی جانب روشن ہوئی۔۔
جہاں دلاور اعظم کے بہن بھائیوں کے بچے یعنی ینگ جنریشن معنی خیز سی مسکان لئے کھڑی تھی۔۔

سارا کے ہزبینڈ ریان کے ہاتھ میں مائیک تھا۔۔
گلا کھنکار کر وہ گویا ہوا۔۔

اسلام وعلیکم خواتین و حضرات،،، یقینا ہمارے سارے خاندان کو یہ تجسس ہے کہ اعظمز خاندان کے بگڑے رئیس زادے)آنکھ ونک کرتے ہوئے (شاہِ من کو اتنی پیاری پرنسز بھابھی کیسے ملی۔۔ ایکچوئلی ینگ جنریشن کو زیادہ انٹرسٹ ہے شاہِ من دلاور اعظم کی لو سٹوری جاننے کا تو آپ سب لوگوں کے لئے پیشِ خدمت ہے آج کی شام کا گرینڈ سرپرائز جو کہ ینگ جنریشن کی طرف سے پیش کیا جاتا۔۔

A mysterious Love story about Saha_e_Mun Dilawar Azam

بلیک پردہ ہٹا۔۔

پیچھے سے ڈانس فلور دکھائی دیا تو سب نے بے تحاشا کلیپنگ کی۔۔

ڑوبی ہق دق سی سامنے دیکھے گئی۔۔شاہِ من زرا سا اس کی جانب جھکا۔۔

بی ریڈی جان،،، نہیں تو ہل جاؤ گی شاہِ من دلاور اعظم کی شدتوں اور محبت کے انداز کو محض دیکھ کر ہی۔۔

وہ ذو معنی سا بولا تو ثوبی کی جان لبوں پر آئی۔۔

شاہِ من پلیززززز،،،،، وہ منمنائی۔۔ سب موجود ہیں،،، اس کا چہرہ سفید پڑا ہتھیلیاں پسینے سے تر ہو گئیں۔۔

نو میری جان ابھی کہاں ابھی تو شروعات ہے،، بس دیکھتی جاؤ۔۔

ریان مائیک میں بولا۔۔

تو ملئے ہمارے گھمنڈی شاہِ من سے جن کی پہلی زندگی بلکل زرا موج مستی میں ہی گزری ہے،،،،

میوزک سسٹم آن ہوا۔۔ شاہ من کا ایک کزن بلکل شاہ من کے گیٹ اپ میں سٹیج پر اترا۔۔ الفاظ کے ساتھ ڈانس سٹیپ بہت بہترین تھے۔۔

لڑکوں کی انگلی پہ ناچے یہ زمانہ

سمپل یہ فنڈا ہے کڑیوں کو بتانا

لوٹیں نہیں،،،،،، ،،،،،،،لٹ جائیں

چیٹنگ میں ہی پھنس جائیں

کڑیاں یہ جیبوں میں رکھ لے

کڑیاں نوں،،،، ،،،،،،،،،،،،،،،ٹھگ لے

ہوٹنگ ہوئی شور مچا ،،، تھمب ڈاؤن کر کے لڑکیوں کو چڑایا گیا۔۔مگر شاہ من کی ایک کزن نے لڑکیوں کی جانب سے منہ توڑ جواب دیا۔۔

لڑکوں کو لگتا ہے ایزی جیت جانا

اس بار ان کو ہرا،،،، ،کہ ہے دکھانا

بڑی بڑی،،،، ،ہانکیں ہیں

یونہی ہوا پھانکیں ہیں

جیبیں بھری،،،، خالی ہیں عقلیں

منڈیاں نوں،،،، ،،،،،،،،،،،،،،،،،،ٹھگ لے

لڑکیوں نے شور مچایا،، بڑے بھی سب انجوائے کرنے لگے۔۔

ریان پھر مائیک تھامے آگے بڑھا۔۔۔ پھر ایک دن ایک فنگشن میں شاہِ من دلاور اعظم کی اس موج مستی والی زندگی میں بھونچال آگیا۔۔
جب ان کا سامنا ایک لٹل فیری سے ہوا۔۔

شاہ من گہرا مسکرایا ثوبی نے پہلو بدلا،، مگر حیرت سے دیکھے گئی۔۔
کیونکہ اب ایک کزن کا گیٹ اپ شاہ من کا بلکل نشوان کے ولیمہ جیسا تھا۔۔
ڈانس فلور پر چئیر پر نشوان اور گل بیٹھے تھے۔۔یعنی دلہا دلہن اور تبھی رابی ثوبی کی براؤن میکسی میں سٹیج پر آئی۔۔۔
یہ سب حیران کن تھا۔۔ ثوبی کی آنکھیں حیرت سے پھٹیں،، یہ ڈریس یقینا مما نے رابی کو دیا ہوگا۔۔
اس تخریب کاری کے لئے۔۔

میوزک بجا۔۔

اب شاہ من اور ثوبی کے گیٹ اپ میں وہ دونوں آمنے سامنے کھڑے تھے۔۔

،،،،،اک حسینہ تھی،،،،،، ایک دیوانہ تھا

،،،،،،کیا عمر،،، کیا سماں،،، کیا زمانہ تھا

اس حسیں نے کہا،،،، سنو جانِ وفا

تم پہ مرتا ہوں میں،،، پیار کرتا ہوں میں

بن تیرے زندگی کچھ نہیں،،،، کچھ نہیں

اس گلی میں میرا آنا،،،،،،،،،،،،،،،،،،، جانا تھا

اک حسینہ تھی،،، ایک دیوانہ تھا

ثوبی سٹیج پر دیکھنے میں اس قدر محو تھی کہ پتہ نا چلا کب شاہِ من پہلو سے اٹھ کر ڈانس فلور کے پیچھے گم ہو گیا تھا۔۔

تو اس دیوانے نے سب کو یہ تاثر دیا کہ اس نے ثوبی کو نشوان کی شادی میں دیکھا۔۔

ثوبی کے دل میں اس کی محبت کے احترام میں اضافہ ہوا۔۔

،،ریان پھر سامنے آکر مائیک میں بولا
،،تو یوں ہوئی ان لو برڈز کی ملاقات،، اور بات آج یعنی ان کے نکاح تک پہنچی
مگر نہیں گائز،،، ابھی تو شاہِ من دلاور اعظم کی عشق کی داستان کی شروعات ہوئی ہے
،،،،کیسے
ایسے۔۔

وہ پیچھے ہٹا۔۔اب شاہِ من خود مسکراتا،، سارا کا ہاتھ تھامے)جو کہ بلکل ثوبی کے آج کے ڈریس جیسے سیم ٹو سیم ریڈ گولڈن ڈریس میں تھی (سٹیج پر دھیمے سے چلتا آیا۔۔

سب نے کلیپنگ اور ہوٹنگ کی۔۔
من بھابھی کے ساتھ ہی کر لیتے ڈانس زیادہ مزہ آتا۔۔
کسی نے ہانک لگائی۔۔

میوزک بجا۔۔

میں وہاں جہاں پہ تو ہے

میرا عشق،،، اور جنوں ہے

،،او جاناں

)کپل ڈانس سٹیپس بہت خوبصورت اورپیارے تھے (ثوبی لال ٹماٹر چہرے کے ساتھ ان کو خوبصورتی سے کپل ڈانس کرتے دیکھے گئی۔۔ سب بڑے معنی خیز نگاہوں سے کبھی ثوبی کو سٹیج پر دیکھ رہے تھے۔۔

ثوبی کا دل کیا کہیں چھپ جائے۔۔

ہر دم مجھی میں تو ہے

ہر بے خودی میں تو ہے

،،،،او جاناں

میوزک چینج ہوا۔۔۔ڈانس کرتے ہوئے بھی شاہِ من کی مرکزِ نگاہ ژوبی ہی تھی۔۔
جس سے ماحول میں ایک انوکھی سی تپش سی تھی۔۔

،،دھاگے توڑ لاؤ روشنی سے نور
گھونگھٹ ہی بنا لو روشنی سے نور کے
شرم آگئی تو،،،،،،،،،،،،،، آغوش میں لو
سانسوں سے الجھی رہیں تیری سانسیں
بول نا ہلکے ہلکے ،،،،،،بول نا ہلکے ہلکے
ہونٹ سے ہلکے ہلکے،، بول نا ہلکے

بیک گراؤنڈ میوزک کے ساتھ شاہِ من مسکراتا چلتا ژوبی تک آکر جب گھٹنے کے بل اس کے سامنے جھک کر ہاتھ پھیلایا تو سب نے ہوٹنگ اور شور سے ایک طوفانِ بدتمیزی برپا کر دیا۔۔
ژوبی تو کانوں تک سرخ ہو چکی تھی۔۔ چہرہ ہاتھوں میں چھپا لیا۔۔۔
کیونکہ سب بڑے دلچسپی سے یہ سب دیکھ رہے تھے۔۔

بھابھی ،،،،،یہ پرپوز کر رہے ہیں نکاح کے بعد تاکہ انکار کی کوئی گنجائش ہی نا رہے،،،،، سے ،،،،،یس

،، ہائے یہ شاہِ من بھائی کو تو سڑیل سے اب کنگ آف رومینس کا خطاب دینا پڑے گا مختلف آوازیں تھیں۔۔

ژوبی نے ڈرتے جھجھکتے اپنا ہاتھ شاہِ من کے ہاتھ میں تھمایا تو محفل تالیوں سے گونج اٹھی۔۔

شاہِ من نے اس کی فنگر میں رنگ پہنائی۔۔اور عقیدت سے ہاتھ کی پشت کو چوما۔۔

شاہِ من بھائی کچھ رومینس رخصتی کے لئے بھی بچا لیں ،،،،ہانک آئی۔۔
ژوبی پسینے پسینے ہو گئی جبکہ محفل زعفران زار بن گئی۔۔

اب شاہِ من دوبارہ سٹیج پر گیا تھا اور ان شاید ان کی فیوچر لائف بھی ابھی دکھائی جانے والی تھی۔۔

،،ثوبی کا دل کیا کہیں بھاگ جائے اور پھر واقعی

،،،،،،، عشق نا فلمی سٹائل کراں گے،، صاف صاف دساں دل وار دواں گا

،،،،اسی نوے سالاں تک کون رہے گے اس عمر تینوں اینا پیار دیواں گا

اور پھر شاہِ من اور ثوبی بنی سارا کی گود میں لا کر بچے تھما دئے گئے

بلکہ شرارت میں سارے بچے ہی سٹیج پر بھگا دیئے گئے جو چاروں طرف سے ان کی ٹانگوں سے لپٹ گئے۔۔

ثوبی شرم و حیا سے دوہری ہو گئی۔۔

شازیہ بیگم،، بی جان اور دلاور اعظم نے یہ منظر دیکھ کر اب اٹھ کر نوٹوں کی برسات کی تھی۔۔

،،،،،،اووووووووووو،،،،، شاہِ من ہتھ ہولا رکھنا بچوں پر،،، بھابھی کی صحت دیکھی ہے

محفل قہقہوں سے گونج اٹھی۔۔۔
مگر یہ یادگار ترین پل ڈارون ویڈیوز کیمروں سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے قید کر لئے گئے تھے۔۔
کافی دیر تک محفل تالیوں سے گونجتی رہی۔۔
فوٹو سیشن ہوا۔۔ثوبی کی تو آج وہ چھوٹی سی جان پورا خاندان لینے پر تلا بیٹھا تھا۔۔

مگر فوٹو سیشن میں بچت ہی ہو گئی جب شاہِ من اسے لئے اور صرف فوٹوگرافر کے ساتھ گرین ہاؤس چلا گیا۔۔۔جہاں کسی کو گھسنے کی اجازت نہیں دی۔۔

سر میم کا ایک ہاتھ تھامیں اور ایک ویسٹ پر رکھیں۔۔۔ ثوبی نے پہلو بدلا۔۔
،،،سر میم کے ہاتھ پر کس کریں
سر میم کی بیک اپنی طرف کر کے دونوں ہاتھ تھامیں۔۔

ثوبی کا ہر پوز کے ساتھ چہرہ لہو چھلکانے لگتا مگر ناچار لرزتے کانپتے پوز دینے پڑے--

آخر رات کے بارہ بجے تک فنکشن اختتام پزیر ہوا--اور سب اپنے اپنے گھروں کی طرف روانہ ہوئے--
ثوبی لوگوں کو گھر چھوڑنے کی زمہ داری خود من نے اٹھائی--
اور گارڈز کے ساتھ انھیں گھر چھوڑنے آیا--

صائمہ اور جہانگیر کافی مطمئن اور خوش تھے--ثوبی بے تحاشا تھک چکی تھی تبھی رانا جہانگیر کے کندھے پر سر رکھ آنکھیں موند لیں--
شاہِ من ڈرائیونگ کرتے کرتے ایک بھر پور نظر اس پر ڈال لیتا--
جو شاید بڑی جلدی تھکن سے چور اب سو چکی تھی--
گھر کے باہر گاڑیاں رکیں--

ثوبی،،،،، رانا جہانگیر نے نرمی سے اسے اٹھانا چاہا--

آپ ثوبی کو روم میں چھوڑ دیں،،، من بیٹا آپ بھی جا کر آرام کریں،،،،،میں تو چلی بھئی،،،،

صائمہ اتر کر اندر جا چکیں تھیں کیونکہ وہ بھی تھک گئیں تھیں۔۔

،،،سر رہنے دیں،،،مت جگائیں،،،،، من نے جھجھکتے کہا

یار اب تو سر کہنا بند کرو۔۔۔رانا جہانگیر نے چھیڑا۔۔تو وہ مسکرا دیا۔۔

مگر میں تو ہمیشہ آپ کو سر ہی کہوں گا،،، وہ بھی اطمینان سے بولا۔۔

سر مے آئی،،، من جھجھکتے آخر پوچھ ہی بیٹھا،،، تو رانا جہانگیر کا دل کیا قہقہ لگا کر ہنسے مگر ضبط کر گئے۔۔

رائٹ برخوردار ہم زرا اپنی بیگم کو جا کر دیکھتے ہیں تم اپنی بیگم کو سنبھالو،،، وہ کہتے اسے چھیڑتے نرمی سے ثوبی کا سر سیٹ سے ٹکا کر اٹھ کر اندر اپنے روم کی جانب چلے گئے۔۔

شاہ من گاڑی سے اترا۔۔گارڈ جو ان کی گاڑی کے ارد گرد کھڑے تھے انھیں اشارہ کیا تو وہ جا کر دوسری گاڑی میں دبک کر بیٹھ گئے۔۔

من نے ڈور کھولا اور نرمی سے اسے اپنی بانہوں میں بھرا۔۔اسے لئے اندر اس کے روم میں آیا۔۔
پاؤں سے ڈور لاک کیا۔۔اس کی چوڑیوں اور پائلوں کی چھنکار بہت تیز تھی۔۔
من نے اسے بیڈ پر لٹایا۔۔اور لائٹ آن کی ۔۔پھر وہ باریک گولڈن گھونگھٹ والا دوپٹہ نرمی سے اتار کر ایک طرف رکھا۔۔

اب وہ اپنی تمام تر رعنائیوں اور نزاکتوں سمیت اس کے سامنے تھی۔۔اور شاید انھیں نگاہوں کی پر حدت تپش کا اعجاز تھا کہ کچھ غیر معمولی محسوس ہونے پر گڑبڑا کر اٹھ بیٹھی تھی۔۔

،،آ،،،پ،،،، اسے اتنے قریب اپنے بیڈ پر شان سے بیٹھے دیکھ وہ گھبرائی ہاتھ لرز گئے پلکیں جھک گئیں۔۔

،،،،مگر ایک اور سوچ آتے ہی اس کی آنکھیں پھر پھٹیں،،، آ،،،پ،،، آپ پھر،،،، ممم ،،،مجھے اٹھا،،، کر اندر لائے

ہاں میری جان،،، میں،،، اطمینان قابلِ دید تھا۔۔

آپ نے اور آپ کے خاندان کی ینگ جنریشن نے بے شرمی میں پی ایچ ڈی کر رکھی ہے،،، وہ روہانسی ہوئی۔۔

شاہِ من نے دانتوں تلے لب دیا کر ہنسی ضبط کی اور بیڈ پر نیم دراز ہو کر سر کے نیچے بازو فولڈ کر کے رکھے۔۔۔آپ بھول رہیں ہیں میری جان کہ اب آپ بھی اسی خاندان کی ینگ جنریشن کا حصہ ہیں،،، کوئی بات نہیں بہت جلد ہمارے رنگ میں رنگ جائیں گی۔۔

انداز لاپرواہ سا تھا۔۔

جی نہیں میں آپ لوگوں جتنی بے باک تو کبھی نہیں بن سکتی،،، وہ برا سا کیوٹ سا منہ بنا کر بولی--

آپ جانتی ہیں بے باکی کسے کہتے ہیں،، وہ اطمینان سے کہتا اسے گڑبڑانے پر مجبور کر گیا--

آپ تھک گئے ہوں گے،،، جا کر آرام کریں،،،، وہ بات گھما گئی---

میں تو آج یہیں سونے والا ہوں،، وہ سکون سے کہتا مصنوعی انگڑائی لے کر کہتا اس کے ہوش اڑا گیا--

مگر اس کا مزاق سمجھ کر اب وہ سکون سے بیٹھی اپنی جیولری آرام آرام سے خود سے الگ کرنے لگی-- آپ تو ہیں ہی سر پھرے پاگل،،،، تعریف کی گئی---

،،،،،،،،بہت شکریہ

اگر آپ کہیں تو یہ غلام آپ کی ہیلپ کر سکتا ہے،، گھمبیر بوجھل لہجے میں کہتا وہ اس کی سانس اٹکا گیا۔۔

یوں بھی کمر پر سلگتی نگاہوں کی تپش ناقابلِ برداشت تھی۔۔

نن،،، نہیں،،، مم،،، میں کر،، لوں گی،،، وہ کہتی پہنی گئی ہلکی پھلکی جیولری اتارے گئی۔۔

مگر کب تک۔۔

دوپٹے اور گھنے بالوں میں لگی سر پر پنز نکالتے اس کے دانتوں تک پسینے چھوٹ گئے تھے۔۔

اب تو بازو بھی دکھنے لگے تھے۔۔

غصے میں ایک پن کھینچ بیٹھی۔۔۔

اہہہہہہہہہہ،،،،،،، منہ سے سسکی برامد ہوئی تو پاس بیٹھے شخص کے دل کو کچھ ہوا نرمی سے اٹھ کر قریب گیا اور گھٹنوں کے بل بیٹھ کر اس کے ہاتھ پیچھے ہٹا کر پنز نکالنے لگا۔۔

جزبوں کا ایک طوفان سا اٹھا تھا دل میں ۔۔

رات کی تنہائی،، خاموشی ،،ملکیت اور رشتہ کے سر چڑھ کر بولتے احساس نے تمام خواہشیں جگا دی تھیں--

ثوبی نے سر جھکا لیا--اب وہ بہت نرمی سے سب پنز نکال چکا تھا--
پنز نکالتے ہی دوپٹہ کندھوں سے سرک گیا--
من کے حلق میں جیسے کانٹے اگے--جھک کر عقیدت سے پچھلی روئی کی طرح نرم وگداز گردن پر لب رکھے--

ان دہکتے لبوں کے سلگتے لمس نے ثوبی کو دل وجان سے لرزایا تھا--

جھٹکے سے بیڈ سے نیچے اتری--
،،مم،،،، مجھے،، چینج،، کرنا ہے

،،،مگر وہ بیڈ سے نیچے اتر کر اس کے روبرو آ چکا تھا بہت قریب

کسی کے دل میں کیا چھپا ہے یہ تو رب ہی جانتا ہے

دل اگر بے نقاب ہوتے،،،،،،، تو سوچو کتنے فساد ہوتے

وہ اس کی کمر کے گرد نرمی سے بازو حمائل کرتا جھک کر اس کے کان میں بولا۔۔

مم،،،، مطلب،،،، ثوبی کی بیک بون میں سرسراہٹ ہوئی۔۔

مطلب،،، میری،،، جان،،، آپ کو پتہ ہے اس وقت میرے دل میں کیا چل رہا ہے،،؟

وہ خمار آلود لہجے میں پوچھ بیٹھا۔۔

،،نن،،، نہیں،،، وہ مچلی

I wanna kiss you,,,,,,,,

وہ سکون سے بولتا اسے کے ہوش ٹھکانے لگا گیا۔۔ اور اس سے پہلے کے وہ کچھ بولتی

جھک کر اس کا ماتھا سلگا ڈالا۔۔

ثوبی کے چہرے نے لہو چھلکایا،، پیچھے ہٹ کر دلچسپی سے محبت کے رنگ دیکھے-- ثوبی نے اس کے کندھوں سے قمیض دبوچ رکھی تھی-- وہ پوری جان سے لرز رہی تھی--اگر شاہِ من نے اسے سہارا دے کر نا تھاما ہوتا تو زمین بوس ہی ہو جاتی--

پھر جھکا اور کندھے پر لب رکھے--مگر اب وہ کندھے سے گردن تک آیا تھا--
اور ثوبی کے لئے اس کی شدتیں برداشت کرنا تقریباً جان جوکھم کا کام تھا--

شا،،، ہ،،،، ممم،، من،،،پپ،،،، پیچھے،،، ہٹیں،،، لمبے سانس بھرتی وہ توڑ توڑ کر لفظ ادا کرتی نڈھال ہو چکی تھی--

وہ پیچھے ہٹا--اور دلچسپی سے اسے دیکھا--

آ،،،، آپ،،ب،،،، بہت،،،، برے،،، ہیں،،، منہ بنا کر اٹکی سانس بحال کرتے بولا گیا--

شاہِ من اسے خود سے الگ کرتے چھوڑ دیا۔۔

اب اس کا یہاں سے جانا بہت ضروری ہو گیا تھا۔۔

منہ زور جزبوں پر بھی تو بند باندھنا ضروری تھا۔۔

چلتا ہوں،،، اپنا خیال رکھئے گا،،، یہ سوچ کر کے کسی کی امانت ہیں۔۔۔

وہ کہتا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔۔

💖💖💖💖💖💖💖💖

وہ اپنی سٹڈی میں بری طرح بزی ہوئی تھی کیونکہ لاسٹ سمسٹر تھا۔۔

پھر کچھ دنوں بعد ہی لائف میں پھر ایک چینجنگ آئی۔۔

جب رانا جہانگیر اور صائمہ عمرے پر گئے۔۔

پہلے ثوبی کا مسئلہ تھا کہ وہ اکیلی کیسے رہتی مگر اب تو وہ بھی فکر نا تھی اسے ان بیس دنوں میں اعظم مینشن رہنا تھا۔۔

جلد ہی وہ دن آن پہنچا جب وہ دونوں ہنسی خوشی چلے گئے،، ائیر پورٹ سے وہ شازیہ بیگم دلاور اعظم اور شاہِ من کے ساتھ اعظم مینشن واپس آئی تھی--،،

رابی نے اپنے روم میں اس کا سامان رکھوایا تھا--
اسے کالج شاہِ من ہی لے کر آتا اور چھوڑ کر آتا تھا--
وہ دانستہ اس کی نگاہوں ،،، وارفتگیوں اورپاگل پن سے چھپتی پھرتی تھی--

اپنے آپ کو جان بوجھ کر بہت بری طرح سٹڈی میں بزی کر لیا تھا--

💖💖💖💖💖💖💖💖

ابھی ثوبی کو آئے پانچ دن گزرے تھے جب رابی بے چین سی رات کو شاہِ من کے روم میں داخل ہوئی--

وہ اپنے لیپ ٹاپ میں بزی تھا۔۔

،،،بھائی بھائی،،، میری بات سنیں،،، وہ لیپ ٹاپ سے اس کے بازو ہٹاتی اس کے گلے میں جھول گئی۔۔

،،اب کیا ہے رابی کیوں ڈسٹرب کر رہی ہو،، سیدھا کام کی بات کرو وی سنجیدگی سے بولا۔۔

میرے اکڑو بھائی،،، بھابھی کے سامنے کہاں جا سوتی ہے آپ کی یہ اکڑ،،، وہ برا سا منہ بنا کر بولی۔۔

اوکے رائٹ،،، بتاؤ کیا ہے۔۔

ہمارے کالج کا ٹور جا رہا ہے مری،، بھائی مجھے بھی جانا ہے۔۔

،،،،،پلیز،،،،، پلیز

تمھیں پتہ ہے رابی پاپا کبھی پرمیشن نہیں دیں گے تو ضد فضول ہے--اس نے گہری سانس بھری--

مجھے پتہ ہے وہ کبھی پرمیشن نہیں دیں گے اسی لئے تو آپ کو بول رہی ہوں-- ہم دونوں بہانے سے بھابھی کو گھمانے لے کر جائیں گے،، آپ وہاں بھابھی کے ساتھ انجوائے ،،،،کرنا اور میں اپنی فرینڈز کے ساتھ،،، صرف تین دن کی تو بات ہے بھائی
اس نے چٹکی بجائی--
من چونکا،،، کام کی بات تو اب کی تھی اور اندھے کو کیا چاہیے تھا دو نین--

تمھاری بھابھی کا لاسٹ سمسٹر ہے وہ مانے گی،، شاہِ من نے بھنوئیں اچکائیں--

،،،یاہوووووووو،،،،، یعنی آپ راضی ہیں

Yessssssss

دراصل ان کی لاسٹ سمسٹر کی تو کب کی تیاری ہے وہ تو صرف آپ سے چھپتی پھرتی ہیں پڑھائی کا بہانہ بنا کر--وہ بے حد شرارت سے بولی--

تو شاہِ من نے اسے گھورا۔۔

گھوریں نہیں،،، آپ کے من میں لڈو پھوٹیں گے یہ جان کر کے میں نے ان کو راضی کر لیا ہے۔۔

آں ہاں،،،، تو تیاری کرو،، کب جانا ہے،، وہ بظاہر سنجیدگی سے بولا۔۔
مگر دل میں طوفان سا برپا تھا۔۔

کل،،، وہ دانت نکالتی بولی،، بھائی تھینکس ٹو می،،،، رخصتی سے پہلے آپ کو ہنی مون والی فیلنگ آ جائے گی۔۔

رابی یو،،،، کچھ زیادہ ہی بدتمیز نہیں ہو گئی ہو۔۔
وہ ہمیشہ کی طرح اس کے بال کھینچنے اس کی جانب لپکا۔۔

تو وہ منہ چڑاتی بھاگ چکی تھی۔۔

،،،شاہِ من گہرا مسکرایا

ثوبی،،،، جان،،، کب تک بھاگیں گی اس جیتے جاگتے عشق کے طوفان سے--

💖💖💖💖💖💖💖💖

،،اے چاند تیری چاندنی کی قسم

،،،میرے پاس بھی ایک چاند ہے

تجھ میں تو پھر بھی داغ ہے

میرا چاند،،،،،،،،، تو بے داغ ہے

،،تیری دوریوں کی قسم،،،، میرا چاند میرے پاس ہے

گاڑی اپنی منزل کی جانب رواں دواں تھی--رابی پچھلی سیٹ پر گھوڑے گدھے بیچ کر سو رہی تھی--

شاہِ من بلیک ٹو پیس میں کف لنک کہنیوں تک فولڈ کیے بلیک سن گلاسز لگائے ڈرائیو کر رہا تھا۔۔ ثوبی بلو نیٹ کی لونگ فراک پہنے اوپر بلو سکارف لیے فرنٹ سیٹ پر بیٹھی پہلو بدل رہی تھی۔

بلو سینڈلز میں پاؤں روئی کی گالوں کی طرح دمک رہے تھے۔

ایک سکیورٹی گارڈز کی گاڑی پیچھے آ رہی تھی۔۔ اور ان کی گاڑیاں کالج بسز کے ساتھ ساتھ ہی چل رہیں تھیں۔۔مری تو پہنچ چکے تھے مگر اب ان کی منزل نتھیا گلی تھی۔۔۔

۔گاڑی میں گونجتا گانا شاہ من کی شریر مسکراہٹ گہری کیے دے رہا تھا۔۔

اور اس کے جزبات کی عکاسی کر رہا تھا۔۔

،،،،،ثوبی نے جھنجھلا کر گانا چینج کیا۔۔مگر

چاند چھپا بادل میں شرما کہ میری جاناں

سینے سے لگ جا تو بل کھا کہ میری جاناں

شاہِ من نے دانتوں تلے لب دبا کر اس کی پتلی ہوئی حالت دیکھ ہنسی کنٹرول کرنے کی کوشش کی۔۔۔

ثوبی نے گڑبڑا کر گانا چینج کیا۔۔ مگر اس کے ستارے آج گردش میں تھے جو وہ شاہِ من دلاور اعظم کے ہتھے چڑھ گئی تھی۔۔
،،،گاڑی کے سناٹے کو چیرتا پھر گانا گونجا

بھیگے ہونٹ تیرے،،،،،پیاسا دل میرا
لگے ابر سا،،،،،،،،،،،،،،،،،، مجھے تن تیرا
کبھی میرے ساتھ کوئی رات گزار
تجھے صبح تک میں کروں پیار،،،،،، او،،، او، اوووووو

ثوبی کانوں تک سرخ ہوئی،،اور چھپنے کی کوئی جگہ نہیں ملی،، دل تو کیا کاش دھرتی کی جگہ گاڑی ہی پھٹ پڑتی اور وہ اسی میں ہی سما جاتی۔۔

اس نے تلملا کر میوزک سسٹم ہی بند کر دیا۔۔

چھیییییی،،،،،،،،کیا فضول اور بے ہودہ گانے سنتے ہیں آپ،،، وہ دانت پیستی من پر ہی چڑھ دوڑی۔۔

اور وہ جو کب سے ہنسی ضبط کرنے کے چکروں میں سرخ ہوا بیٹھا تھا۔۔ ہنسی کا فوارہ پھوٹا اور وہ قہقہہ لگا کر ہنس پڑا۔۔

واؤ سویٹی،،، لگا تو آپ رہیں تھیں۔۔۔ شاہ من نے یاد کروایا۔۔

مگر کولیکشن تو آپ کی ہے،،، وہ بھی دوبدو بولی۔۔۔

جیسا موڈ ہو ویسا منظر ہوتا ہے
موسم تو انسان کے اندر ہوتا ہے

شاہِ من نے شعر سنا کر اپنے دل کی حالت بیان کرنے کی کوشش کی۔۔

مطلب،، وہ جانتے بوجھتے پوچھ بیٹھی--

مطلب کے موڈ پر حالات و واقعات پر ڈیپنڈ کرتا ہے-- ابھی نکاح کے بعد ہی بدلی ہے ،،، میری کولیکشن رانا صاااااب
من نے اطمینان سے ضروری اطلاع دی---

ژوبی کا دل اچھل کر حلق میں آیا جیسے،،، جان بوجھ کر ونڈو کی جانب رخ کر کے باہر دیکھنے لگی--

مگر کب تک،، حد نظر کھائیاں دیکھ کر ہی آنکھوں کے آگے دنیا گھوم گئی--
تو ناچار پھر رخ من کی جانب کرنا پڑا--

،،،،اس کی معنی خیز نگاہوں سے بچنے کے لئے کوئی شوشا چھوڑنا ضروری تھا سو
من مجھے بھوک لگی ہے،، وہ روہانسی سی بولی--

آں ہاں،،،، ڈیش بورڈ کھولیں میری لائف لائن،،، اس نے مخمور لہجہ اختیار کیا۔۔

مگر وہ تو ڈیش بورڈ کی جانب متوجہ ہو چکی تھی۔۔ڈیش بورڈ کھولتے ہی وہ اچھلی۔۔
کیونکہ چاکلیٹس،، چپس،، غرض کھانے کی چیزوں کا ڈھیر اس کی گود میں آ کر گرا تھا۔۔

وہ مزے سے چاکلیٹ کھول کر کھانے میں مشغول ہو گئی۔۔ پھر خیال آیا۔۔

آپ کھائیں گے،،،، ؟ انداز شاہانہ تھا۔۔ جیسے صلح مار کر احسان کیا جا رہا تھا۔۔

Ofcourse yes,,,,,,

،،،اگر اپنے ہاتھ سے کھلائیں گی تو تب

شاہ من کے کہنے پر وہ نئی چاکلیٹ کھولنے لگی۔۔

نو نو اسی میں سے دیں جس میں سے آپ کھا رہیں تھیں،،، فرمائش کی گئی،--

ثولیبہ نے چاکلیٹ ریپر سے نکال کر دوسری طرف سے چاکلیٹ اس کے منہ کی طرف بڑھائی--

مگر مجھے وہاں سے بائٹ چاہیئے جہاں سے آپ نے بائٹ لی رانا صاب--

ثولیبہ نے اس سر پھرے بندے کو گھورا--

ایسے مت دیکھیں میری جان پیار ہو جائے گا،، وہ پھر سکون سے بولا--

مگر اب ثوبی کو اسے ادھر سے بائٹ دینی پڑی جہاں سے وہ خود کھا رہی تھی--

چاکلیٹ کھاتے شاہِ من نے اس کی انگلیوں کو ہلکا سا لبوں میں دبایا--تو وہ جی جان سے لرز گئی--

اووووو،،، سو کیوٹ اینڈ رومینٹک بھائی،،،، مگر مجھے لگ رہا ہے میں یہاں کچھ مس فٹ سی ہوں،،، رابی جو جانے کب سے اٹھی تھی--اطمینان سے بولی تو ثوبی کا تو دل کیا کہیں چھپ ہی جائے یا ڈوب مرے جبکہ من کو تپ چڑھی--

خالی مس فٹ،،،،، میری بہن،،،، کباب میں ہڈی اور حلوے میں نمک بولو،،، وہ جل کر بولا

یونہی ہنستے،،، اور نوک جھونک میں سفر اختتام پزیر ہوا اور وہ منزل پر پہنچ گئے--

💖💖💖💖💖💖💖💖

وہ تھکن سے چور گہری نیند میں تھی--
میدانی علاقوں میں تو موسم ابھی مرطوب ہی تھا مگر یہاں آکر اچھی خاصی ٹھنڈ میں ان کی قلفی جم گئی تھی--

ہوٹل پہنچ کر بھی ایک بڑی مشکل کا سامنا کرنا پڑا-- سیزن ہونے کی وجہ سے سکولز اور کالجز کے ٹورز کی وجہ سے ہوٹلز میں رومز کی شوریٹج تھی تو رابی تو اپنی فرینڈز کے روم میں ایڈجسٹ ہو گئی--

گارڈز کے لئے ایک روم اور انھیں ایز ہزبینڈ وائف ایک ہی روم شئیر کرنا تھا۔۔

دن کے تین بج چکے تھے،، اور ثوبی کمفرٹر میں دبکی سو رہی تھی۔۔
رابی تو فریش ہو کر اپنی فرینڈز کے ساتھ گھومنے جا چکی تھی۔
گارڈز کو من نے رابی کی حفاظت کے لئے بھیجا تھا۔۔

اب وہ تھا اور اس کی دشمن جاں کی نیند۔۔۔ بیڈ پر اس کے قریب بیٹھا۔۔کافی میٹھی اور گہری نیند میں تھی۔۔

اس وقت جس چیز نے شاہِ من کو اس کی جانب بری طرح متوجہ کیا تھا وہ تھے اس کے ،،نرم وگداز،،، گلاب کی پنکھڑیوں جیسے سرخ لب
شاہِ من نے بے اختیار ہاتھ بڑھایا انگوٹھے سے سہلا کر وہ نرمیاں محسوس کیں۔۔
بیک بون میں سرسراہٹ سی ہوئی تھی۔۔ من نے اس کا گال تھپتھپایا۔۔
ہیے جان اٹھو یار،، یہ میجکل پل کیوں خراب کرنا چاہتی ہو۔۔

نیند میں گال پر جانا پہچانا سلگتا سا لمس محسوس ہوا تو اس نے نیند سے بوجھل مندی مندی آنکھیں کھولیں۔۔

،، اپنے اوپر من کو جھکے پایا تو

پلیز من،،،، سونے دیں مجھے،،،،،، وہ کڑوے سے منہ بناتی کروٹ بدلنے کو تھی۔۔جب

،،،،من اس کے کان میں جھکا

Hmmm sound nice Rana Saaab,,,,,

پر یہ ڈائیلاگ تو رخصتی کے بعد والا ہے،،،،،، نہیں۔۔۔؟

اس کی بات اور کہنے کے انداز سے ثوبی میڈم کی نیند بھک سے اڑی تھی۔۔

فوراً اٹھ بیٹھی۔۔اس شخص سے نگاہیں ملانا دنیا کا مشکل ترین کام تھا۔۔

وہ جانتی تھی کچھ بول کر حماقت کرنے سے بہتر تھا اٹھ کر فریش ہو کر آ جاتی۔۔

کیونکہ کچھ بولتی تو پھر زو معنی بات سننے کو ہی ملتی۔۔

فریش ہو کر آئی تو وہ بیڈ پر نیم دراز موبائل میں بزی تھا۔۔

آپ کھانا کھائے بغیر ہی سو گئیں جو چیز مجھے زیادہ پریشان کر رہی تھی۔۔اسی لئے آپ کی نیند خراب کی۔۔شاہِ من نے وضاحت دی۔۔

رابی کدھر ہے،،،؟ اس نے سکارف درست کرتے پوچھا۔۔چہرے پر پانی کے پھسلتے قطرے شبنم کے موتی لگ رہے تھے۔۔

وہ تو کب کی فرینڈز کے ساتھ چلی گئی۔۔شاہ من نے اسے نگاہوں کے فوکس میں رکھتے ہوئے کہا۔۔

،،،چلیں،،، پھر،، وہ آہستگی سے بولی

،،چلیں

وہ دونوں باہر آئے۔۔اور کھائی کنارے بنے ریسٹورنٹ میں کھانا کھایا۔۔

پھر وہیں سے ہی گھومنے چلے گئے،،، شاہِ من نے ثوبی کا ہاتھ تھامے رکھا۔۔

بہت دیر گھومنے کے بعد ثوبی تو تھکن سے چور ہو چکی تھی۔
ثوبی کو کئ مرتبہ محسوس ہوا تھا جیسے اسے کوئی دیکھ رہا ہے یا کوئی پیچھا کر رہا ہے۔۔
تبھی ایک بڑے سے پتھر پر بیٹھ گئی۔۔

افففف،،، میں اور نہیں چل پاؤں گی من میرے پاؤں،،، وہ روہانسی ہوئی۔۔

کہیں تو خدمتگار حاضر ہے محترمہ رانا صاااب ،،، شاہِ من شرارت سے بولا تو وہ گڑبڑا گئی۔۔
مگر ساتھ ہی لگے ایک درخت کی طرف اشارہ کیا۔۔وہ ایک پھل کا درخت تھا جسے علاقائی زبان میں املوک کہتے تھے۔۔

شاہِ من مجھے یہ توڑ کر دیں،،، وہ مچلی۔۔۔تو شاہِ من اس درخت کے قریب گیا۔۔
،،زیادہ بلیک والے توڑنا،،، ثوبی نے کہا تو اس نے بلیک بلیک توڑ لئے
ااور لاکر ثوبی کو دے ئے۔۔

آپ جانتے ہیں اس چھوٹے سے پھل میں ساتھ آٹھ گٹھلیاں نکلیں گی،، اور بچپن میں میں اپنی فرینڈز کے ساتھ مقابلہ کرتی تھی کہ یہ گٹھلیاں منہ سے زیادہ دور تک کون اچھالتا ہے--

وہ کہتی اکسائیٹڈ ہوئی--

لائیں میرے ساتھ مقابلہ کریں،،،، شاہ من نے ایک دو منہ میں رکھا،، اور پھل کھا کر گھٹلی منہ کے ایک سائیڈ اکھٹی کی

،،ریڈی،،، وہ ،،،اس پتھر کو لگنی چاہیے،،، ثابی نے اشارہ کیا

اور دونوں نے گھٹلیاں دور تک اچھالی-- شاہِ من کی پتھر کو لگیں جبکہ ثوبی کی اس کے پاؤں میں ہی گر گیئں--

اپنے کارنامے پر وہ ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہوئی تھی--

جبکہ من بھی یہ بچکانہ حرکت کرتے مسکرا دیا تھا--

اب آپ گیم ہار چکی ہیں محترمہ،، اب آپ کی پنشمنٹ یہ ہے کہ میں آپ کو اٹھا کر ہوٹل لے کر جاؤنگا،،، ویسے بھی شام گہری ہو گئی ہے--

شاہِ من اس کی جانب بڑھا--نو شاہِ من،،، وہ بوکھلائی--مگر وہ تب تک اسے بازوؤں میں بھر چکا تھا--

میں نے ابھی اور کھانے تھے یہ،، اس نے منہ لٹکایا--

کل کھا لینا رانا صاااااب،، وہ سکون سے بولا--

اتنی اونچائی پر جانا ہے آپ تھک جائیں گے،،، نیچے اتار دیں مجھے،، وہ مچلی--

آپ جانتی ہیں آپ کا وزن کتنا ہے،، من نے ایک اور شوشا چھوڑا--
وہ خجل سی چپ کر گئی--ایک چیونٹی جتنا،، من نے سکون سے کہا--
ڈوبی کی آنکھیں پھٹ پڑیں سب کی طرح وہ بھی اس کے وزن کا مذاق اڑا رہا تھا-- اس کے سینے پر جھنجھلا کر مکے برسائے تو وہ قہقہ لگا کر ہنس پڑا--

جی نہیں فورٹی سکس ہے ویٹ میرا،، ثوبی نے احتجاج کیا۔۔

اووووو،،، مجھے تو چیونٹی جتنا لگ رہا ہے،،، اس نے پھر مزاق اڑایا تو وہ ناراضگی سے منہ پھیر گئی۔۔

شاہِ من گہرا مسکرایا۔۔ہوٹل کے قریب پہنچ کر اس نے ثوبی کو خود ہی شرافت سے نیچے اتار دیا۔۔

💖💖💖💖💖💖💖💖

اسی ہوٹل کے ایک اور روم میں حشر سا برپا تھا۔۔

جہاں نشوان نایاب کا منہ دبوچے چلا رہا تھا۔۔یو بازارو عورت مجھے پتہ ہے تمھیں صرف اور صرف میرے پیسے سے دلچسپی ہے اور مجھے اب صرف اور صرف اس میں،،، یہ سب ،،تمھاری وجہ سے ہوا،،، اگر تم مجھے نا پھانستی تو آج وہ میری ہوتی

نایاب گل بھیگی آنکھوں سمیت استہزیہ ہنسی،، میں نے پھانسا اور تم پھنس گئے،،، ویری ،،،،گڈ،،، یوں کہو میرا کریکٹر ہی لوز

شٹ اپ یو بچ،،،،، زناٹے دار تھپڑ پڑا تھا نایاب کو،،، تم نے یہ سب بگاڑا ہے اور اب تم ہی اسے میرے پاس لے کر اؤ گی،، سنا تم نے لالچی عورت،، وہ دھاڑا۔۔

اور تمھیں ایسا کیوں لگتا ہے کہ میں ایسا کروں گی ڈئیر ہبی،، وہ بکھرے بال اور اجڑے حلیے میں ہتک آمیز لہجے میں چلائی۔۔

تم ایسا ہی کرو گی،،، گل بی بی،، نا کیا تو اسی گند کے ڈھیر پر پھینک آؤں گا جہاں سے اٹھا کر لایا تھا۔۔اور وہ تو تم چاہو گی نہیں کہ ہاتھ آیا دولت مند کاٹھ کا الو تمھارے ہاتھوں سے نکل جائے،،،،، ہے ناں،،،،، اب غور سے سنو،، جو جو بولتا جاؤں چپ چاپ کرتی جاؤ،، نہیں تو تین دفعہ طلاق کہنے میں صرف تین سیکنڈز لگیں گے مجھے،،، تمھیں جتنے پیسے دیتا ہوں آگے بھی ملتے رہیں گے،، مگر اب مجھے صرف وہ چاہیے،،

نشوان کے ہر لفظ کے ساتھ نایاب گل کا چہرہ لٹھے کی طرح سفید پڑا تھا،،،،، تم میرے ساتھ ایسا نہیں کر سکتے نشوان،،،،
اسے اپنی آواز کھائی سے آتی سنائی دی۔۔

رئیلی،،، تم اپنی دوست کے ساتھ ایسا کر سکتی ہو تو ٹینشن مت لو یہی سوچ لو کہ وہ سب سود سمیت تمھیں واپس مل رہا ہے،، پینٹ کی پاکٹوں میں ہاتھ ڈالے وہ اطمینان سے بولا۔۔

میں نے جو میری دوست کے ساتھ کیا اس کا انجام تو بھگت ہی لوں گی،، اور جو تم اپنے دوست کے ساتھ کرنے جا رہے ہو اس کے مکافات عمل کے بارے میں کیا خیال ہے نشوان احمد،،،

وہ ایک ایک لفظ چبا چبا کر بولی--

دوست مت بولو اسے میرا،، پہلے اس نے میری چیز پر نظر رکھی تھی--وہ ڈھٹائی سے بولا--

دیکھو وہ دونوں ان ہزبینڈ وائف ہیں،، روم بھی ایک ہی بک کروایا ہے تو ہو سکتا ہے دونوں ایک،،،،،،،،،

شٹ اپ یو بچ،،،، وہ ھر دھاڑا اور آپے سے باہر ہوتا نایاب کے بال مٹھی میں جکڑے،،، بھڑکاؤ مت مجھے زلیل عورت،، رومز کی شورٹیج کی وجہ سے ایسا ہوا،، اور یہ تو تم بھی اچھی طرح جانتی ہو اور میں بھی کہ وہ کس طرح کی ہے،، تمھارے جیسی نہیں ہے،،، اپنی عزتِ نفس اور پندار کی حفاظت کرنا جانتی ہے،، اور ویسے بھی میں یہ کبھی

ہونے نہیں دوں گا،،، وہ صرف میری ہے،، وہ چیختا چنگھاڑتا اس وقت فرعون بن چکا تھا۔۔۔

،،چھوڑو مجھے نشوان جانور بن گئے ہو بلکل،،،، وہ کراہی

اس نے جھٹکے سے اسے زمین پر پٹخا،،، وہ رکھا ہے کیمرا اب دفعہ ہو جاؤ کام پہ لگو جو اور جیسے کہا ہے وہ کرو،،،

نشوان نے پھنکارتے کہا اور واش روم گھس گیا وہ مردہ قدموں سے کیمرا اٹھاتی باہر نکلی۔۔

💖💖💖💖💖💖💖💖

رات کے وقت ان تینوں نے ہوٹل میں ڈنر کیا اور اپنے اپنے روم میں آ گئے،، وہ جو رومز کے حوالے سے انجان تھی۔۔

پیچھے مڑ کر دیکھا تو رابی کو نا پاکر حیران ہوئی۔۔

رابی کدھر گئی،، وہ پوچھ بیٹھی--

وہ اپنے فرینڈز کے روم میں رہے گی،، اور سب گارڈز ایک روم میں ہیں،، وہ سکون سے کہتا جیکٹ اتارتے بولا--

،،اور،،،، ،،،،وہ جھجھکی،،،،،،،، اور

واٹ جان کیا اور ،،،؟ وہ شوز اتارتے بولا

اور آپ کا روم،،،، ثوبی نے نگاہیں جھکائے پوچھ ہی لیا-- من چونکا-

شاید آپ جانتی نہیں،،،،، پھر اس نے رومز کے حوالے سے اسے ساری تفصیل بتائی-- اس کا اڑی اڑی رنگت دیکھ شاہِ من سنجیدہ ہوا تھا--

کیا آپ کو مجھ پر بھروسہ نہیں رانا صاااب،،، اس کے لہجے میں کچھ تھا کہ ثوبی کو افسوس ہوا۔۔

وہ پرسکون سی ہو کر بیڈ پر بیٹھی،، اور اپنے شوز کے لیسز کھولنے لگی۔۔

آپ سے کس نے کہا ایسا،،،، مجھے آپ پر پورا بھروسہ اور اعتماد ہے۔۔

وہ کہتی اسے اس رشتے کا مان اور اعتبار تھما گئی تو من کی روح تک میں سکون اترا۔۔

وہ فریش ہو کر آئی اور اب فراک کی جگہ ڈھیلے ڈھالے براؤن کرتی ٹراوزر میں تھی۔۔

من بھی فریش ہو کر بلیک ٹراؤزر اور وائٹ ٹی شرٹ میں باہر آیا۔۔

وہ بلا جھجھک بیڈ پر نیم دراز ہو گئی۔۔

من بھی آکر اپنی سائیڈ لیٹ گیا۔۔

آپ جانتی ہیں رانا صاااب کہ یہ کلر صرف آپ کے لئے بنا ہے،، من نے اس کی براؤن کرتی کی طرف اشارہ کیا تو وہ بلش کر گئی۔۔

یہ کلر میری لائف میں بہت امپورٹنٹ ہے،،،آپ کی وجہ سے ،، ایکچوئلی میں سوچ چکا ہوں کہ شادی آئی مین رخصتی والے دن کا آپ کا برائیڈل ڈریس اسی کلر کا ہوگا۔۔ وہ فیوچر بتانے لگا۔۔ثوبی کی شرم کے بار سے پلکوں کی جھالریں گالوں پر سایہ فگن ہوئیں۔۔

میں اس دن جی بھر کر آپ کو دیکھنا چاہوں گا،، اس وقت کا شدت سے انتظار ہے جب آپ پوری کی پوری میرے رنگ میں رنگی میرے لیے تیار ہو کر آئیں گی،، اور میری زندگی کی سب سے بڑی خواہش ہے کہ میں آپ کو اسوقت دیکھوں اور وہ نظارا مرتے دم تک اپنی آنکھوں میں بسا لوں۔۔پلیز ثوبی میرا انتظار کیجئے گا،، کریں گی ناں،،،،؟ وہ پوچھ بیٹھا۔۔ تو وہ دھیمے سے ہاں میں سر ہلا گئی۔۔

وہ دن ایسا ہوگا کہ جب آپ کو میرا انتظار کرنا پڑے گا،،، میں چاہتا ہوں ثوبی کہ صرف اس رات آپ میرا انتظار کریں،، اس کے بدلے اگر پوری زندگی مجھے انتظار کرنا پڑے تو مجھے یہ سودا دل جان سے منظور ہوگا،،، کریں گی ناں میرا انتظار ،،،؟

اب کی بار پھر اس نے مان بھرے انداز میں پوچھا تو وہ پھر اثبات میں سر ہلا گئی-- شاہ من کے دل میں طوفان اٹھے--

نا کریں رانا صاااب،،،، بچے کی جان لیں گی کیا،،؟ وہ مسکین سی شکل بنا کر بولا تو ثوبی ہنس دی--

اچھا قریب آئیں،، وہ ہاتھ بڑھا کر سکون سے بولا تو ثوبی گڑبڑائی اور حیرت انگیز نگاہوں سے اسے دیکھا--

ادھر تو آئیں رانا صاااب کچھ نہیں کروں گا یار،، وہ پھر ذو معنی سا بولا تو ناچار ثوبی کو اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں تھمانا پڑا--
شاہِ من کے نرمی سے ہاتھ کھینچنے پر وہ تھوڑی قریب کھسک آئی-- تو من نے اس کا سر اپنے سینے پر رکھ لیا--

شاہ من پلیز،،،،، وہ روہانسی ہوئی--

سو جائیں ثوبی،،،، فرشتہ نہیں ہوں میں،،، سرسراتا لہجہ ثوبی کے رونگٹے کھڑے ہوئے۔
من کی تپتی نگاہوں اور سانسوں کی حدت سے اس کا ماتھا اور چھوٹی سی ناک جلی تو ثوبی نے گھبرا کر اس کے شولڈر پر سر رکھ کر کروٹ بدل لی۔۔

مگر چند ہی لمحوں میں اس کی روح فنا ہوئی تھی جب من کا سلگتا ہاتھ پیٹ کے گرد لپٹتا محسوس ہوا۔۔
وہ مچل کر اٹھنے لگی۔۔ جب من نے ہاتھ کے دباؤ سے اسے اٹھنے نہیں دیا۔۔
ثوبی نے ہاتھوں کی مٹھیوں میں تکیہ دبوچا۔۔

زرا سا اٹھ کر کان کے قریب بولا،، کہہ رہا ہوں ناں جان فوراً سے پہلے سو جاؤ۔۔
کان کی لو کو چومتا وہ پیچھے ہٹا۔۔
ثوبی نے تکیے میں منہ دیا،،، اور سونے کی کوشش کرنے لگی،، اتنی تھکن تھی کہ جلد ہی نیند بھی مہربان ہو ہی گئی اور وہ سو گئی۔۔

شاہ من نے نرمی سے اس کا رخ اپنی جانب کیا،، اور غور سے اسے دیکھے گیا۔۔
مگر جلد ہی اسے سینے میں بھینچے آنکھیں موندنی پڑیں کہ بدتمیز اور منہ زور دل گستاخی کرنے پر آمادہ کر رہا تھا۔۔

جلد ہی وہ بھی نیند کی وادیوں میں اتر گیا۔۔

💖💖💖💖💖💖💖💖

زندگی یوں ہوئی بسر تنہا

قافلے ساتھ،،،اور سفر تنہا

رات کی گہری تنہائی میں دانیال اپنے اپارٹمنٹ کے ٹیرس پر بیٹھا سگریٹ کے گہرے کش لگا رہا تھا اور حسبِ معمول اور حسبِ عادت اس آواز کا انتظار کر رہا تھا جسے سنتے ہی اس کے بے چین رگ و پہ میں سکون اور سرور سا دوڑا کرتا تھا۔۔

وہ ایک نسوانی آواز تھی۔۔اس کے فلیٹ سے نیچے والے فلیٹ سے روز پہلے دلخراش چیخوں کی آوازیں آتیں تھیں۔۔۔ جنھیں سن کر وہ سکون حاصل کرتا تھا۔۔

مگر پھر ایک دن اچانک سب بدل گیا۔۔جب نیچے والے ٹیرس سے رات کے سناٹوں میں ایک کمزور سی نسوانی آواز گونجی تھی۔۔

اب جب وہ چیخیں اسے پریشان اور بے چین کر دیتیں تھیں۔۔مگر پھر بعد میں ٹیرس سے آنے والی وہ آواز اسے سکون دے دیتی جو روز گئے رات تک،،، رات کی تنہائیوں میں بس ایک ہی گردان لگائے رکھتی۔۔

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

(۴۲﴾ الَّذِيۡنَ صَبَرُوۡا وَعَلٰى رَبِّهِمۡ يَتَوَكَّلُوۡنَ

﴾وہ لوگ جو صبر کرتے ہیں اور اپنے پروردگار پر بھروسا رکھتے ہیں ﴿۴۲

Surah Nahl : 42-43

نیچے رہنے والے لوگوں کی نادانستہ طور پر ڈیٹیلز بھی نکلوائی تھی۔۔

دو ادھیڑ عمر ظالم و جابر میاں بیوی رہتے تھے۔۔ اور ان کی غریب بیوہ بہو،، اپنے بیٹے کے مرنے کو بہو کی نحوست قرار دے کر اس پر ظلم و جبر کے پہاڑ توڑ رکھے تھے،، مگر اصل چکر یہ تھا کہ اس غریب کو نا کوئی آگے پیچھے تھا نا جہیز کے نام پر پھوٹی کوڑی لائی۔۔ بس بیٹے کی پسند تھی تو مجبوراً شادی کر نی پڑی۔۔ ظلم کی انتہا تو یہ کہ وہ نیک سیرت بہو جو سات پردوں میں چھپتی پھرتی تھی،، اپنی تین سال کے جڑوان پوتے پوتی کو بھی ناجائز ہی بولتے تھے۔

دانیال آج بھی اس گردان کا انتظار کرتا رہا

مگر نیچے سے آنے والی ان چیخوں میں آج اضافہ ہی ہوتا چلا گیا۔۔

تو وہ بے چین ہو اٹھا آج وہ چیخیں برداشت سے باہر ہو رہی تھیں۔۔

بھنا کر فون اٹھایا اور ایک نمبر ڈائل کیا۔۔

اور تیزی سے اپنے اپارٹمنٹ سے نکلا۔۔

نیچے پہنچ کر وہ انتظار کرنے لگا مگر اندر سے آتی آوازیں اس کا ضبط آزما رہی تھیں۔۔ کانوں سے جیسے لہو ٹپکا تھا۔ گلے میں آنسوؤں کا پھندا سا لگ گیا۔۔

حرافہ،،، منحوس میرے بیٹے کو کھا گئی،، اب ہمیں کھا جا،، وہ عورت اسے کسی چیز سے مار رہی تھی اور مغلظات بک رہی تھی۔۔ناگن یہ سپولے کہاں سے اٹھا کر لائی ہو۔۔ ایک اور اپنے جیسی نحوست کہاں سے لائی،، ہماری چھاتیوں پر مونگ دلنے کے لئے،، کہاں سے کھلائیں انھیں اور تجھے،، فلیٹ بھی کرائے کا نکلا،،ہم تو جانے لگے ہیں یہاں سے مگر تجھے اور تیرے ان سپولوں کو ٹھکانے لگا کر جائیں گے، دفع نہیں ہوتی تو آج لگلے سرے لگ،، بدچلن،،

مان جی،،،،، ماں جی،،،،،، کچھ بھی بول دیں مجھے بدچلن مت بولیں،، یہ آپ کہ بیٹے کی نشانیاں ہے ہیں ماں جی،، مجھ پر اور ان پر رحم کریں،،،
وہ پھوٹ پھوٹ کر روتی بول پڑی،
مگر اس کی یہ بدزبانی ان کو کچھ خاص پسند نہیں آئی تھی،، اب وہ ادھیڑ عمر آدمی بھی مارنے لگا تھا اس کو،،

،،،ساتھ مار کھاتی جاتی ساتھ یہ آیت باآواز بلند پڑھے جاتی

"ءُاشَيَنمَ هِتِمَحْرَبِ صُّتَخْيَ هُلَّلاوَ"

،،اور اللہ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت سے خاص کر لیتا ہے ۚ

کبھی وہ کسی آیت میں اپنے لئے مزید صبر مانگ رہی تھی،، کبھی اس آزمائش میں سرخروئی کی دعا مانگ رہی تھی--

،،کمینی جادو ٹونا کرتی ہے

وہ جاہل عورت چلائی--- آج تو تو مرے گی،،، اجی لائیے ان ناگن سپولوں سے ہمیشہ کی نجات کا سامان،،،

وہ شاید ان پر پیٹرول ڈال رہے تھے کیونکہ سمیل باہر تک آئی تھی--

نہیں ماں جی میرے معصوم بچوں ہیں انھیں چھوڑ دیں ،،کسی یتیم خانے چھوڑ آنا،، مجھے ،،مار دیں ،،مگر میرے بچوں کو چھوڑ دیں

وہ پھر بلکی--

دانیال کے حسبِ منشا باہر پولیس آئی تھی--اس نے اشارہ کیا تو انسپکٹر اندر گھستا چلا گیا--

اندر وہ غریب کو زندہ جلانے ہی والے تھے کہ بروقت پولیس نے ان ظالموں کو گدی سے دبوچ لیا--

دانیال نے اشتعال میں اس آدمی کو دھنک کر رکھ چھوڑا تھا--

بزدل بے غیرت کمزور عورت پر ہاتھ اٹھاتے ہو ،،،اب مرد کے بچے بنو اور مجھ سے مقابلہ کرو،،، دانیال غصے کی شدت سے پاگل ہو چکا تھا--اسے جان سے مار ہی ڈالتا کہ پولیس ان درندے نما عورت مرد کو گھسیٹتی وہاں سے لے جا چکی تھی--

وہ جو ادھڑی حالت میں زخموں سے چور داغے گئے جسم کے ساتھ زمین پر پڑی تھی،، بمشکل گھسٹتے اٹھ کر چادر سے پردہ کیا اور اپنا وجود اور چہرہ کسی کے دیکھنے سے پہلے چھپا لیا۔۔ بچے سہمے ہوئے اس کے پہلو میں چھپے ہوئے تھے۔۔

پولیس جا چکی تھی وہ اس کی جانب متوجہ ہوا۔۔ جو بیٹی کے گلے لگ آزمائش ختم ہونے پر پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔۔دانیال وہیں خستہ حال سے صوفے پر بیٹھ کر اپنی غصے سے پھٹتی کنپٹیاں سہلا رہا تھا۔۔

جو دانیال کے ساتھ ہوا وہ تو آج اسے کچھ بھی نہیں لگ رہا تھا جو سامنے بیٹھی اس گھڑی سے وجود پر ہوتا دیکھا تو سچ مچ اس کا کلیجہ منہ کو آیا تھا۔۔

مما،،، مما،،، وہ چلے گئے مما،،، بچی نے اتنی خاموشی پر ماں کے پہلو سے منہ نکال کر ادھر ادھر دیکھا،، اور بے تحاشا خوشی سے اپنی ماں کو کہا جیسے یہ خوشخبری اسی نے اپنی ماں کو سنائی ہو،،

مما اب ہمیں کوئی نہیں مارے گا،،، مما وہ چلے گئے،، مما آپ کہتی تھیں اللہ کی مدد آئے گی،، فرشتہ آئے گا،،، مما فرشتہ آگیا۔۔

بیٹے نے ماں کو یاد کروایا۔۔

وہ مگر ہنوز رو رہی تھی ۔۔اب جب بچی خوف سے آزاد ہوئی تھی تو ایک اور خیال آیا تھا۔۔

ڈرتے ڈرتے دانیال کے پاس آئی۔۔۔ آپ،،، آپ فرشتہ ہیں،،؟

اس نے معصومیت سے پوچھا،،اس قدر خوبصورت اور معصوم بچی دانیال حیران ہوا،،اس کو تو کوئی پھول سے نا مارے،،،

کجا کے اتنا ظلم،،،

دانیال کو کوئی جواب نا سوجھا،،

نہیں بیٹا میں اینجل ہوں۔۔ آخر کچھ تو کہنا تھا۔۔

آپ نے ہماری ہیلپ کی ہے تو ہمیں کھانا بھی کھلا دیں اینجل،، آپ کو پتہ ہے دو دن سے مما دادو سے چھپ کر ہمارے لئے آدھی روٹی لاتی تھیں،،، انھوںنے بھی کچھ نہیں

کھایا،، اپ دادو کے فریج کا لاک توڑ دو ناں،، ہمیں کھانا کھانا ہے،، وہ رازداری سے بولی تو دانیال خالی خالی نگاہوں سے اس ننھی جان کو دیکھے گیا۔۔

کاش وہ اس وقت انسانیت کی اتنے درجے نیچی گراوٹ پر دھاڑیں مار مار کر رو سکتا۔۔

اس کی ضرورت نہیں ہے پرنسز،،،، تم میرے ساتھ چلو گی اور یہ اینجل تم جتنا کھانا چاہو گی اتنا کھانا دے گا۔۔
اس نے ایک نگاہ اس کالی چادر پر ڈالی،، اور نظریں پھیر گیا۔۔

چلئے میرے ساتھ،،، اس نے سنجیدگی سے کہہ کر کھڑے ہوتے پرنسز کی انگلی تھامی۔۔

،،،،مم،،، مگر،،،، کک،،، کیسے،،،، ہہمم،،، آپ،،، کے ،،،ساتھ،،،کیسے
چادر کے پیچھے سے آواز آئی۔۔

میں اس وقت بحث نہیں چاہتا،، یہاں رہیں گی آپ،،،،،،؟ ہر طرف پیٹرول کی سمیل پھیلی ہے،، اگر ان بچوں کا دم گھٹ گیا تو،، آپ صبح تک میرے اپارٹمنٹ میں رہنا،، صبح آپ کو کسی محفوظ مقام تک پہنچا دوں گا،، اگر آج تک یہ ایمان تھا کہ کوئی نجات دہندہ آئے گا،، تو اب یہ بھی یقینِ کامل رکھیں کہ اللہ تعالیٰ آگے بھی سب ٹھیک کردے گا،،،

وہ سکون سے بولا۔۔

مم،،، مگر،،،، مم،، میں،،، پردہ،،، کک،، کیسے،،،

محترمہ،،، نہیں ٹوٹے گا آپ کا پردہ،،،، میرے ہوتے ہوئے دنیا کی کوئی ایسی طاقت نہیں جو آپ کا پردہ توڑ سکے،،، اب اپنا ضروری سامان لے لیجئے ۔۔ میں یہیں انتظار کر رہا ہوں،،،

وہ پیٹھ موڑ کر کھڑا ہو گیا۔۔

ہاں ایمان تو تھا کہ اللہ تعالیٰ اسے کبھی اکیلا نہیں چھوڑے گا کسی نا کسی کو بھیجے گا اس کی نجات کا زریعہ بنا کر،،

اسی لئے جلدی سے اٹھی ،، اپنے اور بچوں کے کپڑے اور ضروری سامان لیا اور باہر آئی۔۔

بیٹے کا ہاتھ تھاما،، اور اس کے پیچھے ہو لی۔۔
اپارٹمنٹ میں آکر اسے گیسٹ روم کی جانب اشارہ کیا۔۔بڑی سی چادر سے اس نے اپنا چہرہ اور وجود ڈھانپ رکھا تھا۔۔
دانیال نے ایک نگاہ غلط تک دیکھنے کی جرأت نہیں کی تھی۔۔

آپ بچوں کے یہ سمیل والے کپڑے چینج کریں میں کھانا گرم کرتا ہوں ۔۔

او مما ،،،کھانا ملے گا،، اس چھوٹے سے بچے کی آنکھوں میں عجیب سی چمک آئی۔۔ ماں کا پلو جھنجھوڑتے پوچھنے لگا۔۔

ازان بیٹا خاموش ہو جائیں،، وہ شاید شرمندہ ہوئی تھی۔۔دانیال نے سرد سی آہ بھری۔۔
اور جلدی سے کچن کی جانب بڑھا۔۔

،، جتنا بھی کھانا پڑا تھا گرم کیا،،،، ٹرے میں فروٹس چاکلیٹس
جو بھی بن پڑی ہر چیز رکھ دی--
بڑی ٹرے لے کر گیسٹ روم تک آیا،، اور دروازہ ناک کیا--
کچھ ہی دیر بعد وہ دروازے میں نمودار ہوئی--

دانیال نے ٹرے آگے بڑھائی--تو اس نے نرمی سے تھام لی--

جزک اللہ خیر،،، چادر میں سے آواز آئی--

Sound nice,,,,,,,,

شکریہ ادا کرنے کا دنیا کا سب سے خوبصورت طریقہ --
وہ دل میں ہی سوچے گیا--

کسی بھی چیز کی ضرورت ہوئی تو ہر چیز کچن میں موجود ہے،، میں اپنے روم میں جا رہا ہوں ،،آپ بلا جھجھک کچن سے لے سکتی ہیں

وہ کہتا اپنے روم میں آگیا۔۔

ثمن نے روم میں آکر اپنا پردہ ہٹایا،،چہرے پر جابجا نیل پڑے تھے،، بچے ٹرے دیکھ کر مچل گئے۔۔

آذان،،،، فجر،،، آرام سے بیٹھو بیٹا،، وہ ٹوک گئی،، ٹرے ٹیبل پر رکھ کر چھوٹے چھوٹے نوالے بنا کر بچوں کو کھلائے۔۔

مگر بچوں نے بھی نوالے بنا کر ماں کو کھلانے شروع کر دئے۔۔

،،پیٹ بھر جانے پر وہ جلد ہی نیند میں جھولنے لگے تھے۔۔اس نے انھیں بیڈ پر لٹایا ٹرے کچن میں رکھنے گئی۔۔

آج باآواز بلند اس نے پڑھا تھا۔۔

الحمدللہ رب العالمین۔۔۔

💖💖💖💖💖💖💖💖

صبح ثولیبہ کی آنکھ کھلی تو کانوں تک سرخ ہوئی،، کیونکہ وہ شاہِ من کے سینے سے لگی سو رہی تھی۔۔

آہستگی سے اس نے اس حصار سے نکلنا چاہا۔۔

او،،،، ہوں،،، کیوں پریشان ہو رہی ہیں رانا صاااب،،،، اپنے شوہر کے حصار میں ہیں ،،،ڈونٹ وری

صبح صبح بھاری بوجھل گھمبیر آواز کانوں میں پڑی تو اس کی سٹی گم ہوئی۔۔

وہ شرارت پر آمادہ تھا۔۔ثوبی نے سینے پر ہاتھ رکھ کر سر ہٹایا تو وہ جاگ رہا تھا۔۔

یو نو وٹ ثوبی،،،، یہ میری زندگی کی سب سے خوبصورت ترین صبح ہے--کہ آپ میری بانہوں میں ہیں--

وہ اس کے ایک ایک نقش کو خمار آلود نظروں سے دیکھتا گویا ہوا تو ثوبی کا دل سینے میں دھڑک دھڑک کر پاگل ہو گیا--

اٹھیں،،،،پپ،،، پلیز،،، وہ اٹک کر کہتی اتنا ہی بول سکی--شاہِ من نے نرمی سے حصار کھول دیا--

جلدی سے فریش ہو کر وہ تیار ہوئے تھے--

بریک فاسٹ آج روم میں ہی کیا تھا--

مری کے سبزہ زاروں اور حسین نظاروں کو دیکھتے دوپہر کے تین بج گئے،، تب ایک پوائنٹ پر آکر ان کی ٹکر ہو ہی گئی--

ثوبی ایک نظارے میں گم ہوئی بینچ پر بیٹھی تھی-- شاہ من کچھ کھانے کو لینے تھوڑی دور ایک فاسٹ فوڈ مارکیٹ تک گیا تھا--

تبھی اسے اپنے پیچھے آہٹ سی محسوس ہوئی تھی اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو حیرت ہوئی۔۔

،،آپ،،،، سامنے نشوان تھا

جی میں،،، کیا میں یہاں بیٹھ سکتا ہوں،،،؟ وہ مسکراہٹ لیے پوچھ رہا تھا۔۔

شیور،،، وہ سکون سے بولی۔۔۔مگر اندر سے ہل چکی تھی۔۔۔وہ سامنے آکر بینچ پر بیٹھ گیا۔۔
میں نایاب کے ساتھ آیا تھا یہاں،،، اس نے بات کا آغاز کیا۔۔

گڈ،،، وہ سکون سے بولی۔۔

نایاب نے اچھا نہیں کیا تمھارے ساتھ،،، وہ آپ سے تم پر آتا اسے بات کرنے کے لئے اکسا رہا تھا۔۔ شاید یہ جاننا چاہتا تھا کہ اب سامنے سیاہ لباس میں بیٹھی اس کم سن حسینہ کے دل میں کیا چل رہا ہے۔۔

ثوبی کے ماتھے پر بے شمار بل آئے تھے،، قسمت تھی،،، کیا کیا جا سکتا ہے،،، وہ اطمینان سے بولی۔۔

،،،،،تمھارے دل میں جو فیلنگز

تھیں،،، ثوبی نے اس کی بات درمیان میں ہی اچک کر کہا،،وہ فلنگز تھیں،،، اور میرے دل میں کیا ہے یہ جاننے کا حق جن کو ہے جب وہ پوچھیں گے تو بتا دوں گی،،، کسی غیر کو بتانا ضروری نہیں سمجھتی۔۔

وہ آرام سے کہتی اسے اس کی حیثیت یاد دلا گئی،، نشوان جل کر کوئلہ ہوا۔۔

کوئی بات نہیں شہزادی،،، سارے حق میں ہی حاصل کروں گا

بہت جلد، وہ دل میں اس سے مخاطب ہوا۔۔

اور اٹھ کر وہاں سے نکلتا چلا گیا۔۔

اس کے جاتے ہی جانے کہاں سے نایاب نکل کر سامنے آئی۔۔تو اس نے سرد سی سانس بھری۔۔

سچ بتانا ثوبی،، کتنی بددعائیں دی تھیں مجھے،،،؟

شاہِ من جو ابھی ابھی واپس آیا تھا،، اس کا سوال سن چکا تھا۔ سٹوپڈ کوئسچن پوچھ رہی ہیں بھابھی آپ میری وائف سے،،، آپ شاید اچھی طرح جانتی ہوں کہ یہ ایسی نہیں کہ کسی کو بددعا دیں،، وہ تو انسان کے اپنے اعمال ہی ہوتے ہیں جو اس کے آگے ا جاتے ہیں،،،، خیر جوائن کریں بھابھی

شاہِ من نایاب کو دیکھتے کہا۔۔

،،تو سیکنڈز میں وہ وہاں سے کھسکی تھی

آپ کو ایسا نہیں کہنا چاہیۓ تھا ان کو ،،،ثوبی کو پھر بھی افسوس ہوا۔۔

،،آپ ٹینشن ناں لیں،، اور یہ پیزا کھائیں وہ بھی میرے ہاتھ سے رانا صاااب

وہ لاپروائی سے بولا--

💖💖💖💖💖💖💖💖

صبح ثمن کی لیٹ آنکھ کھلی تو وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی تھی--
فجر کی نماز ادا کر کے تلاوت کی اور ایسی سوئی کہ اب آنکھ کھلی تھی--

پریشان تو تب ہوئی جب بچے ہی بیڈ پر موجود نہیں تھے-- فوراََ چادر اوڑھ کر بیڈ سے اتری--

اور روم سے باہر جھانکا--

کچن سے بچوں کی کھلکھلاہٹوں کی آوازیں آ رہی تھی--

دانیال جو جوگنگ کے بعد واپس آیا تھا بچوں کو لاؤنج میں دیکھ کر حیران ہوا--

اینجل آ گئے،،، اینجل آ گئے،،، فجر نے شور مچایا تو دانیال نے اگے بڑھ کر انھیں گود میں بھر لیا۔۔

ہیے کڈز اپنا انٹرو تو کرواؤ یار،،، دانیال نے ان کے گال چوم کر کہا،، تو دونوں سوالیہ نگاہوں سے اسے دیکھے گئے،،
مطلب اپنا اپنا نام بتاؤ۔۔

میں اذان ہوں اور یہ فجر،،، اذان نے کیوٹ سے منہ بناتے اسے ضروری بات بتائی۔۔
دانیال بے حد متاثر ہوا،، کتنی خوبصورتی تھی ناموں میں یعنی اذان اور فجر،، واؤ

اور تمھاری ممی کا کیا نام ہے،، وہ انھیں لیے کچن میں آیا اور ڈائنگ ٹیبل کی چیئرز پر بٹھایا۔۔

ممی کا نام ثمن مما ہے،، فجر نے بتایا،، اینجل اب دادو تو نہیں آئین گی ناں واپس،،، فجر نے سہم کر پوچھا۔ ۔۔

نو پرنسز،،، اب وہ واپس نہیں آئیں گی ،،کیونکہ اب اینجل ہے ناں آپ کے پاس آپ کو پروٹیکٹ کرنے کے لئے،، وہ اس کے پھولے گال چومتا بولا۔۔

جانے کیوں مگر آج اسے اپنا کچن مکمل سا لگا اور بچوں کے لئے وہ بہت حساس ہونے لگا۔۔

چلو جلدی سے بتاؤ،، پرنس اور پرنسز کیا کھائیں گے؟

،،سچ اینجل ہمیں اب بھی کھانا ملے گا؟ اذان کی آنکھوں میں انوکھی سی چمک آئی

دانیال نے اسے سینے میں بھینچا۔۔

یس مائی انوسنٹ بوائے جب چاہو گے کھانا ملے گا۔۔

پھر دانیال نے ان کے لئے بریک فاسٹ بنایا،، اور ساتھ ساتھ ان کے ساتھ کھیلتا رہا۔۔

ثمن چادر سے منہ چھپائے کچن کے دروازے تک آئی۔۔ مگر دانیال کو وہاں دیکھ کر

واپس مڑنے لگی جب فجر نے ہی دیکھ لیا اسے۔۔

مما،،، فجر نے پکارا،، دانیال نے فوراً اپنا رخ سلیب کی جانب موڑ لیا۔۔

،،آپ ناشتہ کر لیں ،،،میں نے بنا دیا ہے،، میں اور بچے کر چکے ہیں

--

،،آپ یہاں کمفرٹیبل نہیں ہیں،، میں آپ کو دوسرے گھر شفٹ کرنے والا ہوں آج وہاں اندر صرف آپ کے پاس ایک میڈ ہوگی،، اور گیٹ پر گارڈز،،،میری پرمیشن کے بغیر کسی چڑیا کی بھی جرأت نہیں ہوگی اندر پر مار سکے --

،،،،مگر میں بچوں سے ملنے آتا رہوں گا۔۔ آپ بس انھیں باہر بھیج دیا کرنا میرے پاس وہ سکون سے کہتا ثمن کو بے سکون کر گیا۔۔

،،،،آ،،، آپ،،، ہمارے،،، لئے یہ س،، سب،، کک،،، کیوں

کیونکہ سکون مل رہا ہے مجھے،،، ایک عرصے سے بے سکون تھا،، مگر اب یہ سب کر کے مجھے سکون مل رہا ہے،،، آپ یہ سمجھیں کہ یہ میں اپنے لئے کر رہا ہوں،، زیادہ زہن پر زور دینے کی ضرورت نہیں بس بچوں پر توجہ دیں۔۔

،،،وہ کہتا وہاں سے نکلا

ثمن نے پیچھے مڑ کر اس اینجل کی چوڑی پشت کو عقیدت سے دیکھا۔۔

💖💖💖💖💖💖💖💖

یہ تین دن پر لگا کر اڑ گئے۔۔
شاہِ من کی خوبصورت سنگت اور قربت میں وقت کا پتہ ہی نا چلا۔۔
اور وہ گھر واپس آ گئے۔۔ رابی نے بھی دل کھول کر اپنی فرینڈز کے ساتھ انجوائے کیا۔۔
بلکہ گھر واپسی پر اس کا اچھا خاصا منہ لٹک گیا تھا کہ پھر وہی بور اور ٹف روٹین شروع ہونے والی تھی۔۔

آج دلاور اعظم،، شازیہ بیگم، بی جان اور رابی شادی میں گئے تھے لیٹ نائٹ فنکشن تھا۔۔

اعظم مینشن میں اس وقت ہو کا عالم تھا،، یوں کہنا بہتر تھا کہ الو بول رہے تھے،، اور ثوبی کو خواہ مخواہ اتنے بڑے گھر میں ڈر لگ رہا تھا۔۔

تبھی جانی پہچانی گاڑی کی آواز سنائی دی تو دل کو سکون آیا۔۔
من ابھی ابھی آفس سے گھر لوٹا تھا۔۔

وہ کچھ دیر تو انتظار کرتی رہی کہ وہ ہمیشہ کی طرح پہلے اس کے پاس آئے گا اس کی خیر خیریت دریافت کرنے مگر وہ نہیں ایا تو وہ سخت جھنجھلائی۔۔
بلکہ اسی جھنجھلاہٹ میں اب اپنے روم سے نکل کر اوپر والے پورشن پر بنے اس کے روم کی طرف گئی۔۔

،،،ہلکے سے ڈور ناک کیا
یس کم ان،،، آواز آنے پر وہ ڈور دھکیل کر اندر گئی۔۔وہ جو پاؤں ٹیبل پر رکھے سر صوفے کی بیک سے ٹکائے آنکھیں موندے لیٹا اپنی کنپٹیاں سہلا رہا تھا ثوبی کو دیکھ کر حیران ہوا۔۔

مجھے لگا آپ بھی شادی میں گئی ہیں،، وہ سیدھا ہوا،،، کیونکہ مما کہہ رہی تھیں کہ آپ کو بھی ساتھ لے کر جائیں گی،،

جی،،، وہ میں نے ہی منع کر دیا،،، میں شاید کمفرٹیبل نا رہتی ادھر،،،،، آپ بہت تھکے ہوئے لگ رہے ہیں۔۔ ثوبی نے اس کی جانب دیکھا اور پاس آکر صوفے پر بیٹھ گئی۔۔ شاہِ من کو حیرت کا جھٹکا لگا،،

کیا ہوا رانا صاااب،،، اصل بات بتائیں،، اب وہ اپنی ٹون میں واپس آتا گہرا مسکرایا تھا۔۔

وہ،،،، مم،،، مجھے بہت ڈر،،، لگ،،، رہا ہے،،، وہ روہانسی ہوئی،، من نے دانتوں تلے لب دبایا۔۔

نا کریں رانا صاااب کہیں میں آپ کے ڈر کا غلط فائدہ نا اٹھا لوں،،
شاہِ من نے چھیڑا۔۔ وقت،، سچویشن اور اپنا حلیہ دیکھا ہے آپ نے،،،

ثوبی اس وقت ریڈ کرتی اور ٹراؤزر میں تھی اور سکارف لاپروائی سے لیا تھا جو کندھوں پر جھول رہا تھا۔۔

،،،اونہہہ،،، شروع ہو گئے آپ،،، جب تک رابی نہیں آئے گی میں تو نہیں جانے والی ،،اور مجھے پتہ ہے آپ کچھ نہیں کریں گے

اطمینان قابل دید تھا۔۔

شاہِ من نے اچانک اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے خود میں بھینچا تھا۔۔
کیوں آپ نے فرشتہ سمجھ لیا ہے مجھے،،، نہیں میری جان،، آپ کے سامنے تو ایک ،،،معمولی سا سر پھرا پاگل عاشق ہے جو کبھی بھی بہک سکتا ہے
وہ خمار آلود لہجے میں کہتا اس کے ہوش اڑا گیا۔۔

،،،مم،،، من،،، آپ
رونگٹے تو اس کے تب کھڑے ہوئے جب کمر کے گرد حمائل ہاتھوں کی گرفت میں شدت آئی۔۔اور گردن پر ایک سلگتا نرم لمس محسوس ہوا۔۔

،،،،،،من،،،،پپ،،،،،، پلیز
گردن سے کندھے کی طرف بڑھتا وہ لمس اسے پاگل کرنے کو تھا۔۔

ثوبی پانچ دن رہ گئے انکل آنٹی کو واپس آنے میں اور کچھ دن آپ کے سمسٹر فنش ہونے میں،،، ثوبی میری جان میں رخصتی چاہتا ہوں۔۔
شاہِ من نے اس کے بالوں میں منہ دئے اس کے سر پر بم پھوڑا۔۔

آپ کے یہاں سے میری نگاہوں سے اوجھل ہونے کے خیال نے ہی مجھے پاگل کر دیا ہے،، مجھے لگتا ہے میں آپ کا بھروسہ اور اعتبار جیت چکا ہوں اب وقت ہے عشق کی معراج کو پا لیا جائے،، آپ کو مستقل میری نگاہوں کے آس پاس رہنا ہوگا۔۔

وہ اصل بات نہیں بتانا چاہتا تھا ثوبی کو کہ اسے کیا پریشانی ہے سو گھما کر بات کر رہا تھا۔۔

سے یس ثوبی،،، اس نے پھر اسے پکارا،، اور کمر سے ہاتھوں سے دباؤ بڑھا کر اسے متوجہ کرنا چاہا جو اکھڑتی سانس کے ساتھ بے حال سی تھی۔

مم،،، من،،، پلیز،،،، مجھے،،، وقت،، دیں،، وہ لفظ توڑ توڑ کر بولتی اپنی گردن پر محسوس ہوتے شاہِ من کے سلگتے لبوں کی تاب نہیں لا پا رہی تھی۔۔

وہ میں آپ کو رخصتی کے بعد بھی دوں گا مجھے اور اس رشتے کو سمجھنے کے لئے وعدہ کرتا ہوں،،،

اب اس کے ہونٹوں نے ثوبی کی شہہ رگ کو ہلکے سے چھوا تو وہ مچل کر دور ہوئی اور بھاگنے کر پر تولنے لگی۔۔

مگر اس کی کلائی من کی گرفت میں تھی۔۔

،،،سے یس ثوبی،،، مجھ پر اعتبار کرتے ہوئے اقرار کیجئے پلیز

چھوڑیں ناں من،،، چھوڑیں گے تو ریٹن میں لکھ کر دوں گی،،، وہ برا سا منہ بنا کر بولی تو وہ قہقہ لگا کر ہنس پڑا۔۔

💖💖💖💖💖💖💖💖

رانا جہانگیر اور صائمہ بیگم واپس آئے تو بہت جلد رخصتی کے لئے تیاریاں شروع کر دی گئیں --

اور وہ دن بھی آگیا جب رخصتی ہوئی مگر ایک سازش کے تحت جدائی بھی نصیب میں لکھ دی گئی--

اور اب آگے دیکھنا یہ تھا کہ ان کی قسمتیں آگے کیا رخ اختیار کرنے والی تھیں--

آخر لکھا کیا تھا نصیب میں--

کیا ہونا تھا؟

کیا کھونا تھا؟

اور کیا پانا تھا؟

💖💖💖💖💖💖💖💖

حال---

شاہِ من ثوبی سے مل کر سیدھا فارم ہاؤس کی جانب آیا تھا--
وہ اس سے ناراض ہو گئی تھی--

بہت بری طرح ہرٹ ہوئی تھی،، رانا جہانگیر نے بھی جن نگاہوں سے اسے دیکھا تھا اس کا دل کیا ڈوب مرے--

غلطی اس کی بھی تھی،، جس نے پہلے قدم پر ہی اس کا اعتماد توڑ دیا تھا--
اور نہیں بھی تھی کیونکہ یہ سب اس نے جان بوجھ کر تو ہر گز نہیں کیا تھا--

وہ فارم ہاؤس پہنچا-- گاڑی پورچ میں رکی--وہ گاڑی سے باہر آیا تو لان کا منظر دیکھ کر ششدر رہ گیا--

کیونکہ دانیال دو چھوٹے چھوٹے کیوٹ سے بچوں کے ساتھ بڑی فرصت سے کھیلنے میں منہمک تھا۔۔

وہ آگے بڑھا۔۔

دانیال بھی دیکھ چکا تھا۔۔

دونوں بھائی بغلگیر ہوئے،، دانیال نے غور سے اسے دیکھا۔۔مگر پہلے بچوں کی جانب ،،متوجہ ہوا

اذان،، فجر انکل کو ہائے بولو،،، دانیال نے انھیں گود میں اٹھا کر پیار کیا اور شاہِ من کی طرف متوجہ کیا۔۔

ہائے انکل،،، دونوں نے یک زبان ہو کر کہا۔۔تو اس قدر بے سکونی میں بھی من مسکرا دیا۔۔

جاؤ بیٹا،،،اپنی ممی کے پاس جاؤ۔۔دانیال نے انھیں نیچے اتر کر اندر بھیجا تو وہ دونوں اندر بھاگ گئے۔۔

شاہِ من دانیال کی جانب دیکھے گیا۔۔

کیا،،، سینگ نہیں نکل آئیں ہیں میرے .دانیال نے اس کی نظروں کے زاویے سے خائف ہو کر جھنجھلا کر کہا۔۔

شاہِ من نے بھنوئیں اچکائیں تو دانیال نے سرد سی آہ بھری۔۔

اور پھر شروع سے لے کر آج تک کی اسے ہر بات بتا دی ثمن اور بچوں کے حوالے سے،،،،

من سنتا گیا اور افسوس سے سر ہلاتا گیا۔۔

دانیال خاموش ہو گیا،، دونوں ہی جیسے اداس ہوئے تھے۔۔

تم سناؤ نہیں مانی ثوبی،،، منانے گئے تھے ناں اسے اور تم ڈرنک ہوئے کیسے،،، ؟

شاہِ من نے کوئی بات نہیں چھپائی اور ساری بات دانیال کو بتا دی۔۔مجھے نہیں پتا بھائی کہ اب نشوان کس حد تک گرے گا اور کیا چاہتا ہے مگر یہ ضرور جانتا ہوں کہ اس کے ارادے ٹھیک نہیں

شاہ من کی رگیں تن گئیں۔۔

مرے گا میرے ہاتھوں الو کا پٹھا،، دانیال نے دانت پیسے اسے بھی سن کر شدید طیش آیا تھا۔۔

اگنور کریں بھائی،،، میں ہینڈل کر لوں گا،، آج پھر اس کے ایک ایک انگ سے بے سکونی اور بے چینی چھلک رہی تھی۔۔

شاہِ من لے آتے اسے فورس کر کے،، دانیال نے اس کی بے قراری نوٹ کرتے کہا۔۔

،،میں کوئی زور زبردستی نہیں کرنا چاہتا بھائی کہ وہ اور بھی بدظن ہو جائیں مجھ سے
وہ نگاہیں پھیرتے دوسری جانب دیکھتے بولا۔۔ دانیال خاموش ہو گیا۔۔

اندر بچوں نے ادھم مچایا تھا۔۔ثمن نے کھڑکی سے دیکھا اور بوا بیگم بھی بتایا کہ صاحب کے
بھائی آئیں تو کچن میں چائے وغیرہ بنانے چلی آئی۔۔
وہ بڑی دلجمعی سے چائے بنانے کے ساتھ دیگر لوازمات ٹرالی میں رکھ رہی تھی۔۔چونکہ
کچن لان کے قریب تھا باہر سے آتی آوازوں میں اپنا نام سن کر وہ چونکی تھی۔۔

نکاح کر لیں بھائی ثمن جی سے،،،،اگر انھیں اور بچوں کو ساری عمر کے لئے سہارا دے
کر سکون حاصل کرنا چاہتے ہیں،، اگر بچوں سے الگ ہونا نہیں چاہتے تو انھیں اپنا نام
،،،،دے دیں،،نہیں تو بغیر کسی رشتے کے نہیں رکھ پائیں گے انھیں زیادہ دیر یہاں

شاہِ من نے اطمینان سے کہا تو دانیال نے بری طرح پہلو بدلا۔۔

دماغ خراب ہو گیا ہے تمھارا من،،، چھتیس سال کا ہو گیا ہوں۔۔اللہ اللہ کرنے کی عمر ہے میری،،، دانیال نے بے پر کی اڑائی۔۔

کم آن بھائی،، چھتیس کے بھی چھبیس کے ہینڈسم مین لگتے ہیں یہ جواز رد کیا جاتا ہے آپ کا،،

،،وہ چھبیس کی ہے ابھی،،، بہت ایج ڈفرینس ہے یار کیا بکواس لے کر بیٹھ گئے ہو دانیال جھنجھلایا۔۔

ویسے آپ کو کیسے پتا بھائی،، من نے شرارت سے کہا۔۔تو دانیال بری طرح گڑبڑا گیا۔۔

میں ان جلاد ساس سسر سے مل کر آیا تھا جیل میں،،، خاطر داری کرنے گیا تھا ان کی تو وہاں سے پتہ چلا،، دانیال نے لاپروائی سے کہا۔۔

،،،ایج ڈفرنس سے کوئی فرق نہیں پڑتا بھائی،،، رشتہ بس احساس کا ہونا چاہیئے

میں کبھی بھی اس کے سامنے اپنا مدعا بیان نہیں کر پاؤں گا شاہِ من وہ یہ نا سمجھے کہ میں خدانخواستہ اپنے کسی احسان کا بدلہ کے طور پر اس پر دباؤ ڈال رہا ہوں،، یا وہ صرف بدلہ چکانے کے چکر میں ناچاہتے ہوئے بھی میرا پروپوزل ایکسیپٹ کرے۔۔
میں تو اسے بن دیکھے ہی اس کے کردار خوبصورتی اور عظمت و پاکیزگی کی وجہ سے اسے اپنانا چاہتا ہوں۔۔

دانیال نے آخر تھک کر اقرار جرم کیا اور اپنے دل میں چھپے خوف کو کھل کر بیان کیا۔۔

ویری گڈ یعنی آپ چاہتے ہیں کہ یہ رشتہ جڑے،، اب نیت کر ہی لی ہے تو انشاءاللہ سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔

،،،،انشاءاللہ

تبھی بوا بیگم چائے کی ٹرالی گھسیٹتی وہاں آئیں تھیں تو وہ دوسری طرف متوجہ ہو گئے۔۔

کچن میں کھڑی ثمن نے غور سے اپنے ہاتھوں کی لکیروں کو دیکھا۔۔ کیا واقعی آزمائش زندگی بھر کے لئے ختم ہونے والی ہے۔۔ خود پر رشک آیا۔۔کہ ایک شخص بنا اس کی شکل و صورت دیکھے صرف اس کے کردار کی وجہ سے اس سے شادی کا خواہش مند ہے۔۔
مجھے انتظار رہے گا اس دن کا جب آپ مجھ سے شادی کے لئے پوچھیں گے اور میں دلی رضامندی سے آپ کو ہاں بولوں گی۔۔
اس نے دل میں اینجل کو مخاطب کیا۔۔

پندرہ بیس دن ہو چکے تھے اسے یہاں آئے۔۔بوا بیگم اس کے ساتھ رہتیں تھیں۔۔
اس دوران کوئی ایک بھی ایسی بات نہیں ہوئی جس سے اسے کوئی تکلیف ہوتی۔۔
زندگی بہت اچانک بہت خوبصورت ہو گئی تھی۔۔
وہ دن میں آتا اور بس لان میں ہی بچوں سے مل کر ان کے ساتھ کھیل کر چلا جاتا تھا۔۔
دن بدن اس شخص سے عقیدت و احترام میں اضافہ ہی ہوا تھا۔

💖💖💖💖💖💖💖💖💖

دس دن ہو چکے تھے،، وہ بے حد اداس تھی۔۔وہ لاشعور میں انتظار کرتی رہی کہ وہ آئے اسے منائے اور ساتھ لے جائے۔۔

مگر وہ تو شاید پتھر کا ہو چکا تھا کہ ماہی بے آب کی طرح تڑپنے کے باوجود بس آتا۔اس کے پاس بیٹھتا چند باتیں کرتا۔۔اس کی خیر خیریت دریافت کرتا اور چلا جاتا۔۔

وہ سخت جھنجھلائی ہوئی تھی--

ان دنوں جو بات عجیب ہوئی تھی وہ یہ کہ نایاب مسلسل اسے ملنے آتی رہی--

اس کے منہ پر نو لفٹ کا بورڈ دیکھ کر بھی ڈھیٹ بنی ٹپک پڑتی--

عجیب عجیب باتیں کرتی جیسے من کے خلاف یا کسی کے حق میں اس کی برین واشنگ کرنا چاہتی ہو--

آج بھی وہ رات کے حلیے میں کسلمندی سے بستر میں ہی لیٹی تھی کہ نایاب چلی آئی--

ثوبی کا منہ کڑوا ہوا--

ہائے کیا کر رہی ہو ثولیبہ ،،وہ بے تکلفی سے روم میں گھستی چلی آئی--

کچھ خاص نہیں،، وہ لاپروائی سے بولی--

کب تک سوگ مناتی رہو گی ثوبی اس درندے کا،، جسے رتی بھر تمھاری پرواہ نہیں،،، ہوتی تو ،،،،،،،لے جاتا،،طلاق لے لو اس سے ،،ایک نمبر کا لوز کریکٹر

نایاب،،، ثوبی شیرنی بنی دھاڑی،، بکواس بند کرو اپنی اور اس سے پہلے ک میں بھول جاؤں کہ تم میرے سسرالی رشتے داروں میں سے ہو،، شکل گم کرو اپنی،، اور کریکٹر کی بات تم تو نا ہی کرو تو اچھا ہے سوٹ نہیں کرتا اور رہی بات ان کی تو تم دونوں ہزبینڈ ،،،،وائف کی اوقت نہیں کہ ان کے بارے میں بات بھی کر سکو

نایاب کا چہرہ اس کے ہر دل کے ساتھ سفید سا پڑا تھا،، وہ اسے پہلے والی دبو اور باتوں میں لگنے والی ثوبی سمجھ رہی تھی مگر نہیں جانتی تھی کہ ایک شخص کی محبت کے دیئے اعتماد نے اسے کیا سے کیا بنا ڈالا تھا--

میں تمھاری کیفے والی بات تمھارے پیرنٹس اور پورے خاندان والوں کو بتا دوں گی نہیں تو ،،،مان لو طلاق والی بات

اب وہ اپنی اوقات پر آئی--

جاؤ جسے بتانا ہے بتاؤ،،، پر اس سے پہلے ہی وہ تمھاری گدی سے زبان کھینچ کر تمھاری گردن سے لپیٹ دیں گے،،،جانتی نہیں ہو انھیں تم،،،اب دفع ہو جاو نایاب ،،،،

وہ دھاڑی تو نایاب کو جھرجھری آئی--اور وہاں سے نکلتی چلی گئی--

وہ دوبارہ تکیے پر ڈھے سی گئی--

شاہِ من بہت برے اور ظالم ہیں آپ،،منانا بھی نہیں آتا،،الو کے پٹھے کہیں کے،،، وہ برا سا منہ بناتی بولی مگر پھر کانوں تک سرخ ہوتی دانت تلے زبان دبا کر تکیے میں منہ دے لیا--

💖💖💖💖💖💖💖💖

رات کے نو بجے کا وقت تھا ثمن عشاء کی نماز ادا کر رہی تھی۔

بولا بیگم سو چکیں تھیں۔

جب نماز کے دوران ہی ازان کے بے تحاشا چیخوں کی آواز سنائی دی اور فجر کے رونے کی۔۔

اس کے دل کی دھڑکن تیز ترین ہوئی،، مگر نماز مکمل کی۔۔نماز مکمل کر کے جوں ہی باہر بھاگی تو نظارا دل دہلا دینے والا تھا باہر لاؤنج میں وہ کھیلتے ہوئے شاید گرا تھا،، اور ٹیبل کا کونا لگا تھا سر میں،، ازان خون میں نہا چکا تھا،، ماتھے سے اوپری حصے سے خون تیزی سے بہہ رہا تھا۔۔

وہ لرز کر رہ گئی۔۔

،،کیا کروں،، اس کے سر پر ہاتھ رکھے تیزی سے دماغ چلایا

،،،،دانیال جی

لاؤنج کے پی ٹی سی ایل فون کی جانب دیکھا۔۔

پر نمبر،،، ؟

مگر وہ شخص بھی کمال کا تھا سامنے ہی چھوٹے سے بنے کلینڈر پر دانیال لکھ کر نمبر لکھا ہوا تھا۔۔

فجر بیٹا ہاتھ رکھو،، میں اینجل کو فون کرتی ہوں،، فجر نے چھوٹا سا ہاتھ رکھا وہ فون کی جانب لپکی۔۔

جلدی سے کانپتے ہاتھوں سے نمبر ملایا۔۔

وہ جو اب افس جانے لگا تھا۔۔دلاور اعظم بے تحاشا خوش تھے۔۔الیکشن قریب تھے سو آفس سے لیٹ ہی فلیٹ میں آیا تھا۔۔

فون رنگ ہوا تو اٹھا کر چیک کیا۔۔

نمبر جہاں کا تھا دھڑکتے دل سے فون دوسری بیل پر یس کر کے کان کو لگایا۔۔
مگر دوسری طرف سے جو سسکی سنائی دی وہ انھیں پیروں گاڑی کی چابیاں اٹھاتا باہر لپکا۔۔

،،،کیا ہوا ثمن آپ رو کیوں رہیں ہیں

دانیال جی وہ ازان،،،،،،،،،،، اس کی آواز رندھ گئی تھی۔۔

کیا ہوا ازان کو بتائیں مجھے،،، وہ تب تک لفٹ سے نیچے آتا گاڑی میں بیٹھ چکا تھا۔۔

ازان کو چوٹ لگی ہے،، بہت خون بہہ رہا ہے،، آپ جلدی سے آ جائیں،، وہ گھبراتی بول گئی۔۔

،،،ابھی آیا

وہ ہوا سے باتیں کرتا دس منٹ میں فارم ہاؤس پہنچ چکا تھا۔۔لاؤنج کا دروازہ ناک کر کے بلا جھجھک اندر داخل ہوا۔۔

وہ چادر میں چہرہ چھپا چکی ازان کو گود میں لئے بیٹھی تھی۔۔ ہاتھ ازان سر پر رکھا تھا۔۔

تینوں ماں بیٹا ،بیٹی زارو زار رونے میں مصروف تھے۔۔

دانیال نے آگے بڑھ کر اسے ثمن کی گود سے لیا۔۔ اور باہر کی جانب بڑھا۔۔

وہ بھی فجر کا ہاتھ تھامے اس کے پیچھے لپکی۔۔

گاڑی تک پہنچی تھی جب وہ ازان کو فرنٹ سیٹ پر بٹھا رہا تھا۔۔

،،،،،مم میں بھی ساتھ

بیٹھیں،،، اس نے خاموشی سے بغیر اس کی جانب دیکھے بیک ڈور کھولا تو وہ اندر بیٹھ گئی۔۔

دانیال نے جلدی سے گاڑی نکالی اور قریبی ہوسپیٹل لے کر پہنچا تھا۔۔

💖💖💖💖💖💖💖

وہ ازان جس کے سر پر اب ڈریسنگ ہو چکی تھی اور دو سٹچ آئے تھے،،، دانیال اسے گود میں لئے لاؤنج میں بیٹھا تھا۔۔

وہ فجر اور ازان کو کہانی سنا رہا تھا۔۔

ثمن کچن میں تھی اور چائے بنا رہی تھی۔۔

ڈاکٹر کے الفاظ کانوں میں گونج رہے تھے جب ڈاکٹر دانیال سے بات کر رہا تھا۔۔

آپ کا بیٹا بلکل ٹھیک ہے اب دانیال دلاور اعظم،، بس زرا سی چوٹ ہے بہت جلد آرام آ جائے گا--

اور دانیال نے زرا بھی ان کی غلط فہمی دور کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کی تھی--

ثمن نے کھڑکی کی اوٹ سے لاؤنج میں جھانکا کیونکہ کافی خاموشی چھا چکی تھی--
ازان اور فجر سو چکے تھے--

پتا نہیں دانیال جی نے کھانا بھی کھایا کہ نہیں،، اس نے چائے کی بجائے پہلے دن میں بچوں کی فرمائش پر اپنے ہاتھ کی بنائی گئی بریانی گرم کر کے پلیٹ میں نکالی،، ساتھ رائتہ اور سلاد رکھا اور ٹرے لئے باہر آئی--

ٹرے ٹیبل پر رکھی۔۔تو دانیال بے تحاشا چونکا کیونکہ اس وقت اسے سخت قسم کی بھوک محسوس ہو رہی تھی اور سامنے والی جیسے بنا کہے ہی اس کا دل کا حال جانتی تھی۔۔

اور اگر وہی محرمِ دل بن جاتی۔۔

دل نے ہمک کر انوکھی فرمائش کی۔۔ نگاہ کالی چپل میں مقید نرم و نازک چھوٹے پیروں پر پڑی تو اس نے اسے بھی گستاخی سمجھ نگاہ پھیر لی۔۔

وہ اٹھا،، اور ازان کو اندر لٹا آیا۔۔تب تک وہ فجر کو بھی اٹھا چکی تھی۔۔اور اندر لٹا آئی۔۔

آپ کو بچوں کا خیال رکھنا چاہیئے تھا۔۔دانیال کے لہجے میں سنجیدگی تھی۔۔

وہ روم میں تھے،، میں نماز پڑھنے لگی تو باہر نکل گئے،، مجھے پتہ نہیں چلا۔۔وہ کہتی کچن میں گم ہوئی تھی۔۔

اب وہ بڑی رغبت سے کھانا کھانے میں مصروف تھا۔۔ ایک عرصے بعد کچھ ذائقے دار کھانے کو ملا تھا۔۔

وہ کچن میں کھڑکی کی اوٹ سے وقتا فوقتا اسے دیکھتی رہی۔۔کہ اسے اور نا چاہیئے ہو۔۔

کھانا کھا کر وہ ٹرے دینے کچن تک آیا تھا۔۔۔دروازے سے باہر کھڑے ہو کر ہی اس نے ٹرے آگے بڑھائی جو کہ اس نے تھام لی۔۔

بہت شکریہ،، مجھے اس وقت سچ میں بہت بھوک لگی تھی۔۔

اور چاہیے آپ کو،،، نرم سی آواز دانیال کے کانوں میں پڑی۔۔

،،نہیں،،، میں جا رہا ہوں،، کسی چیز کی ضرورت تو نہیں

جی نہیں،،،،،،، وہ جانے لگا۔۔۔

دانیال جی،،،، میں نے چائے بنائی تھی آپ کے لئے،، ثمن نے پکارا

دانیال کے کانوں میں رس سا گھلا۔۔

Danial gggg ,,,,,,,,,,,,,sounds good,,,,,

دل میں سوچ کر مسکرایا۔۔

اس نے چائے دی،،، جوکہ دانیال نے پی کر کپ اسے تھمایا۔۔

وہ کچن کی کھڑکی کے پٹ کے پاس کھڑی تھی وہ جانے لگا تھا جب کسی خیال کے تحت

قدم وہیں جم سے آیا۔۔

ثمن شادی کریں گی مجھ سے،،میں بچوں کو اپنا نام دینا چاہتا ہوں،،؟ وہ اخر کار پوچھ

بیٹھا،، وہ شرم و حیا کی شدت سے کانوں تک سرخ پڑتی خاموش ہو گئی۔۔

اور سامنے والے کا دل اس کی خاموشی کو انکار سمجھ کر جیسے پاتال کی اتھاہ گہرائیوں میں گرا تھا۔۔

اس نے جانے کے لئے ق بڑھانے جب ثمن گڑبڑائی تھی۔۔

صرف بچوں کو اپنا نام دینا ہے اور بچوں کی مما کو ،،،؟ وہ دھیمی آواز میں پوچھ بیٹھی۔۔

یہ سن کر دانیال کی روح تک میں سرشاری سی اتری تھی۔۔گہرا مسکرایا۔۔

وعدہ کرتا ہوں کہ کل اسی وقت بچوں کی مما کے روبرو آکر ہی بتاؤں گا کہ بچوں کی مما کو اپنے نام کے ساتھ پوری زندگی دینی ہے۔۔

دانیال نے پینٹ کی پاکٹوں میں ہاتھ ڈال کر اطمینان سے کہا۔۔

وہ بھاگ کر روم میں بند ہو گئی تھی۔۔

دانیال گہری مسکان لیے وہاں سے چلا آیا۔۔

وہ فارم ہاؤس سے سیدھا رانا جہانگیر کے گھر آیا تھا۔۔

لاؤنج میں رانا جہانگیر سے ملاقات ہو گئی۔۔ان کی تیوری پر بل آئے۔۔ جبکہ صائمہ بیگم خوشدلی سے ملیں۔۔
دانیال کو شرمندگی ہوئی۔۔

پلیز انکل،، میں معزرت خواہ ہوں،،، کہا سنا معاف کردیں،، اس دن میں شاید غصے میں تھا اور،،،،

اٹس اوکے،،، کوئی بات نہیں،، وہ بھی جہاندیدہ تھے اس کی شرمنگی نوٹ کر چکے تھے۔۔

میں ثوبی کو لینے آیا ہوں،،اگر آپ لوگ اجازت دیں تو،، وہ اطمینان سے بولا،، دونوں نے چونک کر اس کی جانب دیکھا۔۔مگر جہانگیر گویا ہوئے۔۔

،،،اگر وہ جانا چاہے تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں،،، جہانگیر کے کہنے پر وہ مسکرایا تھینک انکل اور ثوبی کے روم کی جانب گیا۔۔

روم کے باہر کھڑے ہو کر دروازے پر دستک دی۔۔
یس کم ان،،، سن کر اندر داخل ہو گیا۔۔

ثوبی جو بک لئے بیڈ پر بیٹھی تھی دانیال کو دیکھ کر حیران ہوئی،، اور سیدھی ہو گئی۔۔ سر پر سکارف درست کیا۔۔

،،،دانیال نے قریب آکر اس کے سر پر ہاتھ رکھا،،، کیسی ہیں گڑیا

مم،،، میں ٹھیک ہوں بھائی آپ کیسے ہیں بیٹھ جائیں،،، وہ گھبرائی تھی شاید دانیال سے ڈرتی بھی تھی۔۔

بیٹھنے نہیں لینے آیا ہوں تمھیں،،،، دانیال نے کہا تو ثوبی چونکی۔

دراصل کل میں سادگی سے نکاح کر رہا ہون اور اس میں میرے سب گھر والوں کا ہونا ضروری ہے،،، تم میرے بھائی کے وجود کا حصہ ہو،، میرے گھر کا ایک اہم ترین حصہ ہو،،، بیٹی ہو اعظم مینشن کی تو تمھارا اس چھوٹی سی تقریب میں ہونا بہت ضروری ہے۔۔ دانیال نے اسے حیران کیا۔۔ آج اس کے لیے میں بھی بڑے بھائیوں والی نرمی اور شفقت تھی۔۔

مری میں جو شاہِ من نے دانیال بھائی کے بارے میں اسے سب بتایا تھا اس کے حساب سے تو یہ بہت بڑی خوشخبری کی بات تھی۔۔

سچ بھائی ایسا ہے کیا۔۔میں بہت خوش ہوں آپ کے لئے،، وہ سچ مچ خوش ہوئی تو وہ مسکرایا۔۔

اور دیکھو یہ خبر میں نے سب سے پہلے اپنی گڑیا کو سنائی ہے اب تم نے ہی گھر جا کر ایک بہو ہونے کے ناتے مما بابا سے بات کرنی ہے اس لئے جلدی چلو۔۔
دانیال نے چھیڑا تو وہ جھینپ گئی۔۔

بھائی میں آپ کے ساتھ جا رہی ہوں،، مگر من سے ہرگز بات نہیں کروں گی،، اس نے منہ پھلایا۔۔

،،وہ ہنسا،،، نا کرنا،، بلکل مت کرنا،،، ہی ڈیزرو،،، اب چلو میں باہر ویٹ کر رہا ہوں دانیال کہتا باہر نکل گیا۔۔

وہ جلدی جلدی تیار ہو کر باہر آئی تو جہانگیر اور صائمہ بیگم کو خوشگوار حیرت ہوئی۔۔

💖💖💖💖💖💖💖💖

وہ شازیہ بیگم کی گود میں منہ دیے بکھرے سے حلیے میں لیٹا تھا۔۔
شازیہ بیگم اس کے گھنے بالوں میں ہاتھ پھیر رہیں تھیں۔۔ اس کی آنکھوں سے نکلتی نمی شازیہ بیگم کو اپنے دامن میں جزب ہوتی محسوس ہو رہی تھی۔۔

مما نہیں جی سکتا میں اس کے بغیر ،،، من کا دل کرلایا،،، تو زبان سے بول دیا۔۔

،،تو اٹھا لاؤ اسے،،، شازیہ بیگم نے چھیڑا

مما وہ ناراض ہے مجھ سے حالانکہ میں نے جان بوجھ کر نہیں کیا تھا،، ایک اور دہائی دی--

،،تو منا لو اسے من،،، کب تک تڑپو گے،،، شازیہ بیگم جھنجھلائیں

تمھاری عمر تک تو تمھارے ابا کے پاس دانیال،، تم اور سارا آ بھی چکے تھے---
شازیہ بیگم نے شوشا چھوڑا تو وہ جھینپ گیا اور نم آنکھیں لیے ہی مسکرا دیا--

اسی لئے کہہ رہی ہوں نالائق مناؤ اسے اور بس میں تو جلدی جلدی اپنے پوتے پوتی کا منہ دیکھ لوں تو سکون آلئے،، سچ من اب تو بلکل انتظار نہیں ہوتا--

شازیہ بیگم نے اپنی فرمائش جاری کی تو وہ اٹھتا بالوں میں ہاتھ پھیرتا اپنے روم میں بھاگ گیا۔۔۔

نالائق گدھا،،، ایک بیوی نہیں منا سکتا،، شازیہ بیگم جھنجھلائیں،، مگر اچانک سامنے کا منظر دیکھ دل بلیوں اچھل پڑا تھا۔۔

💖💖💖💖💖💖💖💖💖

سنو جاناں

اتنے اچھے موسم میں روٹھنا نہیں اچھا

ہار جیت کی باتیں

کل پہ اٹھا رکھتے ہیں

آج دوستی کر لیں

وہ اپنے روم میں بیڈ پر نیم دراز تھا۔۔

جب ڈور زرا سا دھکیل کر ثوبی منہ پھلائے اندر داخل ہوئی،، اس دیوانے کو لگا یہ اس کا وہم ہے ،،تصور یا تخیل کہ وہ دشمنِ جاں تو اب اسے اکثر ہی خیالوں میں اپنے کمرے میں چلتی پھرتی نظر آتی تھی۔۔

ثوبی آگے بڑھی اور اپنے ڈریسنگ سے اپنا ایک ڈریس نکالا ۔۔
شاہِ من اٹھ کر بیڈ پر بیٹھا اور دونوں ہاتھوں کی انگلیوں سے اپنی کنپٹیاں سہلانے لگا۔۔

قسم سے،،،،نا کریں رانا صاااااب پہلے ہی بہت اذیت میں ہوں،،، وہ جھنجھلایا ۔۔۔ با آواز بلند بڑبڑایا۔۔
ثوبی بخوبی سن کر بھناتی پیچھے پلٹی۔۔ دل کیا آگے بڑھ کر اس کی کمر پر کرارا سا مکا ہی ٹکا دے۔۔

تو انسان میں اتنے گٹس ہونے چاہئیں کے اپنی روٹھی بیوی کو منا سکے۔۔

یہ کہتی وہ ڈریس لے کر روم سے نکلتی چلی گئی دروازہ ہلا تو اعظم صاااب کو ہوش آیا کہ وہ سچ مچ اعظم مینشن میں موجود ہے۔۔

وہ اس کے پیچھے لپکا تھا۔۔مگر وہ رابی کے روم میں گھس کر ہوا دھاڑ سے دروازہ بند کر چکی تھی۔۔

ڈوبی پلیز میری بات سنیں میں تو کوئی زور زبردستی نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔

،،،،وہ روہانسا ہوا۔۔مگر اندر سے جواب ندارد

کچھ ہی دور کھڑا دانیال اسے دیکھ معنی خیز ہنسی ہنسا۔۔

کیسا لگا دھماکے دار سرپرائز میرے بھائی،، میں نے سوچا کل تم مجھے شادی کا گفٹ دینے والے ہو میں آج تمھیں پہلے ہی ریٹرن میں دے دیتا ہوں ---

دانیال احسان کرنے والے انداز میں بولا--

،،،وہ تیزی سے آگے بڑھ کر دانیال سے لپٹ گیا--یہ ورلڈ کا بیسٹ سرپرائز تھا بھائی

ابے،،،،، اکسائیٹمنٹ میں ہونے والے دلھے کی پسلیاں نا کڑکا دینا،،، دور ہٹ--- جا ،،،کے بیوی سے نمٹ،،،،، جا کے اس کی پسلیاں توڑ،،، جو مرضی کر،،، مجھے چھوڑ گدھے

دانیال نے اسے پرے دھکیلنے کی ناکام کوشش کرتے جھڑکا--

شاہِ من قہقہ لگا کر ہنس پڑا--اور پیچھے ہٹا--

اب اس نے تو خود کو روم میں بند کر لیا تو سوچا آپ سے کام چلا لوں۔۔۔اس کی باری بعد میں آئے گی۔۔

وہ بے حد شرارت سے کہتا دانیال کے خطرناک تیور دیکھتا اپنے روم میں بھاگ گیا۔۔

دانیال کو اسے خوش دیکھ کر اب دل سے سکون محسوس ہوا تھا۔۔

💖💖💖💖💖💖💖💖

وہ شراب کے نشے میں دھت اپنے روم میں لڑکھڑاتا داخل ہوا تھا۔۔

نایاب کو اسے دیکھ کر شاک لگا۔۔

نایاب جانتی تھی کہ وہ پیتا ہے،، مگر پی کر گھر نہیں آیا تھا کبھی ،،،،آج تو اس نے یہ بھی حد پار کر دی تھی۔۔

وہ بری طرح لڑکھڑایا تو نایاب نے آگے بڑھ کر اسے تھامنا چاہا۔۔

،،نشوان یہ کیا،،، یہ کیا کر کے آئیں ہیں آپ

چھوڑو مجھے،،،، دور ہٹو،، تم،،، چیپ عورت ایک کام کہا تھا وہ بھی ڈھنگ سے نہیں کر پائی۔۔کہا بھی تھا بھڑکاؤ اسے من کے خلاف مگر وہ واپس چلی گئی،،، اس کے پاس چلی گئی،،

ڈیم اٹ،،،،، اس نے ٹیبل سے واس اٹھا کر ڈریسنگ کا شیشہ چکنا چور کیا تھا۔۔

اب،،، اب میں وہ کروں گا جو میرا دل کہے گا،،، اب وہ ہوگا جو میں ہر گز کرنا نہیں چاہتا تھا۔۔

وہ پھنکارتا اپنے بال نوچ رہا تھا۔۔

کک،،،، کیا کرنے والے ہیں آپ نشوان،،، پلیز خدا کا خوف کریں،،، نایاب کو جھرجھری آئی تھی--

نہیں،،، وہ دھاڑا،،،، اب تو قہر برسے گا اور ثوبی صرف نشوان احمد کی ہوگی--میں آگ لگا دوں گا اسے اگر وہ میری نہیں ہوئی--

وہ بکتا جھکتا بیڈ پر گر چکا تھا--

نایاب وہی زمین پر گری تھی--آنسو ٹوٹ کر گود میں گرے تھے وہ جتنا نشوان کے لئے خود کو بدلنے کی کوشش کر رہی تھی

نشوان اتنا ہی اپنی بے جا ضد ہٹ،، دھرمی اور پاگل پن میں اس سے دور ہوتا جا رہا تھا--

💖💖💖💖💖💖💖💖

دانیال کی خواہش پر نکاح کا بندوبست فارم ہاؤس میں ہی کیا گیا تھا---

شاہِ من نے شازیہ بیگم اور دلاور اعظم کو اسی دن سب کچھ بتا دیا تھا--

جس دن دانیال نے اسے بتایا تھا

وہ تو انتظار کر رہے تھے کہ کب بات آگے بڑھے اور کب وہ دانیال کی بھی خوشی دیکھیں--

سو اج وہ دن آ ہی گیا تھا--

رانا جہانگیر اور صائمہ،، احمد اور مسز احمد وہ سب لاؤنج میں موجود تھے--

دانیال بلیک شیروانی میں بے تحاشا خوبرو لگ رہا تھا--

شاہِ من گرے پینٹ کے اوپر وائٹ شرٹ اور اوپر بلیک کوٹ میں بہت ہینڈسم لگ رہا تھا--

اب تیاری مکمل تھی-- بس دلہن کا انتظار تھا--

فجر دانیال کی گود میں جبکہ اذان دلاور اعظم کی گود میں تھا-- پاس بیٹھی رابی دونوں سے چھیڑ خانی کرنے میں مصروف تھی--

دونوں تیار ہوئے بے حد کیوٹ لگ رہے تھے۔

اندر ثوبی نے پیروں تک وائٹ میکسی پہنی تھی جس پر نیلے رنگ کی کڑھائی تھی--

ہلکے میک اپ میں بے تحاشا حسین لگ رہی تھی--

ثمن تیار تھی--

ہلکی فیروزی کامدار میکسی میں وہ دلہن بنی بے تحاشا خوبصورت لگ رہی تھی--

ثوبی نے بڑا سا ریڈ دوپٹہ گھونگھٹ بنا کر اس کے اوپر اوڑھا دیا کہ اس کا چہرہ بلکل چھپ گیا--

وہ اسے لئے باہر آئی،،، کیونکہ شازیہ بیگم ایک بار آکر بلا چکی تھیں--

ثوبی کو دیکھ محفل میں بیٹھے ایک شخص کے دل کی دھڑکنیں سینے میں پاگل ہوئیں تھیں--

وہ کسی کا بھی لحاظ کیے بغیر مبہوت سا اسے دیکھے گیا جس نے اسے اگنور کرنے کی شاید قسم کھا رکھی تھی--

دانیال نے ایک نظر اس لرزتے کانپتے نازک سے وجود کو دیکھا تھا--

ثوبی اسے لئے صوفے پر بیٹھ گئی--

مولوی صاحب نے نکاح پڑھوانا شروع کیا-- جلد ہی ایجاب و قبول کا مرحلہ طے پا گیا--

سب نے دانیال کو مبارک دی--

سب بہت خوش تھے-- بچوں کی معصوم سی شرارتیں دیکھ ان کی ہنسی نہیں رک رہی تھی--

سب نے کھانا کھایا۔۔

ژوبی ثمن کو لئے روم میں چلی گئی۔۔

💖💖💖💖💖💖💖💖

وہ سب اعظم مینشن واپس آئے تھے۔۔جہانگیر اور صائمہ ،،،آحمد اور مسز احمد اپنے گھر چلے گئے تھے۔۔

ژوبی کو تھکاوٹ سی محسوس ہو رہی تھی۔۔اور فریش ہونے کا ایک ہی طریقہ تھا۔۔
وہ سب لاؤنج میں بیٹھے تھے۔۔

مما میں زرا گرین ہاؤس جا رہی ہوں،، وہ کہتی لاؤنج کے پچھلے دروازے سے گرین ہاؤس چلی گئی۔۔

کچھ ہی دیر بعد من بھی اٹھ کر اس کے پیچھے جانے لگا جب۔۔

،،،کدھر چل دئے برخوردار،،، اب ماں باپ اور بہن کے پاس بیٹھ کر دل نہیں لگتا کیا

دلاور اعظم نے بیٹے کو چھیڑا۔۔

تو وہ بری طرح جھینپ گیا مگر ازلی بولڈنیس اور ڈھٹائی سے کان کھجاتا بولا۔۔

وہ کیا ہے ناں ڈیڈ آپ کی بہو ناراض ہے اور کہتی ہے کہ مجھ میں منانے والے گٹس

،،،نہیں ہیں تو منانے جا رہا ہوں اسے

وہ کہتا باہر کی جانب بڑھا۔۔

بیسٹ آف لک بھائی،،،،، رابی نے ہانک لگائی۔۔

وہ مسکراتا پچھلی جانب آیا۔۔

گرین ہاؤس میں داخل ہوا تو ایک طرف بلیک روزز کے پاس کھڑی انھیں ہلکے سے چھو رہی تھی--

پیچھے جانی پہچانی کلون کی خوشبو اور آہٹ بھی محسوس ہو چکی تھی--

مگر وہ ہنوز اسی طرح کھڑی رہی--

شاہِ من آہستگی سے چلتا قریب آیا۔اور کمر سے اس کے گرد بازو حمائل کیے--

پیٹ پر سلگتے سے ہاتھوں کا لمس محسوس ہوتے ہی اس کے رونگٹے کھڑے ہوئے تھے--

یہ،،، یہ ،،کک،،، کیا کر رہے ہیں آپ،،، وہ گھبرائی

اپنی روٹھی ہوئی وائف کو منا رہا ہوں،،،کھلے ہوئے کرلی بالوں میں منہ دیا اور ان کی خوشبو سانسوں میں بسائی--

،،،ایسے لوفروں کی طرح کون مناتا ہے،، اس نے برا سا منہ بنایا

شاہِ من دلاور اعظم،،،،،، وہ اطمینان سے بولا اور لب کندھے پر رکھے۔ثوبی کی سانس اٹکی۔۔

چھوڑیں من کوئی آ جائے گا،، وہ گھبرائی سی بظاہر جھنجھلائی۔

تبھی شاہِ من نے بہت اچانک اسے بازوؤں میں بھرا تھا۔۔
یہ کک،،،، کیا کررہے ہیں آپ،،،، چھوڑیں مجھے،،،، وہ مچلی۔۔

وہاں لے کر جا رہا ہوں جانِ من،،، جہاں کوئی بھی نا آسکے۔۔ اور مجھے مناتے ہوئے ڈسٹرب نا کر سکے،،، وہ دانتوں تلے لب دبا کر بولا۔۔

اس کی گوہر افشانی سن اس کے ارادے جان،،،ثوبی کی آنکھیں باہر کو ابلنے کو تھیں جس کا رخ اب اندر کی جانب تھا۔۔

،،،،من،،، پاگل ہو گئیں ہیں آپ،،، لاؤنج میں سب بیٹھیں ہیں،، نیچے اتاریں مجھے وہ بری طرح مچلی۔۔

اٹس اوکے جان سب کو دیکھنے دو کہ آپ کے ہبی میں کتنے گٹس ہیں اپنی وائف کو منانے کے۔۔

مم،،، میں نے،،، یہ،،، نن،،، نہیں کہا تھا،،، کہ آپ بب،،، بے شرمی پر اتر آئیں،،، وہ گھگھیا گئی۔۔کیونکہ وہ لاؤنج میں داخل ہو چکا تھا۔۔

وہ جو ارادے باندھ کر بیٹھی تھی اور رابی سے بول بھی چکی تھی کہ وہ اس کے روم میں رہے گی۔۔سارے ارادے ڈھیر ہوگئے اور یہ غداری لگتا ہے رابی نے ہی کی تھی۔۔

وہ لاؤنج سے گزرتا سیڑھیوں کی جانب بڑھا۔۔ ثوبی نے گھبرا کر اس کے بازو میں منہ دے لیا۔۔
سب دیکھ کر چونکے تھے اور دبی دبی معنی خیز ہنسی ہنسے۔۔رابی کی زبان میں کھجلی ہوئی۔۔

بھائی اچھے سے منانا بھابھی کو تاکہ یہ دوبارہ روٹھنے سے پہلے ہزار بار سوچیں۔۔
وہ تینوں قہقہہ لگا کر ہنسے تھے۔۔ثوبی نے اس کے سینے پر غصے سے ناخن چبھو ڈالے۔۔
وہ گہرا مسکرایا تھا۔۔

روم میں لاکر پاؤں سے ڈور لاک کیا تھا۔۔اور اسے نیچے اتارا۔۔
شاہِ من بہت بدتمیز ہیں آپ،،، وہ جھنجھلا کر ڈریسنگ کی جانب بڑھنے لگی تھی۔۔

تبھی شاہِ من نے اس کی ویسٹ پر ہاتھ رکھ کر اسے دیوار کے ساتھ لگایا تھا۔۔

خود بے حد قریب ہو کر ایک ہاتھ دیوار پر رکھا۔۔

ثوبی کی بیک بون میں سرسراہٹ ہوئی۔۔ اس کے ہونٹوں کے بے حد قریب ہوا اتنا کہ ثوبی کو اپنے ہونٹوں پر اس کی سانسوں کی مدھم اور نرم سی گرماہٹ محسوس ہوئی۔۔

ابھی کہاں،،، ابھی تو میری بدتمیزیوں کا ٹریلر بھی نہیں دیکھا میری جان جس دن میں نے دکھا دیا ہوش اڑ جائیں گے آپ کے،،،

ثوبی کی سٹی گم ہوئی تھی۔۔ گھبرا کر آنکھیں بند کیں تھیں۔۔

بولنے کی گستاخی نہیں کی تھی۔۔بولتی تو اس کے لب سامنے والے کے لبوں سے مس ہو جاتے۔۔

ثوبی نے گھبرا کر رخ دوسری جانب موڑا تھا۔۔

شاہ من نے اپنے سلگتے لب اس کی گال پر رکھے۔۔

مم۔۔من،،، نو،،، پلیز،،، مم،، میں،، نن،،، نہیں،، ناراض،،، وہ اتھل پتھل ہوتی سانسوں سے اتنا ہی بول پائی۔۔ کانوں تک سرخ ہوئی تھی۔۔

وہ گہرا مسکرایا۔۔ اور غور سے اس کی غیر ہوتی حالت دیکھی۔۔

گھبرائیں نہیں جان،،،، اس نے ہاتھوں کے پیالوں میں اس کا چہرہ بھرا۔۔جب تک آپ دل سے رضامند نہیں ہوں گی،، یہ رشتہ آگے نہیں بڑھے گا۔۔ آپ کو ہرٹ کرنے کا میں سوچ بھی نہیں سکتا،، ریلیکس رہیں۔۔

وہ عقیدت سے اس کا ماتھا چومتا بولا تھا۔۔

ثوبی پرسکون ہو گئی۔۔

وہ پیچھے ہٹا اور دلچسپی سے اس کا لال ٹماٹر چہرہ دیکھا۔۔

💖💖💖💖💖💖💖💖

دانیال نے اپنے روم میں ہی ایک طرف بچوں کے لئے بیڈ لگوایا تھا۔۔جو چاروں اور سے منقش لکڑی کے ڈیزائن سے بنی ایک چھوٹی سی دیوار بناتا تھاتاکہ سوتے میں بچے نیچے نا گر پائیں۔۔

وہ دھیمے قدموں سے چلتا روم میں داخل ہوا تو وہ اس کی جانب پیٹھ کیے بیٹھی تھی۔۔

اور بچے بیڈ پر سو رہے تھے۔۔

وہ آگے بڑھا۔۔

آہٹ پا کر وہ ایک دم سیدھی ہوئی تھی۔۔

دانیال نے آگے بڑھ کر بچوں کو باری باری نرمی سے اٹھا کر ان کے بیڈ پر لٹایا تھا۔۔

وہ فجر کو لٹا ہی رہا تھا جب اپنے پیچھے دبی دبی سسکیوں کی آواز سنائی دی۔۔

تو وہ بے تحاشا چونکا تھا۔۔

تڑپ کر بیڈ کی جانب بڑھا تھا۔۔اس کے پیچھے کھڑے ہو کر اسے مخاطب ہوا۔۔

کیا ہوا ثمن ،،،آپ ٹھیک تو ہیں،،، یہ نکاح آپ نے دلی رضامندی سے کیا ہے ناں،، پلیز بتائیں مجھے کیا ہوا۔۔

دانیال ایک سوال پوچھوں آپ سے،،،، اگر کبھی صبا آپ کو میری جیسی حالت میں ملی ہوتی تو کیا آپ معاف کرتے اسے،،،؟

دانیال پھٹی پھٹی آنکھوں سے اس کی پشت کو گھور رہا تھا وہ اس وقت یہ کیا کہہ رہی تھی اور کیوں اور اسے صبا کا کیسے پتہ تھا۔۔

دانیال،،، مم،،، مجھے معاف کر دیں،، میں آپ کی گناہ گا،،، خطا کار ہو،،، سیاہ کار ہوں اپنے گناہوں کی بوئی فصل سود سمیت کاٹ چکی ہوں،،، مجھے معاف کر دیں--

وہ ہاتھوں میں چہرہ چھپائے پھوٹ پھوٹ کر روئی تھی--

،،،،،دانیال ٹھٹھکا تھا یہ وہ کیا کہہ رہی تھی--یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں ثمن دانیال میں،،، ص،،، صبا،،،، میں،،، وہ ہچکیوں میں جانے کیا کہنا چاہتی تھی جب دانیال نے اسے بازو سے گھسیٹ کر اپنے سامنے کھڑا کیا تھا--

ایک طوفان اور جھکڑ سا تھا جس کی زد میں دانیال آ چکا تھا،، پھٹی پھٹی آنکھوں سے سامنے کھڑے وجود کو دیکھا--اسے جا بجا داغے اور جلائے گئے بازوؤں اور گردن کو دیکھا--

اس کی آنکھوں کو دیکھا جو اب بے تحاشا رونے سے سوج چکیں تھیں--

وہ اس کا بازو دبوچے گھسیٹتا اسے باہر لایا تھا--

باہر لا کر اسے فرش پر پٹخا تھا۔۔

تم،،، یو،،،،، تم کیا کر رہی ہوں میرے گھر میں،،، میرے روم میں میری زندگی میں ثمن کہاں ہے،،، جلدی بتاؤ ورنہ جان لے لوں گا میں تمھاری،، وہ دھاڑا اور دونوں،،، ہاتھوں سے اس کا گلا دبایا تھا جو محبت کو رسوا کر کے اس کے نکاح میں ہونے کے باوجود کسی غیر کے ساتھ چلی گئ تھی۔۔

اسے ساری زندگی کے لئے کانٹوں پر گھسیٹ کے،،،، اب جب محبت کی نئ کونپل دل ،،،، میں کھلنے لگی تھی تو وہ کیوں چلی آئی تھی پھر سے اسے روندنے
کیوں،؟

میں ہی ش،،، م،،،، ن،،،، ہوں،،، دان،،،،،، اس کا سارا خون نچڑ کر چہرے پر آ چکا تھا۔۔

تبھی دانیال نے اسے زمین پر پھر پٹخا تھا۔۔

تمھاری ہمت کیسے ہوئی واپس آنے کی،، وہ دھاڑا جبکہ وہ فرش پر گھٹنوں میں منہ دئیے بے تحاشا رو دی۔۔ مجھے پھر سے دھوکہ دینے کی۔۔

،،،مم مجھے معاف کر دیں،،، دانیال

خبردار،،، خبردار اپنے منہ سے میرا نام بھی لیا،، چلی جاؤ یہاں سے،، میرے گھر سے دفع ہو جاؤ،،، صبا،،، نہیں تو میں جان لے لوں گا تمھاری۔۔

وہ بال مٹھیوں میں جکڑے پاگل ہونے کو تھا۔۔چہرہ لہو چھلکا رہا تھا۔۔کنپٹیاں یوں پھولیں تھیں جیسے پھٹ پڑیں گی۔۔۔

،،مار دیں دانیال مجھے،،، مگر اب آپ کے قدموں سے اٹھ کر کہیں نہیں جاؤں گی،، ماریں پیٹیں،، جو مرضی کریں،، بہت سخت جان ہو چکی ہوں میں،،بہت ڈھیٹ،،،،نا مرتی ہوں نا جان چھوٹتی ہے،،،،،، وہ ہچکیوں کے درمیاں کہتی اس کے قدموں میں گری تھی--

،،،دانیال نے شاکڈ سٹیٹ میں اسے دیکھا تھا
وہ جلدی سے پیچھے ہٹا تھا جیسے وہ کوئی اچھوت ہو--

بنا کچھ کہے روم میں آکر ڈور لاک کیا تھا--اور زمین پر بیٹھتا چلا گیا--
،،،قدرت نے اس کی گناہ گار کو اس کے سامنے لاپٹخا تھا ایسی حالت میں
تو وہ اس کی حالت پر اب خوش کیوں نہیں ہو پا رہا تھا--

وہ کیوں بھول گیا تھا کہ اس کی اور صبا کی ایج میں اتنا ہی ڈفرنس تھا--

اس نے آواز پر کیوں نہیں غور کیا تھا۔۔
کیوں نہیں سمجھ پایا تھا۔۔

اور اب جب وہ قدموں میں گری تھی تو اس کو کیوں نہیں بری طرح دھتکار پایا تھا۔۔

وہ باہر پھوٹ کر روتی پھر سے اپنے ہاتھوں کی لکیروں کو گھور رہی تھی۔۔
جب اس شخص کو چھوڑ کر گئی تھی تو اس کے نکاح میں تھی۔مگر اس وقت اسے رتی برابر بھی اس بات کی پرواہ نہیں تھی کہ محمود نے اس کا نئی پہچان بنوا لی تھی ثمن کے نام سے،،

نہیں جانتی تھی محمود سے نکاح کرنے کے باوجود حرام کی اور گناہوں کی زندگی گزار رہی تھی۔۔
بہت جلد اس کا کیا اس کے سامنے آیا تھا جب محمود اس سے اکتا گیا تھا۔۔

اپنے ماں باپ کے ساتھ مل کر ایسے ایسے کچو کے لگاتا زخم دیتا تھا کہ روح تک کانپ جائے--

ایک دن تو اس کی زبان پر جلتا انگارہ بھی رکھ دیا تھا جس سے اس کی آواز پہلے سے بدل گئی تھی--

اپنے کیے گئے گناہوں اور سیاہ کاریوں کا احساس بہت جلد ہو گیا تھا تب ساری ساری رات سجدوں میں گر کر وہ اپنے گناہوں کی معافی مانگتی تھی--

بچوں کی پیدائش سے کچھ دن پہلے ہی وہ شیطان صفت درندہ ایک ایکسیڈنٹ میں اپنے انجام کو پہنچ چکا تھا۔

تین سال مزید اذیتوں میں گزرے اپنے گناہوں کی معافی مانگتے جس دن مرنے والی تھی تو اسی نے بچا لیا جس کی گناہ گار تھی--

وہی مسیحا بن کر زندگی میں پھر سے آگیا تو یہ سمجھ کر اس کے ساتھ چلی آئی کہ اللہ تعالیٰ نے معاف کر دیا ہے--

مگر اللہ تعالیٰ بھی تو تب تک معاف نہیں فرماتے جب تک اس کا بندہ نا معاف کر دے اسی لئے جو ہوا اسے ہونے دیا کہ معافی لیے بغیر تو چین سے مر بھی نہیں سکتی تھی--

شازیہ بیگم نے اسے پہچان لیا تھا مگر اس کا داغا جسم اور پرنور چہرہ دیکھ خاموش رہیں تھیں--

رات بہت بوجھل تھی اندر وہ فرش پر بیٹھا اپنا غم غلط کر رہا تھا--
باہر وہ رات کے ساتھ قطرہ قطرہ روتی پگھل رہی تھی--

💖💖💖💖💖💖💖💖

میں نے زندان میں سیکھا تھا اسیروں سے اک اسم

جس کو دیوار پہ پھونکیں تو ہوا آتی ہے

جائے نماز پر بیٹھ کر ندامت کے آنسو بہا کر پہاڑ جتنے غموں کو جھیلنا سیکھ لیا تھا اس نے،،،،

ثمن مردہ قدموں سے اٹھی اور دوسرے روم میں جا کر وضو کیا۔۔

کپڑے تو روم میں تھے لہزا دلہن کے لباس میں ہی تہجد ادا کرنی پڑی۔۔

کیونکہ تہجد کا وقت تھا۔۔

دل و روح آج پھر اپنے گناہوں کی ندامت میں ڈوبے تھے۔۔

اب یہ تو طے تھا کہ قہ کبھی خود کو صبا کہلوانا پسند نہیں کرے گی کیونکہ صبا نے دانیال سے بے وفائی کی تھی۔۔

مگر ثمن دانیال پر اپنا تن من وار کر پھینکنے کو تیار تھی۔۔

یوں تو پہلے بھی اکثر راتیں اپنے گناہوں کی معافی مانگتے گزری تھیں مگر آج جو اس شخص کا سامنا کر کے دل جیسے شرمندگی کی اتھاہ گہرائیوں میں ڈوبا تھا۔۔

وہ فجر کی اذانوں کے وقت تک جائے نماز پر بیٹھی اپنے کیے گئے گناہوں کی معافی مانگتی رہی تھی۔۔

ہمیشہ کی طرح سکون اترا تھا اس کے اندر تک،،،،، تبھی فجر ادا کر کے جائے نماز پر ہی سو گئی تھی۔۔

صبح دانیال کی بچوں سے پہلے ہی آنکھ کھل گئی تھی۔۔اسے اپنے فلیٹ جانا تھا۔۔ حالانکہ ،،، بچوں کو بول چکا تھا کہ وہ ان کے پاس ہی رہے گا مگر

کچھ باتیں چاہ کر بھی انسان پوری نہیں کر سکتا۔۔

،،،،وہ روم سے باہر آیا تھا ایک چور نگاہ لاؤنج میں دوڑائی

جبڑے بھینچ گئے تھے اسے نا پاکر،،، اور اگر بچے اٹھ جاتے تو۔۔

،،کہیں سچ مچ تو نہیں چلی گئی کہیں،،، بچے کیا کریں گے،،، کیسے رہیں گے

اب وہ طیش میں ہر جگہ دیکھ رہا تھا تبھی سامنے والے روم کا دروازہ کھولا تو نگاہ سامنے

زمین پر اٹھی۔۔

جہاں وہ جائے نماز پر آڑھی ترچھی دلہن کے لباس میں ہی سرخ دوپٹہ خود سے لپیٹے گہری

نیند میں تھی۔۔

وہ واپس مڑنے لگا جب کچھ غیر معمولی محسوس ہونے پر ناچاہتے ہوئے بھی اس کی

جانب بڑھا۔۔

ہیبے،،، اٹھو،،، بچے اٹھنے والے ہے،،، اور بچوں کے معاملے میں کوئی کوتاہی برداشت نہیں کروں گا میں،،، انھیں کھروچ بھی آئی تو ادھیڑ کر رکھ دوں گا،، سمجھیں--- وہ جان بوجھ کر تقریباً چلایا--

،،،،،،مگر جواب ندارد

اس کے ماتھے پر گہرے بل آئے تھے--

ثمن اٹھو،،، ابھی کہ ابھی،،، وہ دانت پیس کر بولا تھا--مگر اس نے تو جیسے نا سننے کی اور نا ہلنے کی قسم کھا رکھی تھی--

اب مجبوراً وہ گھٹنوں ک بل جھکا تھا--

ثمن،،،،،ثمن،،،،،،،، ہلکے سے چہرہ تھپتھپایا،،، مگر یہ سمجھ کر اس کے سچ مچ اوسان خطا ہوئے تھے کہ وہ ہوش میں ہی نہیں ہے--

فورا ہی اسے بازوؤں میں بھرا--

اور باہر نکلا--

کچن میں بوا بیگم تھیں ،،،انھیں بچوں کے پاس رہنے اور ان کا خیال رکھنے کا بول کر اسے لئے باہر آیا--

اسے گاڑی میں لٹا کر ہوسپیٹل کے لئے نکلا تھا--

💖💖💖💖💖💖💖💖

وہ بیڈ پر نیم دراز موبائل میں بزی تھی--

رات وہ بہت ایزی ہو کر کافی دنوں کے بعد سکون سے سوئی تھی--

شاہِ من کی اب عادت ہو چلی تھی اس کو--

اس کی قربت میں اب وہ خود کو بہت محفوظ اور کمفرٹیبل محسوس کرتی تھی--

مما پاپا گھر پر نہیں تھے،، الیکشن ہونے والے تھے تو وہ کسی دعوت میں شرکت کرنے گئے ہوئے تھے۔۔

آج کا ان کا سارا دن بزی تھا۔۔
رابی کالج میں تھی اور وہ گھر میں اکیلی تھی۔۔

سستی سی چھائی تھی سوچا فریش ہوا جائے ۔۔فریش ہو کر باہر آئی تو سامنے کا منظر دل دہلا دینے والا تھا۔۔

آنے والے الیکشن کے لیے شاہِ من اتنی اہم میٹنگ میں سنجیدگی سے بیٹھا مینجرز سے ضروری بریفنگ لے رہا تھا۔۔

،،جب فون رنگ ہوا،،،، اور فون پر جگمگاتا رانا صاب کا نمبر بلنک کرنے لگا

اس کے ہونٹ نا چاہتے ہوئے بھی مبہم سا مسکرائے۔۔مگر فورا وہ مسکان غائب بھی ہو گئی۔۔

فون یس کر کے کان کو لگایا۔۔۔مگر دوسری طرف سے سنی گئی ایک دلخراش چیخ نے سیکنڈوں میں اس کے چہرے سے لہو چھلکایا تھا۔۔

اس وقت اگر اسے یہاں سے دنیا کی کوئی طاقت اٹھا سکتی تھی تو یہ وہی چیخ تھی۔۔ بڑے سے بڑے حادثے پر بھی جس کے ماتھے پر ایک شکن نہیں آتی تھی۔۔اب اس کی تنی رگیں جیسے پھٹنے کو تھیں۔۔

وہ فوراََ سے پہلے میٹنگ برخاست کرنے کا اشارہ کرتا وہاں سے اٹھا۔۔

،،،،شاہ،،، مم،،، من،،،،، وہ،،، میرے سامنے ہے،،، وہ،،،، میری،،،،، طرف،،، آ،،،،، رہا ہے،،،، بچائیں مجھے،،، ثوبی کی دبی دبی سسکیاں سنائی دیں تو شاہِ من کا دل اچھل کر حلق میں آگیا۔۔

ہیے کون ہے ثوبی،،، جلدی بتاؤ مجھے،،، وہ دھاڑا۔۔

وہ ---یہ،،، وہ،،،،، وہ پھر روئی۔۔

وہ بجلی کی رفتار سے باہر نکلا تھا۔۔اور گارڈز اور ڈرائیور کا انتظار کیے بغیر زن سے گاڑی بھگائی۔۔

فون بند ہو چکا تھا اور اس کا دل بیٹھ رہا تھا۔۔

آدھے گھنٹے کا فاصلہ اس نے پندرہ بیس منٹ میں طے کیا ہوگا۔۔

جھٹکے سے گاڑی اندر رکی تو اس نے پیچھے کھڑے گارڈ سے گن چھین کر پینٹ میں اڑس لی--

وہ طوفان بنا اعظم مینشن میں داخل ہو کر اپنے روم کی جانب بھاگا--
دھاڑ سے دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا تو سامنے کا منظر انتہائی غیر متوقع تھا--
اس نے سرد سی گہری سانس بھری--

روم میں کوئی نہیں تھا جبکہ رانا صاب بیڈ کراؤن کے اوپر چڑھی بڑی مشکل سے بیٹھی متوحش سی سامنے دیکھ رہی تھی--
وہ دھیمے قدموں سے چلتا اس کے قریب آیا--

،،،وہ،،، مم،، من،،، یہ،،، وہ

اس نے سہم کر اپنے مجرم کاکروچ چھکو کی جانب اشارہ کیا جو بیڈ پر بڑی شان سے براجمان رانا صاب کی جانب ہی پاؤں پسار کر بیٹھا تھا۔۔

Sobiii what's going on here?

اترو نیچے چوٹ لگ جائے گی۔۔

،،،من،،،، نو،،،، یہ اڑتا بھی ہے،، میرے اوپر اڑ کر بیٹھ گیا تو،،، من،،،، مجھے چھپا لیں کہیں،، وہ روہانسی سی سوں سوں کرتی بولی۔۔

ڈوبی نیچے اترو۔۔۔ ابھی یہ اجازت تو خود میں نے اپنے آپ کو نہیں دی کے تمھاری مرضی کے خلاف تمھیں چھوؤں ۔۔اس کی کیا مجال۔۔۔

وہ خمار آلود لہجے میں بولا مگر یہاں غور کون کر رہا تھا۔۔

،،نو،،، نیور،،، مجھے گود میں اٹھا لیں من،،، اس نے بچوں کی طرح بازو پھیلائے

تو من نے آگے بڑھ کر اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے اپنے آہنی بازوؤں میں اٹھا

لیا۔۔

ثوبی کا اگلا عمل،،،،، شاہِ من کا دل اچھل کر حلق میں آیا۔۔۔

جب اس نے اپنے نازک نرم و ملائم بازو اس کی گردن کے گرد مضبوطی سے لپیٹ کر اپنا

منہ اس کی گردن میں چھپا لیا۔۔

من،،،مجھے چھپا لیں،،، یہ اڑتا بھی ہے،،، اس نے پھر سسکی بھرتے دہائی دی۔۔

اور بہت ٹائٹلی ہگ کیا۔۔

شاہ من کی سانس اٹک گئی۔۔ اسے لئے رابی کے روم میں آیا۔۔وہ ہنوز اس سے بری

طرح چپکی ہوئی تھی

جیسے کاکروچ نا ہوا مونسٹر ہو گیا جو اسے سالم نگل جانے والا ہے۔

شاہِ من کا دل کیا قہقہے لگا کر ہنسے مگر ضبط کیے رکھا۔۔روم میں آکر خود کاؤچ پر بیٹھا۔۔

اور اسے گود میں بٹھایا۔۔

وہ ہنوز اس کی گردن میں منہ دئے بیٹھی رہی۔۔

آپ جانتی ہیں ڈولی آج آپ نے کیا کیا،،؟ لہجے میں سنجیدگی طاری کرتے شاہ من نے پوچھا تو اس نے گردن سے منہ نکلا کر اس کی جانب دیکھا۔۔

ی،،، یس،،، مم،،، میں نے آپ کی اتنی ضروری میٹنگ سپوئل کر دی،،، وہ سوں سوں کرتی بولی۔۔چھوٹی سی ناک سرخ پڑ چکی تھی۔۔

اچھا شروع سے بتائیں ہوا کیا تھا،،،کیسے اٹیک کیا چھکو نے میری انوسنٹ سی رانا صاااب پر ،،،وہ کہتا فورا دانتوں تلے لب دبا گیا۔۔

وہ میں فریش ہو کر واش روم سے باہر آئی تو وہ سامنے فرش پر تھا،،،،میں نے ڈر کر چپل اٹھا کر مارنی چاہی تو وہ اڑنے لگا اور میرے پیچھے بھاگنے لگا،،،، میں بیڈ کراؤن پر چڑھ گئی تو وہ بیڈ پر میرے سامنے بیٹھ گیا۔۔۔وہ کیوٹ کیوٹ سے منہ بناتی اپنے اور مسٹر چھکو کے درمیان ہونے والے دنگل کا احوال سناتی اس کے دل و دماغ پر بجلیاں گرا چکی تھی۔۔۔،،،، پھر میں نے کیسے بھی کر کے آپ کو فون کر دیا

وہ ہنوز اس کی گردن کے گرد بازو لپٹائے سکون سے بیٹھی تھی۔

میں نے پوچھا تھا رانا صاااب کہ آپ کو پتہ بھی ہے احساس بھی ہے آج آپ نے کیا کیا،،، ؟

اب شاہ من کے کے ہاتھوں نے اس کی کمر کے گرد گھیرا تنگ کیا تھا۔۔

،،،ی،،، یس آپ کی میٹنگ

میٹنگ جائے بھاڑ میں ،،،،مگر آج آپ نے اس شخص کے اندر سوئے ایک ہبی کو جگا دیا ،،،،ہے ایکچولی

وہ خمار آلود لہجے میں بولا جبکہ نگاہوں کا مرکز بلکل سامنے وہ نرم و گداز گلابی لب تھے--

بلکل اچانک بیٹھے بیٹھے رانا صاب ہوش کی دنیا میں آئیں تھیں کہ وہ کیا کیا گل کھلا چکی ہے،،،، کیا کیا کر چکی ہے--

کیا کیا بول چکی ہے--

مجھے گود میں اٹھا لیں --

مجھے کہیں چھپا لیں-- اور موجودہ صورتحال جب وہ بچوں کی طرح اس کی گود میں بیٹھی--

کانوں تک سرخ ہوتی اس کا دل کیا سامنے والے کی نگاہوں سے ابھی کہیں اوجھل ہوتے چھپ جائے--

،،،،وہ بری طرح بوکھلائی تھی۔۔ مم،،، من،،،، چھوڑیں مجھے،، مم،، میں ٹھیک ہوں

مگر رانا صاااااب،،،،، اب میں بری طرح خراب ہو چکا ہوں ،،،،وہ بے خود سا ہوا
تھا۔۔ایک ہاتھ خود بخود ہی جیسے ثوبی کی گردن پر لپٹایا تھا۔۔
من،،، ثوبی کے ہوش اڑے۔۔ مگر آج مدہوشی جیسے سر چڑھ کر بولی تھی۔۔
بہت نرمی سے اس نے اس کی سانسوں کو اپنی دسترس میں لے کر اس کے ہوش
ٹھکانے لگائے تھے۔۔
ثوبی کے دل نے ایک سو بیس کی رفتار پکڑی تھی۔۔ بری طرح آنکھیں بن کیں تھیں۔۔

کندھوں سے اس کی نیوی بلو شرٹ بری طرح مٹھیوں میں جکڑی تھی۔
یہ وہ لمس تھا وہ شدتیں تھیں جو اس کی چھوٹی سی جان حلق میں لے آتی تھیں۔۔
وہ نرمی سی پیچھے ہٹا۔۔

ثوبی نے بے حال ہوتے پھر سے اس کی گردن میں منہ چھپا لیا اور اپنی سانسوں کا توازن بر قرار کرنے کی کوشش کی۔۔

وہ گہرا مسکرایا۔۔

ہمممم،،، کیا ہوا جان کہا تھا ناں بدتمیزیاں کرنے پر اتر آیا تو ہوش اڑ جائیں گے آپ کے،،، اڑ گئے ناں،، اور آج یہ گستاخی کرنے پر مجھے آپ نے مجبور کیا۔۔

وہ ہنسا چلا گیا۔۔

ثوبی نے ایک زور دار مکا ٹکایا اس کے کندھے پر،،، مم،،، من آپ بہت بدتمیز ہیں،،، وہ روہانسی ہوئی۔۔

اور جھٹکے سے اٹھ کر کھڑی ہوئی ۔۔

کہاں رانا صاااااب،،، ادھر تو چھکو ہے،،، وہ شریر لہجے میں بولا۔

جی اور جا کر ہٹائیں اسے وہاں سے نہیں تو میں اپنا سامان اسی روم میں شفٹ کروا لوں گی --وہ اطمینان سے بولتی شاہِ من پر بجلی گرا گئی--

آں ہاں،،، کر کے تو دیکھائیں مجھے ڈئیر وائفی آپ ایسا،، پھر دیکھنا کیا کرتا ہے یہ آپ کا ہبی--وہ بھی سکون سے بولا--

کیا کریں گے آپ،،، ثوبی نے بھنوئیں اچکا کر کہا انداز چیلجنگ تھا--

یہ تو آپ کے ایکشن پر ڈیپنڈ کرتا ہے میرا ری ایکشن کیا ہوگا--ابھی نہیں بتا سکتا،،،، وہ لاپروائی سے بولا-

اوکے رائٹ آج رات میں ادھر ہی ہون،، وہ مزے سے بیڈ پر پاؤں پھیلا کر بیٹھ گئی--

رائٹ انھیں پیروں سے چل کر میرے پاس آئیں گی،،، اطمینان قابلِ دید تھا۔۔

دیکھا جائے گا،،،ابھی آپ جائیں اپنی میٹنگ اٹینڈ کریں جا کر،،، وہ پھیل گئی۔۔

I like your spirit dear wifi,,and I like challenges,,,,,

وہ گہرا مسکراتا وہاں سے جا چکا تھا۔۔

💖💖💖💖💖💖💖

آپ کی وائف کو برین ہیمرج ہوا ہے مسٹر دانیال ،،اور وہ بہت ویک بھی ہیں،،، مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ کیسے ایکسپلین کروں،،، کافی عرصے سے وہ پراپر ڈائٹ نہیں لے رہی ہوں،،، وہ بہت کمزور ہیں،، بہت ،،آپ کو ان کا بہت خیال رکھنا ہوگا نہیں تو اس ،،،اسٹیٹ میں کبھی بھی کچھ بھی ہو سکتا ہے،،، آپ سمجھ رہیں ناں مسٹر دانیال

ہوسپیٹل کے پرائیویٹ روم میں وہ اس کے بیڈ کے قریب چیئر پر بیٹھا اسے غور سے دیکھے جا رہا تھا اور ڈاکٹر کے الفاظ بار بار اس کے کانوں میں گونج رہے تھے۔۔

وہ پہلے سے بے تحاشا کمزور ہو چکی تھی گردن پر استری سے داغا گیا نشان بڑا واضح تھا۔۔
دانیال نے اسے ثمن پکارا تھا۔۔
کیونکہ جو اس سے بے وفائی کر کے اسے چھوڑ کر گئی تھی۔۔وہ صبا تھی۔۔ دانیال کو اس سے شدید نفرت کرنی تھی۔۔ تڑپانا تھا اذیتیں دینی تھیں اور مظالم ڈھانے تھے۔۔

مگر پھر اس سے میں اور ان لوگوں میں کیا فرق رہ جاتا۔۔

کیونکہ جو لوٹی تھی وہ ثمن تھی،،، باحیا،،، باکردار،،، باپردہ

وہ اس کمزور اور نحیف سے وجود سے جانے کیوں پر بے تحاشا نفرت نہیں کر پا رہا تھا۔۔
یقیناََ ثمن کی توبہ قبول ہوئی تھی۔۔جو دانیال کے دل سے اس کے لئے نفرت ہٹا دی گئی تھی۔۔

اور اسی بات نے اسے جھنجھلاہٹ میں مبتلا کر رکھا تھا۔۔
اس کی نگاہیں بار بار بھٹک کر اس کے پرنور معصوم چہرہ پر ٹک جاتی تھیں۔۔
نازک وجود سفید رنگت،، تیکھے کھڑے نقوش۔۔

فجر بلکل اس کے جیسے تھی تبھی کہیں دیکھی دیکھی لگتی تھی۔۔اور ازان
ازان میں بلکل اپنی شباہت محسوس ہوتی تھی۔۔ عجیب سی کشش،،، عجیب سا احساس۔۔

یہ سوچ دماغ میں آتے ہی اس کے زہن میں جھماکا سا ہوا تھا۔۔

،،،،،بچے

،،،بچے کس کے تھے

،،،،،کیا اسی کے تھے اگر ایسا تھا تو

زلزلے تھے،،،،، طوفان ،،،،جو اس کے سینے میں اٹھ رہے تھے۔۔

اس نے آہستگی سے اپنی لرزتی آنکھیں کھولیں تھیں،،، کچھ دیر چھت کو گھورنے کے بعد اپنے آس پاس دیکھا تھا۔۔

اور پاس بیٹھے شخص کو اپنی جانب دیکھ اس کی نگاہیں جھکی تھیں۔۔۔

کیوں بچایا مجھے دانیال آپ نے ،،، مر جانے دیا ہوتا،، وہ پھر سسکی،،، آنسو تکیے پر جزب ہوئے۔۔

دانیال جھٹکے سے اٹھا تھا اسے بازوؤں سے دبوچ کر اپنے روبرو کیا تھا۔۔

ابھی کہاں ثمن بیگم،،، ابھی تو اپنی اذیتوں کا حساب لینا ہے تم سے،،، ایک ایک پل کا،،، ابھی سے گھبرا گئیں،، وہ حساب کتاب تو بعد میں ہوگا،، لیکن ابھی مجھے صرف اور صرف ایک سوال کا جواب چاہیے تم سے،،، فجر اور ازان کس کے بچے ہیں،،،

وہ رونا بھول گئی تھی۔۔اور اپنے قریب اس دشمنِ جاں کو شاکڈ سی دیکھتی رہ گئی تھی۔۔ وہ اتنی جلدی اس بات کی باز پرس کرے گا اس نے سوچا نہیں تھا۔۔

یہ بات تو وہ خود سے بھی دہرانا نہیں چاہتی تھی،، آج تک جان بوجھ کر اس بات کو جھٹلاتی آئی تھی۔۔

اس کے خود کے اعمال نے کتنی زلت لکھ دی تھی اس کے نصیب میں،،

ثمن نے نگاہیں چرائیں۔۔

اب نگاہیں مت چراؤ،،، ثمن بیگم،،، اور مجھے سچ بتاؤ،،، کم آن،،، وہ دھاڑا۔۔

،،،،د،،،، دانیال ،،،،وہ،،،، بب،،، بچے،،،، وہ پھوٹ کر روئی

بتاؤ مجھے،،، کم آن،،، دانیال نے اسے جھنجھوڑ ڈالا۔۔

بب،،،، بچے،،، آپ،،،،، کے،،،، دانیال کی گرفت اس کے بازوؤں سے چھوٹی تھی۔
وہ انتہائی بے یقینی سے اسے دیکھے گیا،،، اس ظالم لڑکی کی روح نہیں کانپی تھی۔۔
،،،دانیال پر اتنا بڑا ظلم کرتے ہوئے

،،دانیال،،، مم،،، مجھے مار ڈالیں،،، کتنی دفعہ کوشش کی مگر خود کو حرام موت نا مار سکی
،،،آپ کے آگے ہاتھ جوڑتی ہوں،، میری مشکل آسان کر دیں مار ڈالیں مجھے

اس نے تھک کر بے حال ہوتے دانیال کے سینے پر سر رکھا تھا،، اس کے آنسو اس کی شرٹ بھگو رہے تھا--

دانیال چاہتے ہوئے بھی اسے دھتکار نہیں پا رہا تھا اور یہ بھی ایک عجیب بات تھی کہ اس کے آنسو اور یہ باتیں دانیال کو تکلیف دے رہیں تھیں--

آہٹ پر اس نے اسے تکیے پر لٹایا تھا--
سسٹر تھی جو اس کے ڈسچارج کے پیپر لیے آئی تھی--
سسٹر جا چکی تھی--

اٹھو ثمن،،، بچے ویٹ کر رہے ہوں گے،، گھبرا بھی رہے ہوں گے،،، اور یاد رکھنا ان کے معاملے میں ایک پل کی بھی غفلت اور کوتاہی برداشت نہیں کروں گا،، اچھے سے دماغ میں بٹھا لو--

وہ لال انگارا آنکھوں سے سرد و سپاٹ لہجے میں بولا۔۔

وہ بمشکل بیڈ سے اتری مگر پاؤں زمین پر پڑتے ہی بری طرح لڑکھڑائی تھی۔۔

دانیال نے اچانک اسے تھاما تھا۔۔

دیکھ کر چلو،،، وہ غرایا،،،، مگر اسے چھوڑا نہیں تھا۔۔اس نے چادر سے چہرے ڈھانپ لیا تھا۔۔اور اپنے وجود کو اچھے سے چھپا لیا۔۔

وہ اسے لئے گھر لوٹا تھا،، بچے رو رہے تھے دانیال نے انھیں سینے میں بھینچا۔۔
اور بوا بیگم کو کہا تھا کہ اسے روم میں لے کر جائیں،، اور بریک فاسٹ کروائیں۔۔

وہ بچوں کو لئے کچن میں آیا تھا۔۔۔

💖💖💖💖💖💖💖💖💖

زندگی کے دکھ ہمیشہ،،، زندگی کے ساتھ ہیں

لوگ فانی ہیں مگر لوگوں کے دکھ فانی نہیں

وہ بیڈ پر اجڑی بکھری سی حالت میں بیٹھی اپنے گزرے ماہ و سال سوچ رہی تھی۔۔

جب دانیال کے پاس تھی تو اس کی قدر نہیں کی۔۔۔کم سن تھی،،،، نا سمجھ۔۔سولہ کی تو تھی ابھی۔۔اور اس وقت نئی نئی جوانی کا وہ دور ہوتا ہے جب کچھ غلط نہیں لگتا جو انسان خود کرتا ہے بس وہی سہی لگتا ہے۔۔۔

مگر پھر نکاح کے بعد آہستہ آہستہ اس کی دانیال کے لئے دل میں محبت کی کومل پھوٹی اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ تناور درخت بن گئی۔۔

پلین کے مطابق دانیال کا کافی سارا پیسہ اڑا کر اسے محمود کے ساتھ بھاگنا تھا مگر صبا نے محمود کو انکار کر دیا۔۔یہ کہہ کر کہ وہ دانیال سے محبت کرتی ہے۔۔

محمود نے اسے اپنی مردانگی اور انا کا مسئلہ بناتے ہوئے ہر وہ حربہ آزمایا جس سے صبا اس کے پاس چلی جائے۔۔اور آخر کار اس بے غیرت نے صبا کے پچھلے میسجز اور فون کالز کی ریکارڈنگ کو ہتھیار بنا کر اسے بلیک میل کیا کہ وہ یہ سب دانیال کو دکھا دے گا۔۔

پھر صبا کو اس کے پاس جانا ہی پڑا۔۔۔اس نے نکاح کے اوپر نکاح کر تھی۔۔جو کہ حرام تھا۔۔ مگر اس نے دھمکی دی کہ وہ پھر نکاح کے بغیر ہی اسے پاس رکھ لے گا۔۔

محمود نے اپنے ماں باپ کو یہی بتایا کہ وہ لاوارث ہے اور اس کا کوئی آگے پیچھے نہیں۔۔

وقت گزرتا گیا دانیال کی یاد اور محبت صبا کے دل و دماغ اور روح تک ایسی اتری کے اسے ہر وقت ہر سمت وہ ہی وہ نظر آتا۔۔ صبا نے اپنے انکار کی بھاری قیمت چکائی تھی۔۔

حرام زندگی جینے کے احساس نے اس سے اس کی ہر خوشی چھین لی تھی۔۔ اگر ایسا نا ہوتا تو وہ کیا پتا سمجھوتہ کر ہی لیتی۔۔۔

وہ اس قدر اسے ٹارچر کرتا اور اذیتیں دیتا کہ اس کی روح تک کانپ جاتی تب وہ تنہائیوں میں اپنی عبادت کے بعد دانیال کے تصور سے ہمکلام ہوتی تھی۔۔
سات سال گزر گئے اب تو ٹارچر سہہ سہہ کر اس کی دماغی حالت اس قدر ابتر تھی کہ اسے محمود میں بھی دانیال نظر آنے لگا اور اکثر ہی وہ اسے دانیال پکار بیٹھتی۔۔
اور پھر اذیتوں کے نئے باب شروع ہو جاتے۔۔۔

وہ اس بدچلن اور بد کردار کہنے لگا،، جو اس کے ساتھ رہتے ہوئے بھی دانیال کے خیالوں میں کھوئی رہتی۔۔

پھر وہ محمود کی قید میں ہی تھی جب حمل سے ہوئی اور دماغی حالت زیادہ بگڑتی گئی۔۔پھر جڑواں بچوں کی پیدائش ہوئی۔۔ محمود خوش ہوا
مگر قسمت کو کچھ اور منظور تھا کے وہ بچوں کی پیدائش کے فوراً بعد ہی مر گیا۔۔
پھر تین سال اور اذیت میں گزرے۔۔

اور اب بھی اس کی دماغی حالت ایسی تھی کہ اسے سب بھولتا چلا جا رہا تھا۔۔یاد تھا تو بس دانیال۔۔۔۔
وہ یہ سمجھتی تھی بچے دانیال کے ہیں۔۔

جیسے محمود تو اس کی زندگی میں کبھی آیا ہی نہیں ۔۔۔

💖💖💖💖💖💖💖💖

دانیال لان میں کھڑا اس وقت گہری سوچ میں تھا۔۔ڈاکٹر نے جو کہا تھا جو بتایا تھا دانیال کی زندگی تک حل چکی تھی۔۔

مسٹر دانیال آپ کی وائف کی مینٹلی کنڈیشن بلکل ٹھیک نہیں۔۔وہ کبھی بھی کچھ بھی تصور کر لیتی ہیں شاید،، پچھلے کچھ سالوں میں انھیں اتنا ٹارچر کیا گیا ہے ان کی دماغی حالت اتنی ابتر ہے کہ وہ کبھی بھی پاگل ہو سکتیں یا مر سکتی ہیں،، میں تو ان کا جسم دیکھ کر حیران ہوں جو آئرن سے کئی جگہ جلایا گیا۔۔
مسٹر دانیال بچا لیں انھیں اگر زندہ دیکھنا چاہتے ہیں۔۔
وہ سب کچھ بھولتی جا رہی ہیں،،، انھیں وہ یاد رہنا چاہیئے،،، انھیں یاد کروائیں۔۔ کچھ ایسا کہیں کہ وہ سوچنے پر مجبور ہو جائیں،، دماغ پر زور دیں،،

تبھی دانیال کو بچوں کا خیال دماغ میں آیا تھا۔۔۔

تبھی اس نے ثمن کو جھنجھوڑ کر پوچھا تھا۔۔

وہ چونکی تھی،،، اور بچوں کا بتایا تھا کہ وہ دانیال کے ہیں۔۔

،،، تبھی دانیال کو بہت صدمہ لگا تھا اس ظالم لڑکی کی اتنی بری مینٹلی کنڈیشن دیکھ

بچے اس کے ،،،،،،،،،،،کیسے ،،،؟وہ تو دس سال بعد ملا تھا اس سے۔۔

ازان میں اس کی شباہت کیوں تھی۔۔

شاید اس لیے کہ وہ دن رات محبت کی جوگن صرف اسی کے بارے میں جو سوچتی رہتی تھی۔۔

پھر اس نے اس کی کاؤنسلنگ کروائی تھی اور کاؤنسلنگ کے دوران جو ان دس سالوں کے انکشافات ہوئے۔۔

دانیال کا لگا اس کا وجود سلگ کر ہوا میں تحلیل ہو جائے گا۔۔

وہ جانتا تھا اس کے ساتھ کیا ہوا ہوگا۔۔وہ دن رات دانیال کو سوچتی ہوگی،، اس سے ملنے کی خواہش کرتی ہوگی۔۔۔

،،خود اس نے کیا کیا،، بس ہجر کے روگ میں آہیں بھرنے کے سوا کیا کیا
آخر مرد تھا نا بے وفائی کو انا کا مسئلہ بنا لیا،، جا کر یہ بھی نا پوچھا کہ ایسا کیا کیوں ۔۔۔

اسے ڈھونڈنے کی کوشش تک نہیں کی اس بے وفائی کی وجہ بھی نہیں پوچھی۔۔
اگر پہلے ڈھونڈ لیتا تو اسے اس درندے کے چنگل سے نکال پاتا۔۔

دانیال بیٹا،،،، ثمن بی بی کھانا نہیں کھا رہی ہیں،،، وہ اپنے خیالوں میں کھویا تھا کہ اب دونوں ہی اپنی غلطیوں کا ازالہ کر کے کیسے ایک نارمل لائف جی سکتے تھے۔۔
کہ بوا بیگم نے آ کر بتایا۔۔

ٹھیک ہے آپ بچوں کا خیال رکھیں میں دیکھتا ہوں۔۔۔

وہ کہتا روم کی جانب بڑھا۔۔

💖💖💖💖💖💖💖💖

رات کا وقت تھا رابی اور ثوبی روم میں بیٹھی تھیں۔۔

شاہِ من باہر گیا ہوا تھا۔۔

اس نے رابی کو بول دیا تھا کہ آج وہ اسی کے ساتھ اسی کے روم میں سوئے گی۔۔

رابی اپنی بکس لے کر بیٹھی تھی۔۔جبکہ ثوبی اپنے موبائل میں لگی ہوئی تھی۔۔آج کے بارے حالات و واقعات سوچ کر با بار دل کی دھڑکن بے ترتیب ہو جاتی تھی۔۔

اسے تقریباً نائن یا ایٹتھ سٹینڈرڈ میں بخار ہوا تھا بڑے شدید قسم کا اور اس بخار میں وہ ڈر گئی تھی۔۔ اسے لگا تھا ڈھیر سارے کاکروچ اس کے جسم سے چمٹے ہوئے ہیں،،،

اس نے اتنی چیخیں ماریں تھیں اتنا روئی تھی کہ خدا کی پناہ۔۔

اور بس،،،، تب سے اسے کاکروچ فوبیا تھا،،، وہ بہت برا ڈر جاتی تھی۔۔

وہ یہ سوچ رہی تھی کہ من کیا کرنے والا ہے۔۔

تبھی وہ دبے قدموں باہر سے کھڑکی تک آیا تھا۔۔ اس کے ہاتھ میں ایک باکس تھا۔۔وہ شرارتی سی ہنسی ہنس رہا تھا اپنی شرارت پر،، یہ جانے بغیر کے اسے یہ شرارت کتنی مہنگی پڑنے والی ہے۔۔

اس نے کھڑکی چپکے سے تھوڑی سی کھولی اور باکس کا منہ کھول کر کھڑکی کے اندر کر دیا۔۔

کلبلاتے نو دس کاکروچ اندر گئے تھے۔۔

اور پھر حسبِ توقع کچھ ہی دیر بعد ثوبی اور رابی کی نظر ان پر پڑی۔۔

ثوبی کا چہرہ خوف سے سفید پڑ چکا تھا،، پھر اعظم مینشن ان کی دلدوز چیخوں سے گونج اٹھا تھا۔۔۔

دلاور اعظم اور شازیہ بیگم گبرا کر اپنے روم سے باہر آئے تھے۔۔بی جان جو کہ گاؤں سے واپس لوٹیں تھیں وہ بھی بوکھلا گئی تھیں۔۔

ثوبی تو بس چلائے جا رہی تھی۔۔۔رابی نے ہی اسے گھسیٹ کر روم سے نکال کر باہر لائی تھی۔۔۔

اب شاہِ من کے بھی ہاتھ پیر پھولے تھے۔۔وہ بھاگا۔۔رخ سیدھا لاؤنج کی جانب تھا۔۔ وہ اب بھی پھوٹ پھوٹ کر روتی چلائے جا رہی تھی۔۔ شاہ من نے آکر اسے بازوؤں سے تھام کر جھنجھوڑا تھا۔۔

Please be quiet. It was just a joke,,,,,,,

مگر وہ کچھ کہنے سننے سے پہلے اس کے بازوؤں میں جھول گئی تھی۔۔

شاہِ من کے ہاتھ پیر پھولے تھے۔۔

دلاور اعظم نے فوراََ ڈاکٹر کو فون کیا۔۔۔

💖💖💖💖💖💖💖💖

دانیال روم میں آیا تو وہ بیڈ پر گھٹنے فولڈ کیے بیٹھی اپنے پاؤں کے ناخنوں کو گھور رہی تھی۔۔

وہ آہستگی سے اس کے قریب آکر بیٹھا۔۔

کھانا جوں کا توں ٹیبل پر رکھا تھا اور وہ بیڈ پر جانے کیا تلاش کر رہی تھی۔۔

وہ بیڈ پر اس کے قریب بیٹھ گیا۔۔

ثمن،،،،، کھانا کھاؤ،،، وہ خالی خالی نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔۔

دانیال نے نوالا بنا کر اس کے منہ کے آگے کیا۔۔

جو کہ اس نے چپ چاپ کھا لیا۔۔ وہ اسے تسلی ہونے تک کھانا کھلاتا رہا۔۔اور اس کی اداس خالی آنکھوں سے تواتر سے آنسو بہتے دیکھتا رہا۔۔

کھانا کھلا کر ٹرے ایک سائیڈ رکھی،، اور سب سے پہلے تو اسے اپنے کشادہ سینے میں بھینچا۔۔

وہ روئے گئی،،، اور اس کی شرٹ بھگوتی رہی۔۔

دانیال نے اس کا چہرہ اپنے سینے سے نکال اپنے لبوں سے وہ بے مول موتی چن کر انھیں انمول بنایا تھا۔۔

،،،،،،د،،،،،،، دانیال ،،،،،،، مم،،،، معاف

اشششششش اس نے اس کے ہونٹوں پر انگلی رکھی۔۔ ثمن،،،، آج کے بعد میں تمھارے ہونٹوں سے یہ بات نا سنوں،،،، اور یہ آخری بار ہے کہ تم نے آنسوؤں سے میری شرٹ بھگوئی ہے،،،، میں اب تمھیں روتا ہوا نا دیکھوں،،،،

دانیال نے اسے خود میں بھینچا۔۔

تبھی دروازہ کھلنے کی آواز پر دانیال نے نرمی سے اسے پیچھے کیا تھا۔۔

بچے کودتے ہوئے آکر دانیال کی گود میں چڑھے تھے۔۔

پاپا،،، ممی کو کیا ہوا ہے ،،،،، ممی کب ٹھیک ہوں گی،،، وہ فکر مندی سے پوچھ رہے تھے،،،

جب دانیال نے ثمن کی کمر سہلا کر اسے بچوں کو طرف متوجہ کیا--

مم،،، ٹھیک ہوں فجر ازان،،،، اس نے انھیں گود میں بھرا اور ان کے گال چومے--

ہیے کڈز،،، ایک سرپرائز ہے آپ لوگوں کے لئے،،، میں نے لان میں ٹیبل پر رکھا ہے جا کر دیکھو،، ممی پاپا ابھی آتے ہیں،،، دانیال نے کہا تو وہ دانیال کا منہ چومتے باہر بھاگ گئے --

وہ ثمن کی طرف متوجہ ہوا تھا،، زاویہ نگاہ بدلی تو اب گہری نگاہ سے اس سر تا پا دیکھا تھا--
وہ بھی اب دانیال کی بدلی گہری نگاہیں خود پر محسوس کرتی نگاہیں جھکا گئی تھی--

دانیال نے وہ پرنور سا چہرہ ہاتھوں میں بھرا۔۔

ماتھے پر محبت کی مہر ثبت کی۔۔

ثمن پرامس کرو،،، اپنا خیال رکھو گی،، تمھیں ٹھیک ہونا ہے،،، مکمل صحت یاب ہونا ہے،،، میرے لئے،،،ہمارے بچوں کے لئے ،،،وعدہ کرو،، کرو گی ناں

ثمن نے اثبات میں سر ہلایا تھا۔آؤ بچوں کے پاس چلیں،،، تازہ ہوا سے تمھارا موڈ فریش ہوگا،،

وہ نرمی سے بولتا اسے اپنے ساتھ لگائے باہر کی جانب بڑھا۔۔

اب اسے ہی کوششیں کرنی تھیں اپنی زندگی کی ایک نئی اور خوبصورت شروعات کرنے کی۔۔

دل تو اس نازک وجود کے واپس لوٹنے سے آباد ہو ہی چکا تھا۔۔اور اس نے آکر دانیال کے وجود کو مکمل کر دیا تھا۔۔

بچے چاہے اس کے نہیں تھے۔۔ مگر اس سے اسے رتی برابر بھی فرق نہیں پڑنے والا تھا۔۔

وہ ان کو اپنا نام دینے والا تھا۔۔اپنے وجود کا ہی حصہ بنانے والا تھا۔۔

زندگی بہت خوبصورت ہونے والی تھی۔۔

💖💖💖💖💖💖💖

ڈاکٹر اسے چیک کر کے گئی تھی۔۔ اسے ہلکا بخار بھی ہو گیا تھا۔۔

رانا جہانگیر اور صائمہ بیگم بھی آ گئے تھے۔۔

اسے کاکروچ فوبیا ہے بیٹا،،،، یہ بہت ڈر جاتی ہے،، رانا جہانگیر نے بتایا اور وہ واقعہ بھی سنایا جس سے اسے یہ مسئلہ ہوا۔۔

تو وہ مزید شرمندہ ہو گیا سانس تو پہلے ہی سینے میں الجھی ہوئی تھی۔۔

وہ اسے اٹھا کر اپنے روم میں ہی لے آیا تھا اور اب ڈاکٹر نے اسے سکون کا انجیکشن دیا تھا۔۔

سب موجود تھے،، دلاور اعظم اور شازیہ بیگم سے جی بھر کر ڈانٹ کھا چکا تھا۔۔
رابی بھی غصے سے گھورتی رہی تھی اسے۔۔

سب بیٹھے ہلکی پھلکی باتیں کرنے میں مصروف تھے۔۔ رات کافی ہو چکی تھی،،، جہانگیر اور صائمہ اجازت طلب کر کے چلے گئے۔۔

بی جان نے اس پر آیتیں تلاوت کر کہ دم کیا،، سب اپنے روم میں چلے گئے۔۔

وہ ڈور لاک کر کے آکر اس کے قریب نیم دراز ہوا تھا۔۔پتا نہیں تھا اس کی شرارت اسے اتنی مہنگی پڑنے والی ہے سوچا نہیں تھا، ،اور اسے اپنی جان کے متعلق ہر چیز معلوم تھی سوائے اس کے

وہ خود کو ملامت کر رہا تھا کہ اس نے اتنی امپورٹنٹ بات کیسے مس کر دی۔۔

ثوبی بے چین سی ہوئی تھی۔۔ وہ الرٹ ہوا، ،، سوتے میں سہمی تھی۔۔ ماتھے پر ہلکے پسینے کے قطرے نمودار ہوئے۔۔

ہیپے رانا صاااب، ،،نا کیا کریں یار، ،،شاہِ من اس کے ماتھے سے اپنا ماتھا ٹکایا۔۔

وہ سہم کر اٹھی تھی اور چلانے کو منہ کھولا مگر شاہِ من نے پہلے ہی نرمی سے اس کے لبوں پر ہاتھ رکھ کر اس کی آواز کا گلا گھونٹ دیا۔۔

ڈوبی،،، پلیز، ،،،،کوئی نہیں ہے میری جان،،، مت ڈریں، ،،وہ اس کا ہاتھ سہلاتے اسے ریلیکس کرنے لگا۔۔

وہ گہرے گہرے سانس لیتی اب نارمل ہو چکی تھی۔۔

من نے نرمی سے ہاتھ ہٹایا۔۔

کاجل بھرے نین کٹورے پانیوں سے بھرے تھے۔۔ شاہِ من تڑپا۔۔ کھینچ کر اسے سینے میں بھینچا۔۔

ہیے آئم سوری جان،،، آئم سو سوری،،، مجھے نہیں پتا تھا میرے اس بے ہودہ جوک سے آپ کو اتنی تکلیف ہو گی،، پرامس کرتا ہوں اب کبھی آپ پر آنچ بھی نہیں آنے دوں گا۔۔

وہ اس کی پیٹھ تھپتھپاتے اسے سکون دے رہا تھا۔۔

کافی دیر اس سے باتیں کرتا وہ اسے نارمل کرنے میں کامیاب ہو ہی گیا۔۔جلد ہی وہ اس کی آغوش میں پرسکون سی سو چکی تھی۔۔

شاہ من نے زرا سا سر جھکا کر دیکھا۔۔اب اس من موہنے چہرے پر سکون تھا۔۔

وہ نرمی سے جھکا۔۔ اور چہرے کے تمام معصوم نقوش پر محبت کی مہریں ثبت کیں۔۔

نہیں جانتا،،، رانا صاااب کیا جادو کیا ہے آپ نے کہ آپ کے علاوہ کچھ دکھائی دیتا ہے نا سنائی دیتا ہے جانِ من،،،،

وہ کہتا اسے مزید قریب کرتا سکون سے آنکھیں موند گیا۔۔

💖💖💖💖💖💖💖

وہ اپنے آفس میں ضروری کام میں بزی تھا۔۔ جب ڈور ہلکا سا ناک کر کے کوئی اندر آیا۔۔

اس نے سر اٹھا کر اوپر دیکھا تو ماتھے پر ڈھیر سارے بل آئے تھے--رگیں تن گئیں--
نشوان دھیمی چال چلتا شیطانی سی مسکراہٹ لیے اس کے سامنے آکر رکا تھا--

،،،نشوان اگر نہیں چاہتے کہ میرے گارڈز تمھیں اٹھا کر باہر پھینکیں دفع ہو جاؤ یہاں سے
شاہِ من نے خطرناک حد تک سنجیدگی سے کہا تو اس نے پاکٹ سے ایک پیکٹ نکال کر
اس کے سامنے ٹیبل پر رکھا--

کیا ہے یہ،،، ٹو دی پوائنٹ بات کرو،،، نہیں تو آؤٹ،، وہ غرایا--

،،،چیلنج،،، ،،،،شاہِ من چیلنج ہے،، کتنا اعتبار بخشا ہے اس نے تمھیں اور تم نے اسے
ایسی چال چلی ہے کہ یہ جو تمھارا کھوکھلا بے نام رشتہ ہے ریت کی دیوار ثابت ہونے والا
ہے--

اس کے ہر لفظ ہر بکواس کے ساتھ شاہِ من کے چہرے نے غصے کی انتہا سے لہو چھلکایا تھا۔۔اس نے فوراََ سے پہلے پیکٹ کھول کر دیکھا تھا۔۔

جس میں نشوان اور ثوبی کی مری کی کچھ پکس تھیں۔۔ مختلف پوز میں،،، جیسے ساتھ ساتھ کھڑے اور بیٹھے ہوں۔۔

شاہِ من استہزایہ سا ہنسا تھا اور ان کاغذوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے اس کے منہ پر مارے۔۔۔

یہ اوقات ہے میری نگاہ میں تمھاری اس گھٹیا چال اور چیپ حرکت کی اب دفع ہو جاؤ ،،،نشوان نہیں تو میں بھول جاؤ گا کہ

اوکم آن شاہِ من بات کرنے آیا ہوں تو بات کرو،،، تمھاری نظر میں ان کاغذ کے ٹکڑوں کی یہ اوقات ہے،،، میں جانتا تھا تم ان کا یہی حشر کرو گے،،، یہ تمھارے لیے تھے بھی

نہیں ڈئیر،،، یہ تو اس کے لئے ایک ٹریپ تھا،، اس کے پاس بھی بھیجا ہے میں نے یہ پیکٹ،، اب دیکھنا یہ ہے کہ اسے یہ کتنا اعتبار ہے کہ تمھیں اس پر اعتبار ہے ،،،کہ نہیں

اس نے خباثت سے آنکھ ونک کی تھی--

اور تم اپنی اس گھٹیا چال میں کبھی کامیاب نہیں ہو پاؤ گے نشوان احمد،،،، وہ اچھی طرح جانتی ہے کہ مجھے اس پر کتنا ٹرسٹ ہے-- شاہِ من غرایا--اور اب کی بار غصے سے آگ بگولہ ہوتے اس کا گریبان دبوچا تھا--

سی دیکھو،،، یہی چیلنج کرنے آیا تھا--کہ دیکھتے جاؤ--وہ تم سے اپنی یہ پرابلم شئیر کرتی ہے یا نہیں -- یا میرے بلیک میل کرنے پر تمھین بتائے بغیر میرے پاس چلی آئے گی-- مجھ سے یہ پکس لینے--وہ سکون سے بولا--

،،میں تمھاری جان لے لوں گا نشوان،،، تمھاری آنکھیں نکال کر چیل کووں کو کھلا دوں گا

وہ دھاڑتا اس کے چہرے پر ایک زور دار مکا مار چکا تھا۔۔اس کے ناک اور ہونٹ سے خون نکلا تھا۔۔

مگر وہ خباثت سے ہنسے گیا۔۔

جانے دو شاہِ من ابھی تو گیم کی شروعات ہوئی ہے،،، ابھی تو کھیلنے کا مزا آئے گا،، اور دیکھو جیت کس کی ہوتی ہے،، ہار کس کی اور ٹرافی کس کو ملتی ہے۔۔

وہ مسلسل مار کھاتا بکواس کیے جا رہا تھا۔۔

آخر دانیال نے ہی آفس میں داخل ہو کر شاہِ من سے نشوان کو چھڑوا کر باہر گھسیٹا تھا۔۔

،،،،نشوان اس سے پہلے میں تمھیں شوٹ کر دوں دفعہ ہو جاؤ یہاں سے

وہ دھاڑا تھا۔۔

وہ تن فن کرتا وہاں سے نکلا تھا۔۔

اب پلین بی پر عمل کرنے کا وقت آچکا ہے۔۔ شاہِ من دلاور اعظم تمہاری ناک کے نیچے سے لے جاؤں گا میں اسے تم سے دور بہہہت دور،،،،ہمیشہ ہمیشہ کے لئے،،، اپنا ،،،،،بنانے کے لئے،، ہاہاہا ہاہاہا

وہ مکروہ قہقہہ لگا کر ہنستا گاڑی میں بیٹھ گاڑی زن سے بھگائی تھی۔۔۔

💖💖💖💖💖💖💖💖

وہ گرین ہاؤس میں مالی بابا کے ساتھ پودوں کی کانٹ چھانٹ میں بزی تھی جب فون رنگ ہوا۔۔

اس نے دیکھا ان ناؤن نمبر تھا۔۔ وہ ان ناؤن نمرز اٹھاتی نہیں تھی مگر مسلسل چنگھاڑتے فون نے اسے بیزار کیا تھا۔۔

تبھی یس کر کے کان کو لگایا۔۔

Hello,,, yes,,,, Mrs Shah-e-Mun Dilawar speaking,,

who's there,,,,,,, ?

ثوبی شائستہ سے لہجہ میں بولی۔۔

نو،،، سامنے دھاڑ سنائی دی،،، یو ناٹ،،، نہیں رہو گی مسز شاہِ من دلاور،،، میں رہنے نہیں دوں گا،،، تمھیں تو مسز نشوان احمد بننا پڑے گا،،، ثوبی بے بی ڈول،،،،،

نشوان چنگھاڑا۔۔۔

کیا بکواس کر رہے ہیں آپ،،، ہوش میں تو ہیں،، فوراً سے پہلے فون بند کریں نہیں تو اب مجھے آپ کی یہ ساری کاروائیاں پھپھو کو بتانے میں ایک سیکنڈ بھی نہیں لگے گا،،

وہ بھی بغیر خوفزدہ ہوئے پھنکاری تھی۔۔ فون رکھنے لگی جب وہ پھر دھمکی آمیز لہجے میں بولا۔۔

تم بتانا میں اسی وقت کھڑے پیر نایاب گل کو طلاق دوں گا جس کی زمہ دار تم ہو گی،،ویسے یوں بھی میں بہت جلد ہی اسے چھوڑنے والا ہوں،،،،،، تمھیں بھی شاہِ من کو ،،،،،،،،،،،،چھوڑنا ہوگا،، ہر حال میں ،،،ہر قیمت پر،،، اور میرے پاس

ثوبی نے فوراََ فون بند کیا تھا۔۔لمبے لمبے سانس بھرتی اس کا دماغ چکرا چکا تھا۔۔ثوبی کے کانوں سے دھوئیں نکلے تھے۔۔

وہ اپنی سازش میں کامیاب ہوا تھا۔۔ خباثت سے مسکراتا اپنی چال پر خود کو ہی داد دے رہا تھا۔۔

یہ گہری سازش تھی ،،،،اس نے ثوبی کو صرف مینٹلی ڈسٹرب کیا تھا مگر پکس کا کوئی پیکٹ نہیں بھیجا تھا۔۔

جس سے اب شاہِ من کو یہی لگنے والا تھا کہ ثوبی پریشان ہے مگر اس سے شئیر نہیں کر رہی،،، اور وہ یقینا اپنے غصے میں کچھ غلط کر بیٹھتا۔۔

ثوبی اپنی کنپٹیاں سہلا رہی تھی۔۔اور بس اتنی برداشت تھی اس میں،،، وہ اٹھ کر اپنے روم میں گئی۔۔

اگر اس نے نایاب کو چھوڑ دیا تو،،، اسے شدید ٹینشن ہوئی۔۔

،،،،،،اونہہہہہہ،،،،، مجھے کیا،،، بھاڑ میں جائیں دونوں،،، نشوان بھی اور نایاب گل بھی وہ بے تحاشا جھنجھلائی۔۔

💖💖💖💖💖💖💖💖

وہ شدید طیش و اشتعال میں آفس کی ہر چیز تہس نہس کر چکا تھا۔۔جب دانیال نے آ کر اس دبوچا۔۔

کیا کر رہے ہو من چھوڑو یہ سب،،،،، پاگل ہو گئے ہو،،، ریلیکس ہو جاؤ،،، وہ یہی چاہتا ہے کہ غصے میں پاگل ہو کر تم کوئی غلطی کرو،،، سمجھنے کی کوشش کرو یار،،،،

،،دانیال نے اسے جھنجھوڑتے صوفے پر بٹھایا

وہ دانیال کی بات سن کر ریلیکس تو ہوا تھا۔۔مگر رگیں ہنوز تنی ہوئیں تھیں۔۔

دانیال نے اسے پانی کا گلاس تھمایا۔۔

جو اس نے اندر بھڑکی اشتعال کی آگ کو ٹھنڈا کرنے کو ایک ہی سانس میں ختم کیا تھا۔۔

میں اسے شوٹ کر دوں گا بھائی۔۔وہ پھر غرایا۔۔

،،،شٹ اپ من،،،، جوش کی بجائے ہوش سے کام لو،، چلو گھر چلو

دانیال اسے لئے گھر آیا تھا۔۔

اسے اعظم مینشن چھوڑ کر وہ فارم ہاؤس چلا گیا۔۔

وہ لاؤنج میں آیا۔۔۔

وہ اس وقت بلکل ریلکیس ہونا چاہتا تھا سو اپنے روم میں آیا ثوبی روم میں نہیں تھی۔۔

وہ اتنے طیش و اشتعال میں ہر گز اس کا سامنا نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔

سو پہلی بار اسے ملے دیکھے بغیر وہ بیڈ پر لیٹ گیا،، بڑی دیر بے چینی سے کروٹیں بدلتے آخر نیند آ ہی گئی۔۔

💖💖💖💖💖💖💖💖

ثوبی جسے معلوم نہیں تھا کہ من گھر پر ہے رابی کے ساتھ شاپنگ پر گئی تھی۔۔۔

شام کے سائے گہرے ہو چکے تھے۔۔

سب لان میں چائے پی رہے تھے--وہ فون چارجنگ پہ لگانے روم میں آئی تھی--

جب اسے بیڈ پر لیٹے اور گہری نیند سوتے دیکھ وہ حیران ہوئی تھی--

اس نے چاہا وہ بھی سب کے ساتھ چائے پیے تو سوچا اسے اٹھا دے--

وہ قریب آئی تھی--

،،،،اس کے کندھے سے اسے ہلکے سے ہلایا-- من اٹھیں

من،،،،، وہ ٹس سے مس نا ہوا،،،، افففففف اعظم صاااااااااب اٹھیں ناں،،، بھنگ پی کر سو رہیں ہیں کیا،،،؟

وہ جھنجھلائی--

ایک گداز سے لمس سے اس کی آنکھ کھولی تھی-- سنجیدگی سے اسے دیکھا--

ثوبی اس کی آنکھیں دیکھ کر چونکی تھی--

لال انگارا آنکھیں،،،، سنجیدہ چہرہ،،، وہ نروس ہوئی آج سے پہلے کب وہ اس کے سامنے اتنا سنجیدہ ہوا

اس کے سامنے تو وہ موم کا بن جاتا تھا--

وہ اٹھ بیٹھا---اور بڑے غور سے اسے آبزرو کیا تھا جو سامنے فیروزی ڈریس میں گلابی سی گڑیا ہلکا سا جھکی اب سیدھی ہو چکی تھی--

لان میں سب چائے پی رہیں ہیں تو میں نے آپ کو بھی جگا دیا--وہ اس کی نگاہوں کی تپش سے سخت نروس ہوئی تھی--

ادھر قریب آئیں ثوبی ،،،،، سنجیدگی سے ہاتھ آگے بڑھایا--وہ اس کے بدلے انداز پر چونکی

،،،،من،،،،کک،،، کیا ہوا آپ کو،،، آپ ٹھیک تو ہیں

ابھی وہ جواب دیتا،، کہ رابی اسے بلانے کمرے میں آئی تھی۔۔

ثوبی کہاں رہ گئی۔،،، ارے بھائی آپ بھی ادھر ہی ہو۔ چلیں مما بابا ویٹ کر رہے ہیں۔۔

وہ لب بھینچتا اٹھ بیٹھا۔۔

وہ لان میں آیا تھا۔۔۔سب کے بیچ چائے پیتے اس نے ثوبی کی خاموشی نوٹ کی تھی۔۔

دل و جان پر جیسے منوں بوجھ تلے دبے تھے۔۔اور یہ اس کے لئے برداشت سے باہر تھی بات۔۔ ثوبی اس کی

خود پر پڑتی عجیب سی نگاہوں سے گھبرا رہی تھی۔۔اور اس کی یہ گھبراہٹ شاہ من کی روح تک کو گھائل کر رہی تھی۔۔

تبھی آدھی چائے چھوڑ کر اٹھا کھڑا ہوا تھا۔۔اور کچھ بھی کہے سنے بغیر باہر نکل گیا۔۔

💖💖💖💖💖💖💖💖

رات بہت بوجھل تھی۔۔

وہ بچوں کو کہانی سنا رہا تھا۔۔ جیسے سوتے سوتے وہ نیند کی وادی میں اتر چکے تھے۔۔

دانیال نے پیچھے مڑ کر دیکھا وہ خشوع و خضوع سے نماز ادا کر رہی تھی۔۔
وہ بھی اب اسے دیکھ نماز میں سکون ڈھونڈنے لگا تھا اور کامیاب ہوا تھا۔۔

وہ جائے نماز تہہ لگا کر الماری میں رکھتی مڑی تھی۔۔
دانیال کو اپنی جانب محویت سے تکتے پا کر نگاہیں جھکا گئی۔۔

وہ صحتیاب ہو رہی تھی اور دانیال کو یہ بات سکون پہنچاتی تھی۔۔اب تو کچھ پلوں کے لئے بھی وہ نگاہوں سے اوجھل ہوتی تو دانیال کی سانس اٹکنے لگتی تھی۔۔

دانیال نرمی سے اٹھ کر اپنے بیڈ پر آیا تھا۔۔

وہ حجاب سٹائل میں لی گئی چادر اتارتی اب دوپٹہ اٹھا کر اوڑھا تھا۔۔

ثمن یہاں آؤ،،،، ہاتھ اس کی جانب بڑھاتے اس نے بوجھل اور گھمبیر اواز میں پکارا تھا۔۔

وہ دھیمے قدموں سے چلتی اس کے قریب آئی تھی۔۔ٹانگوں میں واضح لرزش تھی۔۔

اس کے گرم پر حدت چوڑے آہنی ہاتھ میں اپنا سرد گداز ہاتھ تھمایا۔۔

نظریں جھکیں ہوئیں تھیں۔۔

دانیال اس کی اس ادا پر گہرا مسکرایا۔۔

خود نیم دراز ہوتے ہلکا سا کھینچ کر اسے اپنے سینے پر گرایا تھا۔۔۔

وہ اس کے سینے پر گری بوکھلائی۔۔

،،،دانیال،،، مم،،،، میں،،، آپ،،، کے ،،قابل،،، نن،، نہ

اششششششششش، دانیال نے اس کے لبوں پر انگلی رکھی۔۔ خبردار ثمن،،، ادھر میری نگاہوں میں دیکھو،،، جانِ دانیال کہ تم کس قابل ہو،،،اچھے سے نظر آ جائے گا تمھیں،،،،،، چن سے چہرہ اوپر اٹھا کر اسے اپنی جزبوں سے بھر پور نگاہوں میں دیکھنے پر مجبور کیا۔۔

،، وہ بس ایک پل ہی دیکھ پائی تھی۔۔ ان لپکتی نگاہوں میں دانیال اسے نرمی سے بیڈ پر لٹا کر اس پر حاوی ہوا تھا۔۔

،، جھک کر عقیدت سے ماتھے پر محبت کی مہر ثبت کی

،،پھر اس کے ایک ایک نقش کو نرمی سے اپنے ہونٹوں سے محسوس کیا
دوپٹہ اتار کر ایک طرف رکھا تھا۔۔گردن پر اس آئرن کے نشان نے آج اس کے دل میں سوئی چبھوئی تھی۔۔

پھر اسی نشان پر اپنے سلگتے لب رکھے تھے دانیال نے ،،،،جیسے وہ اس کے ہر زخم پر اپنی محبت کا مرحم رکھنا چاہتا ہو۔۔
ثمن نے اس کی شرٹ بری طرح مٹھیوں میں دبوچ رکھی تھی۔۔
اور آنکھیں بہت زور سے بند کر رکھی تھیں۔۔

اس نے ان لرزتی پلکوں پر باری باری پرحدت لمس چھوڑا تھا۔۔
کیا ہوا میری جان،،، وہ دلچسپی سے اسے دیکھتا پوچھ بیٹھا۔۔

کک،،، کچھ،،، نہیں دانیال،،، وہ الگ سے ہی بے حال ہوئی جا رہی تھی اس کی محبت بھری شدتوں سے،،،،

وہ جھکا تھا اور ان خوشبو بھری سانسوں کو اپنے سینے میں اتارا تھا۔۔

ثمن کا دل کی دھڑکنیں اس شدت سے بے ترتیب ہوئیں تھیں کے دانیال کو اس کا دل اسے اپنے سینے میں دھڑکتا محسوس ہوا تھا۔۔

بہت محبت و چاہت سے اس نے اس کے نازک زخم زخم وجود کو خود میں سمیٹتے ہوئے ہر زخم کی چارہقراراریاں۔۔

اسے اپنی چاہت کی بارش میں بھگویا تھا۔۔

💖💖💖💖💖💖💖💖

وہ اپنے روم میں آیا تو ثوابیہ موبائل ہاتھوں میں تھامے کچھ پرسوچ سی کسی غیر مرئی نقطے کو گھور رہی تھی۔۔

شاہِ من نے بری طرح اپنے لب دانتوں تلے کاٹے تھے اسے اس سچوئشن میں بیٹھے دیکھ۔۔

کچھ وہ اس کی آہٹ پاتے ہی بری طرح چونکی تھی۔۔جو شاہِ من نے نوٹ کیا تھا۔۔

خدا کے لئے رانا صاااب مجھے اور میری محبت کو اعتبار بخش کر اسے معتبر کر دیں،، بتا دیں مجھے،،، پلیز شئر اٹ،،،جو بھی الجھن ہے جو بھی مسئلہ ہے،، کہ آپ کو پتا ہونا چاہئے کہ میں اعتبار کرنے کے معاملے میں اپنی ذات کو بھی آپ سے بعد میں رکھوں ،،،گا،، اس قدر بھروسہ ہے مجھے آپ اور آپ کے کردار پر،،،، پلیز
وہ دل میں اس سے مخاطب ماہی بے آب کی طرح تڑپ رہا تھا۔۔

وہ خاموش تھا اور یہی بات ثوبی کو کھل رہی تھی نہیں تو روز تو کانوں کو اس کے آتے ساتھ ہی سننے کو ملتا تھا۔۔

،،،رانا صاااااااااب کیسے مزاج ہیں
جسے وہ دوپہر سے بری طرح مس کر رہی تھی۔۔
وہ ڈریسنگ تک گیا تھا،،، اور اب الماری کھول اس میں سے اپنا نائٹ ڈریس نکال رہا تھا۔۔
اکتا کر ثوبی نے ہی بات سٹارٹ کی۔۔

،، میں کھانے پر آپ کا ویٹ کر رہی تھی،،،،،آپ اتنی لیٹ ہو گئے

فرینڈز کے ساتھ تھا تو انھوں نے باہر کھلا دیا،،، اس نے جھوٹ بولا۔۔

،،،مگر،،،،،، میں ویٹ کرتی رہی آپ کو فون کر دینا چاہیئے تھا،، اس نے برا سا منہ بنایا

شاہ من اپنا ڈریس لئے واش روم چلا گیا تھا--

کچھ ہی دیر میں وہ یپلو ٹی شرٹ اور بلیک ٹراؤزر میں گیلے بالوں میں ہاتھ پھیرتا باہر نکلا تھا--

،،،،ثوبی کا اب دل کیا پھوٹ پھوٹ کر رو دے،،، آخر اسے ہو کیا گیا تھا--جو آج یہ سب کچھ نشوان کی بکواس،، اس کا دماغ جھنجھنا اٹھا تھا--

بیڈ سے اتر کر اس کے رو برو آئی---شاہ من نے بغور اسے دیکھا--

کیا ہوا آپ کو،، سب خیرت تو ہے ناں،،، دوپہر سے خاموش خاموش سے لگ رہے ہیں ،،،،،،،آپ اور

شاہ من نے اس کی بات پوری نہیں ہونے دی تھی جب بہت اچانک اس کی کمر کے گرد دونوں بازو حمائل کرتا اس کے چہرے پر جھکا تھا۔۔

آج سارے دن کی وہ اپنی وحشتیں بے قرارایاں شمار کرنے لگا تھا۔۔

اسے احساس دلانا چاہتا تھا اپنی محبت کا دیوانگی اور پاگل پن کا۔۔

،،،اپنے بیچ اس نازک رشتے کا

جو اعتبار اور بھروسے سے ہی مضبوط ہو سکتا تھا۔۔

ثوبی اس اچانک افتاد پر جی جان سے لرزی تھی،، سینے میں سانس الجھی،، لمس کی شدت سے وہ پگھل چلی تھی،،، کندھوں سے اس ظالم کی شرٹ مٹھیوں میں جکڑی جو شاید آج اگلا پچھلا تمام حساب بے باک کرنے پر تلا ہوا تھا۔۔

شرٹ پر جھٹکا سا لگنے سے اس نے ثوبی کو رہائی بخشی تھی،،وہ لمبے لمبے سانس بھرتی اپنا سانس ہموار کرنے کے چکروں میں تھی،،، مگر شاہِ من نے اسے چھوڑا ہر گز نہیں تھا،،، اب اس کے ہونٹوں نے اس کی بیوٹی بون کو چھوا تھا۔۔

ثوبی جی جان سے لرزتی مچلی تھی،، شاہِ من کی گرفت اس کی کمر پر سخت تھی۔۔

مم،،، من،،،، یو،،،، ہرٹنگ،،،، مم،، می،،، وہ روہانسی ہوئی۔۔آپ کو ہو کک،،،، کیا گیا ہے،، اس کا لہجہ بھیگا سا تھا۔۔،،

شاہِ من کی گرفت ڈھیلی پڑی تھی،،،آئم سوری ثوبی ،،،،، مگر اپنی بانہوں سے نکلنے کی اجازت من نے اسے اب بھی نہیں دی تھی۔۔۔

شاہ من نے جھک کر اسے بازوؤں میں بھرا اور لا کر بیڈ پر لٹایا تھا،، وہ بری طرح ،،،،،،بوکھلائی

،،،،،،مم،،، من،،، واٹ،،، از

،،،ا ششششششش،،،،،شاہِ من نے اس کے لبوں پر انگلی رکھی تھی،،،،اِکسیپٹ اٹ ناؤ یہ کہتے وہ اس کے قریب نیم دراز ہوا تھا۔۔ اور جھک کر اس کی گردن پر اپنے دہکتے لب رکھے۔۔

من،،،پپ،،، پلیییز،،،،، وہ پاگل ہو چکی تھی اس کی لمحہ بہ لمحہ بڑھتی گستاخیوں اور بے باکیوں سے۔۔
مگر شاہِ من آج اس کی شاید سننے کے موڈ میں نہیں تھا،، اور یہیں پر وہ غلط تھا۔۔

اس کی مزاحمت دم توڑ چکی تھی۔۔۔مگر

وہ جابجا اس پر اپنی محبت کا لمس چھوڑ رہا تھا۔۔جب اس کی آنکھوں سے تواتر سے بہتے آنسو محسوس ہوئے اور وہ تڑپ کر اس سے دور ہوا۔۔۔

اٹھ کر بیٹھا اور انگلیوں سے اپنی کنپٹیاں سہلائیں۔۔۔

وہ ہنوز پڑی رو رہی تھی۔۔۔

من نے رخ موڑ کر اسے دیکھا۔۔

اس کھینچ کر سینے سے لگایا تھا۔۔

آئم سوری رانا صاااب ائم ویری سوری،،،، وہ شرمندہ ہوا۔۔

،،،آ،،،،، آپ کو ہوا کیا ہے،،، وہ سوں سوں کرتی پوچھ بیٹھی

،،،،،آج میں بہت ڈسٹرب ہوں میری جان

کک کیوں،،،، آنسو بہاتی وہ ہر سوال کا جواب جاننا چاہتی تھی۔۔

کچھ نہیں ادھر آئیں ،،اور سکون سے سو جائیں میری جان ،،ساری پریشانیاں صرف مجھ تک رہنے دیں،،آخری جملہ دل میں بولا گیا تھا،،،،وہ اسے لئے مخصوص انداز میں نیم دراز ہوا تھا۔۔ اور اسی انداز میں اس کی پیٹھ سہلائی۔۔۔
کہ وہ جلد ہی پر سکون ہوتی نیند کی وادیوں میں گم ہوتی چلی گئی۔۔

مگر آج نیند من کی آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔۔۔جانے کیوں چھٹی حس کچھ برا ہونے کی پیشن گوئی کر رہی تھی۔۔

،،،،ایک دھڑکا

ایک خدشہ سا تھا دل کو

کہ کچھ انہونی ہونے والی ہے--

💖💖💖💖💖💖💖💖

وہ اپنے آفس میں کسی کام میں بزی تھا جب آنے والی فون کال نے اس کے ہر دھڑکے ہر خدشے کو سچ ثابت کر دیا تھا--

رابی کا فون تھا،، متوحش سی اس نے جو خبر سنائی تھی اس نے شاہِ من کے وجود کو جیسے زرہ زرہ کر کے ہوا میں تحلیل کیا تھا--

بھائی،،، بھابھی اپنے گھر کا کہہ کر گھر سے ڈرائیور کے ساتھ نکلی تھیں،، مگر مجھے پریشان لگیں تو فون کر کے پوچھنا چاہاکہ کیا بات ہے،،،، فون آف جانے لگا تو آنٹی صائمہ کو فون کیا،، مگر وہ تو وہاں پہنچی ہی نہیں،، بھائی بھابھی کا کچھ پتا نہیں وہ کدھر ہیں آپ فوراًآ جائیں گھر،،،

اس کے جسم و جاں نے لہو چھلکایا تھا،، آخر بے اعتبار کر دیا آپ نے مجھے ثوبی،،،میری ،،محبت کا مزاق بنا دیا،، میں آپ کو کبھی معاف نہیں کروں گا

وہ اس ظالم لڑکی سے دل میں ہی مخاطب ہوا اپنا موبائل اور گاڑی کی چابیاں اٹھاتا بھسم ،،،کرنے والے انداز میں باہر نکلا،، اور دانیال کو کال ملائی تھی

وہ گھر پہنچا۔۔۔۔

ہر جگہ چیک کی،، ہر کیمرا،،، اعظم مینشن سے لے کر رانا جہانگیر کے گھر تک ہر کونا ہر گلی کوچہ چھانا مگر ثوبی کا کچھ اتہ پتہ نہیں ملا۔۔۔۔۔

💖💖💖💖💖💖💖💖

ثوبی نے بھاری ہوتی آنکھیں زبردستی کھولیں تھیں۔۔

Urdu Novels Ghar

بکھرے کھلے بال،،، سلوٹ زدہ لباس،،، یوں لگتا تھا یہاں اسے زبردستی لائے جانے کی مزاحمت میں اس نے کافی ہاتھ پیر چلائے ہوں گے۔۔

سر درد سے پھٹ رہا تھا اور آنکھیں بھاری ہو رہی تھیں۔۔آنکھ کھولیں ادھر ادھر بمشکل دیکھا۔۔
تو خود کو ایک چئیر سے رسیوں سے بندھے پایا۔۔۔ منہ پر ٹیپ لگا کر آواز کا گلا گھونٹ دیا گیا تھا۔۔

یہ ایک بہت پرانا سا گھر لگتا تھا،،، جو سامان سے خالی تھا۔۔وہ ایک خالی روم میں تھی۔۔جالے لگے تھے،، دھول مٹی سے اٹا گھر۔۔

نایاب گل نے یہاں بھی اسے بہت بڑا دھوکہ کیا تھا۔۔اس نے دماغ پر زور دیا تو یاد آتا چلا گیا کہ ہوا کیا تھا۔۔

،،،اسے صائمہ بیگم کا فون آیا تھا وہ بہت پریشان تھیں کہ ایک مسئلہ ہو گیا ہے جلدی آؤ

وہ ڈرائیور کے ساتھ گاڑی لے کر نکلی تھی۔۔

،،،،حالانکہ اس کے ساتھ گارڈ بھی تھا۔۔مگر وہ غدار نکلا،، گھر کا بھیدی

نایاب نے اس کی مما کو مجبور کیا تھا ،،،،رو رو کر بتایا کہ ثوبی مجھ سے ناراض ہے ---وہ ادھر میری بات نہیں سنتی آپ اسے یہاں بلائیں،، مجھے اس سے بات کرنی ہے،، فون پر نہیں بتانا کہ میں نے بلایا ہے،،، کیونکہ پھر وہ آئے گی ہی نہیں۔۔

ابھی وہ آدھے رستے میں تھی جب گاڑی ایک جھٹکے سے رکی تھی۔۔ کیونکہ گارڈ نے ڈرائیور پر فائر کر دیا تھا۔۔وہ سہی تھی۔۔گارڈ گاڑی سے باہر نکل کر اس کی جانب والا ڈور کھولا تھا۔۔

میم پلیز باہر آئیے،،، مگر وہ ٹس سے مس نا ہوئی تو اس نے قریب ہی کھڑی بلیک شیشوں والی گاڑی کی ونڈو پر ناک کیا تھا۔۔
اس میں سے نشوان کو نکل کر اپنی جانب آتے دیکھ ثوبی بجلی کی سی تیزی سے گاڑی سے نکل کر بھاگنے والی تھی جب نشوان نے اس سے بھی زیادہ تیزی سے بھاگ کر اس کی کلائی دبوچی اس نے بھرپور طور پر مزاحمت کی،،

چھوڑیں مجھے،،، کیا کر رہے ہیں آپ،،، کہاں لے کر جا رہے ہیں،، من چھوڑیں گے نہیں آپ کو ،،،چھوڑیں مجھے،،، وہ چلائے گئی۔۔

نشوان اسے گھسیٹ کر اپنی گاڑی تک لایا تھا۔۔
اور اس کے منہ پر ایک رومال رکھا تھا۔۔

،،،اور اسکے بعد اسے یہاں لایا گیا تھا۔۔وہ ہوش میں آتی بری طرح مچلی

تبھی دروازہ کھول کر نشوان سکون سے اندر داخل ہوا تھا۔۔

اس کے سامنے چیئر رکھ کر بیٹھ گیا،،، اور غور سے اسے دیکھا جو بکھرے سے حلیے میں اس کے سامنے تھی،، تواتر سے آنسو بہہ رہے تھے۔۔

چھوٹی سی ناک سرخ ہو چکی تھی۔۔

تم جانتی ہو،، نایاب مجھے چھوڑ کر خود ہی چلی گئی ہے۔۔ وہ ٹھہرے ٹھنڈے ٹھار لہجے میں بولا۔۔ گھبراؤ نہیں تمھاری طلاق کروائے بغیر تمھیں اپنے نکاح میں لیے بغیر کچھ نہیں کہوں گا، اسی لیے میں نے طلاق کے پیپر تیار کروائے ہیں ۔۔سائن کر دو تو میں یہ اسے بھجوا دوں گا۔۔ پھر بس کورٹ میں جا کر تم نے کہنا ہے کہ تمھیں اس سے طلاق چاہیے۔۔۔

نشوان نے سکون سے کہتے اس کے منہ سے ٹیپ ہٹائی تھی۔۔

اور میں ایسا کیوں کروں گی،،، وہ روتے پھنکاری،،، زرا بتانا پسند کریں گے کہ آپ کو ایسا کیوں لگا میں ایسا کروں گی--

تم ایسا ہی کرو گی سویٹی،،، وہ خباثت سے بولا،، یو نو واٹ اس گھر میں ایک روم ہے جس میں جانتی ہو کیا ہے--

،،،،،،،میں مر جاؤں گی مگر ایسا کچھ نہیں کروں گی،،، میں محبت کرتی ہوں مم،،،من

شٹ اپ،،،، وہ دھاڑا،،، پوری بات تو سن لو سویٹی،،، اس روم میں کاکروچ کا انبار ہے جس میں میں تمھیں پھینک دوں گا اگر میری بات نہ مانی،،، وہ پھنکارا-- اور ثوبی کے ہاتھ پیر کھول دیئے--

ثوبی نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھا تھا اس کا چہرہ خوف سے سفید پڑ چکا تھا--

اس نے زور زور سے نفی میں سر ہلایا--

،،،تو پھر ٹھیک ہے ان پیپرز پر سائن کردو

آپ جانتے ہیں کہ زبردستی ان پیپر پر سائن کروا لینے سے،، نہیں ہو گی ڈائیورس،،اور اگر وہ ہوتے تو مجھے کبھی ہارم نہیں پہنچاتے،،،، وہ سسکی--

جب وہ کورٹ کے زریعے طلاق دے گا تب تو ہو جائے گی ناں،،، وہ لاپروائی سے بولا--
نشوان کے دل کو کچھ ہوا تھا مگر اس وقت نرمی دکھا کر نقصان اٹھانا نہیں چاہتا تھا---

میں،،،، نن،،، نہیں،،، کروں،،، گی،،،، سائن،،، وہ خوفزدہ سی اپنی بات پر ڈٹی رہی تھی--

رائیلی،،، تو چلو پھر میں تمھیں اسی روم میں پھینکوں گا،، نشوان نے اسے بازو سے پکڑ کر گھسیٹا تھا--

نہیں،،، چھوڑیں مجھے،،، خدا کے لئے چھوڑ دیں،،، میں مر جاؤں گی،،، من کدھر ہیں آپ،،، بچائیں مجھے،،، وہ حلق کے بل چلاتی اس کے ساتھ گھسٹتی چلی جا رہی تھی--
نشوان نے اس کے منہ سے یہ سن غصے سے پاگل ہوتے کوریڈور سے گزر کر ایک روم کا دروازہ کھولا تھا--

جس میں واقعی کافی سارے کاکروچ رینگ رہے تھے--

ثوبی کے جسم سے جیسے جان نکلی تھی اگلے خیال سے کے نشوان اسے واقعی اس روم میں پھینکنے والا ہے---

اس کی دلخراش چیخیں اس خالی گھر میں ایکو ہوئیں تھیں--

نشوان نے اسے اندر دھکیلنا چاہا مگر وہ وہیں اس کے قدموں میں زمین بوس ہو چکی تھیں--

اسے افسوس ہوا،، جھک کر اسے زمین سے اٹھانا چاہا۔

ہینڈز اپ،، پیچھے سے رانا جہانگیر کی دھاڑ سنائی دی تھی---- وہ پیچھے مڑا اور حیرت و صدمے سے گنگ رہ گیا--کہ اس نے تو اپنی جان میں فل پروف پلین بنایا تھا اور اس تک اور ثوبی تک کوئی پہنچنے نہیں والا تھا--

رانا جہانگیر اور پیچھے کھڑے من اور دانیال اسے خونخوار نگاہوں سے گھور رہے تھے--

من اور دانیال اس کی جانب لپکے تھے،،، اور اسے دھنک کر رکھ دیا تھا--

من ثوبی کی جانب متوجہ ہوا تھا،، گھٹنوں کے بل بیٹھ کر اس کا سر اٹھا کر گود میں رکھا--

پولیس والوں نے نشوان کو دانیال سے چھڑا کر باہر گھسیٹا تھا۔۔

نشوان کو لے جایا جا چکا تھا۔۔

ثوبی،،، میری جان،،، پلیز اٹھیں،،، شاہِ من اس کے اوپر جھکا ہوا تھا۔۔

رانا جہانگیر نے اس کی نبض ٹٹولی،،، جو بلکل نارمل تھی۔۔

دانیال بھاگ کر باہر سے پانی لے آیا تھا۔۔

شاہ من نے اس کے چہرے پر پانی کے چھینٹے مارے مگر پھر بھی اس پر غنودگی طاری رہی۔۔

شاہِ من نے اسے بازوؤں میں بھرا تھا۔۔ اور اسے لئے باہر آ کر گاڑی میں ڈالا۔۔

وہ تینوں اسے لئے ہوسپیٹل آئے تھے۔۔

💖💖💖💖💖💖💖💖

ہوسپٹل کے پرائیویٹ روم میں وہ اس کے بیڈ کے پاس بیٹھا ہاتھوں کی انگلیاں آپس میں پھنسائے انھیں ہونٹوں پہ رکھے بڑی گہری نگاہ سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔

وہ جو اسے اپنی لائف لائن کہتا تھا۔۔وہ جو اس کی رگوں میں خون بن کر دوڑتی تھی ۔۔
نشوان کی طرف سے دھمکیاں ملنے پر کیسے اس سے لاپرواہ رہ سکتا تھا۔۔
وہ شاہِ من تھا۔۔۔جسے خود سے جڑی اپنی چیزوں کی حفاظت کرنا آتی تھی۔۔
وہ تو پھر اس کے جینے کی وجہ تھی۔۔

اسی لئے ہی شاہِ من نے ژوبی کے لئے دو تین گارڈ ایسے ہائر کیے تھے جن کا ان گارڈز کو بھی نہیں پتا تھا جو کہ بظاہر انھوں نے اپنی فیملی کے لئے ہائر کیے ہوئے تھے۔۔

بہت جلد ہی اسے بیچ میں سے ایک غدار گارڈ کا پتا چل چکا تھا مگر اس نے کوئی ایکشن نہیں لیا تھا۔۔

جب ثوبی گھر سے نکلی تو وہ شاہِ من کی نگرانی میں تھی۔۔جب نشوان ثوبی کو لے کر گیا تو گارڈز بھی اس کے پیچھے گئے تھے۔۔

جب وہ گھر تک آیا تھا تو پریشان تھا کیونکہ گارڈز نے اسے بعد میں انفارم کیا تھا۔۔

اس نے رانا جہانگیر کو انفارم کیا وہ سب سے پہلے نایاب گل تک پہنچے تھے جس نے بلا جھجھک انھیں ساری ضروری انفارمیشن اور ثبوت دے دیے تھے نشوان کے خلاف کاروائی کرنے میں۔۔

نشوان نے اپنی طرف سے فل پروف پلاننگ کرتے ہوئے ثوبی کو شہر سے بہت دور سنسان علاقے میں لے کر گیا تھا۔۔

مگر وہ بھول گیا تھا کہ سامنے شاہِ من ہے جس سے اس کی چیز چھیننا ہی ناممکنات میں سے تھا اور وہ تو پھر اس کے وجود کا حصہ تھی۔۔

تب وہ بہت جلد اس کے گریبان تک پہنچ گئے تھے۔۔اسے نایاب گل سے پتا چلا تھا کہ نشوان نے ثوبی کو کوئی پکس نہیں بھیجی تھیں۔۔۔

وہ بڑی غور سے اسے دیکھے گیا۔۔

،،جو اب آہستگی سے آنکھیں کھول رہی تھی۔۔چھ،،،، چھوڑیں ممم مجھے،،،، نو،،، نن

،،،،،،نہیں،،، کروں گی،،، سائن،،، آئی لو ہم،،،، نہیں کروں گی

،،،،وہ ہوش میں آتے ہی بند آنکھوں سے بلکی

،،شاہِ من کے دل کو کچھ ہوا

ثوبی،،،، ثوبی،،، پلیز رانا صاااب،،، ایسے مت کریں،، مجھے تکلیف ہو رہی ہے--

من نے اسے خود میں بھینچا--

اسے اب مکمل ہوش آچکا تھا--

تبھی وہ من کے سینے میں چہرہ چھپا کر پھوٹ پھوٹ کر روئی تھی--

،،،من،،، وہ،،،،، وہ،،،، نشوان،،،،، وہ مجھے

ششششششششش،،،،،، کچھ نہیں ہوا ہے ثوبی،،، پلیز ڈونٹ کرائے-

شاہِ من نے مخصوص انداز میں اس کی پیٹھ سہلا کر اسے ریلیکس کرنے کی کوشش کی--

جو وہ کچھ دیر میں ہو بھی گئی-- تبھی سب روم میں داخل ہوئے تھے --

شاہِ من نے نرمی سے اسے خود سے الگ کیا تھا۔۔ سب اس کے ارد گرد جمع تھے۔۔اور اس کے بخیر و عافیت لوٹنے پر اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کر رہے تھے۔۔

حتی کہ ثمن بھی بچوں کے ساتھ آئی تھی ہوسپیٹل۔۔۔

رابی سے اور سب سے باتیں کرتی وہ کچھ ہی دیر میں نارمل ہو چکی تھی۔۔

💖💖💖💖💖💖💖💖

جیل کی سلاخوں کے پیچھے وہ سر جھکائے بیٹھا تھا۔۔رانا جہانگیر کے سامنے جو اس کی ماں کو شرمندگی اٹھانی پڑی اس نے نشوان کی ضد اور ہٹ دھرمی کی کمر توڑتے اسے پچھتاؤون کے اندھیروں میں دھکیل دیا تھا۔۔

جب اپنی ماں کو اس نے جہانگیر کے سامنے ہاتھ جوڑ کر گڑگڑا کر معافی مانگتے دیکھا تھا۔۔

اس نے خود اپنے ہاتھوں سے اپنی زندگی برباد کی تھی۔۔

اور اب نایاب سامنے کھڑی تواتر سے آنسو بہا رہی تھی۔۔

کیوں آئی ہو نایاب یہاں،، جاؤ یہاں سے،،، جیل کے اندر جو اس کے ساتھ تھے،،وہ اس عجیب سی نظروں سے گھور رہے تھے،،،،، اس کی جانب اٹھتی غلیظ نظروں نے نشوان کو آگ لگائی تھی۔۔

ابھی اور آج پتا چلا اپنی غیرت و عزت پر بات آلئے تو کیا ہوتا۔۔

،،،نایاب جاؤ یہاں سے،،، دیکھو لوگ کیسے دیکھ رہے ہیں تمھیں جاؤ یہاں سے وہ دانت پیس کر بولا،، تو نایاب نے اسے بے بسی سے دیکھا۔۔

اور یہی کام جب تم کر رہے تھے نشوان اس کا کیا،،میرے محافظ تو تم ہو جو اب جیل کی سلاخوں کے پیچھے ہو ،،تو اب جب میرے ساتھ باہر زمانہ یہی سلوک کرے گا تو کیا کرو گے تم،،،

وہ روتی بولی تو نشوان کے جبڑے بھنچ گئے--

وہ خاموش رہا تھا نایاب پھر آہستگی سے گویا ہوئی---

نشوان آئم پریگننٹ،،،،، نایاب نے اس کے سر پر بم پھوڑا--

واٹ،،،، تم نے پہلے کیوں نہیں بتایا،،، وہ جھجھکتا بولا--اب کیا ہنس لے اور کیا رو لے،،، یہ والا حساب ہو گیا تھا--

مجھے بھی امی کے گھر جا کر پتا چلا،،،،، نشوان،،،میں اب بھی نہیں چاہوں گی کہ میرے بچے کے سر سے اس کے باپ کا سایہ اٹھے اسی لئے میں گھر واپس جا رہی ہوں ،،،جا کر تمھارا انتظار کرنا گی۔۔

اس کی آنکھوں سے پھر درد بہا۔۔

نایاب میرے گھر جاؤ گی،، پر کیا مجھے معاف کر پاؤ گی،،، نشوان نے کہا تو نایاب نے چونک کر نشوان کو دیکھا۔۔

تو کیا آپ کو آپ کی غلطی کا احساس ہو گیا،،، نایاب نے امید بھری نگاہوں سے اسے دیکھا۔۔

ابھی نہیں بتاؤں گا،،، تمھیں لگے گا کہ میں صرف لفاظی کر رہا ہوں۔۔باہر آکر بتاؤں گا۔۔

وہ سکون سے بولا،، نایاب کو بھی کچھ سکون آیا۔۔

رانا جہانگیر کے خاص آدمی نے ان کی یہ باتیں سنیں تھیں اور رانا جہانگیر تک پہنچائیں تھیں---

💖💖💖💖💖💖💖💖

وہ سب اعظم مینشن میں تھے،، اور آج ایک اور خاص بات یہ ہوئی تھی کہ ثمن دانیال اور بچے بھی اعظم مینشن شفٹ ہوئے تھے--

دانیال نے ثمن کے بارے میں تمام حقیقت پہلے ہی سب کو بتا دی تھی--

اب کیونکہ وہ دانیال کی زندگی کا اہم حصہ تھی تو سب نے ہی اسے خوشدلی سے خوش آمدید کہا تھا--

ایک رونق سی تھی جو اعظم مینشن میں اتر آئی تھی--

ڈنر کر کے سب لیٹ نائٹ باتیں کرتے رہے-- ثوبی جو کہ مینٹلی ڈسٹربڈ تھی سو وہ جلد ہی اپنے روم میں چلی گئی--

محفل برخاست ہوئی تو سب اپنے اپنے روم میں چلے گئے--

دانیال ثمن کو لئے اپنے روم میں داخل ہوئے ---

،،،فجر اکسائیٹڈ سی تھی--پاپا یہ ہمارا گھر ہے ناں،، اب ہم یہیں رہیں گے ناں

بلکل بیٹا سب سے پہلے یہ تمھاری ممی کا گھر ہے پھر ہم لوگوں کا،، دانیال نے شرارت سے کہا تو ثمن مسکرا دی--

روم میں آکر دونوں نے بچوں کو سلایا تھا۔۔پھر ساتھ والے روم میں خود آ گئے ،،،دونوں رومز کے بیچ بڑی ونڈو تھی جہاں سے آر پار نظر آ جاتا تھا۔۔

دانیال بیڈ پر نیم دراز تھے۔۔ثمن نے اس کے سینے پر سر رکھا ہوا تھا۔۔
دانیال آہستگی سے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیر رہا تھا۔۔
اب ثمن کی مسلسل کاؤنسلنگ اور علاج کے بعد وہ کافی بہتر تھی کچھ دانیال اس کا بے حد خیال رکھ رہا تھا۔۔

،،،دانیال اگر ثوبی نا ملتی تو آپ لوگ ثوبی کو بھی تو نہیں غلط سمجھتے
جانے اس کے دل میں کیا آئی،، تو وہ پوچھ بیٹھی۔۔ دانیال شرمندہ سا ہوا۔۔
تم نے یہ کیوں پوچھا ثمن،،،، پرانی باتیں بھول جاؤ جان،،،، بس میرے بارے میں سوچا کرو،،
دانیال نے مزید اسے اپنے قریب کیا۔۔

تو وہ مسکرا دی،، اتنے سال صرف آپ کے بارے میں ہی تو سوچا تھا،، وہ اس کی شرٹ کے بٹن سے کھیلتی بولی--

آ،،، ہاں،،، کیوں سوچا میرے بارے میں،،، دانیال نے اس کی گال سہلاتے پوچھا تو وہ سرخ پڑ گئی.

مجھے نہیں پتا،،، ثمن نے اس سے چھپنے کے لئے اسی کے سینے میں منہ دیا تو دانیال ہنس دیا اور اسے کے وجود کو خود میں سمیٹ لیا--

💖💖💖💖💖💖💖💖

شاہ من روم میں آیا تو وہ وہ روم میں نہیں تھی ---واش روم سے پانی گرنے کی آواز آ رہی تھی--

کچھ ہی دیر بعد وہ باہر آئی تو من کے دل کی دھڑکن بے ترتیب ہوئی،،، بلیک ٹی شرٹ اور گرے ٹراؤزر میں وہ گیلے بالوں سمیت باہر آئی تھی--

شاہ من کی خود پر مرکوز نگاہوں سے گھبرائی،،،، وہ اپنے کپڑے لئے واش روم گیا اور کچھ ہی دیر بعد بلیک ٹراؤزر اور بلو شرٹ میں باہر آیا--

،،،،وہ اپنے بال ڈرائی کر اب بیڈ پر بیٹھی تھی
وہ گیلے بالوں میں ہاتھ پھیرتا اس کے پاس آکر بیٹھا تھا--
کیا بات ہے ثوبی آپ ابھی تک پریشان ہیں،،، اس کے کہنے کی دیر تھی جب ثوبی ایک ،،مرتبہ پھر رو دی تھی

ہیے،،،، ہیے،،،،، یہ کیا،،، ہاں،،،، شاہِ من نے اس کی کمر کے گرد بازو حمائل کیا۔۔ اور نرمی سے اسے خود میں سمیٹ کر بیڈ پر آیا۔۔

،،،وہ روتی رہی،،، شاہِ من نے غبار دھل جانے دیا،، بتائیں بھی ہوا کیا

،،،آپ کو پتا ہے میرے ساتھ کیا کیا ہوا،،،، وہ منہ بسور کر بولی

،،،کیا کیا ہوا،،،،،،،؟ شاہِ من بھی جاننا چاہتا تھا

اس نے کہا میں ڈائیورس کے پیپر پر سائن کردوں،،، میں نے انکار کیا تو،، کہا میں ،،، تمھیں اس روم میں پھینک دوں گا جس میں کاکروچ ہیں۔۔اور وہ پھینکنے لگا تھا مجھے وہ پھر ہراساں ہوئی۔۔

شاہِ من کے سامنے بیٹھی وہ سوں سوں کرتی اس کی بیک بون میں سر سراہٹ کر گئی تھی۔۔

اور میری رانا صاااب نے انکار کیوں کیا تھا،،، ؟

،،وہ جو کھڑکی کے پار کھڑا اس کے منہ سے

I love him,,,,,,,,,

سن چکا تھا،،، اب اپنے سامنے اس کے منہ سے سننا چاہتا تھا۔۔

بی کاز،،، وہ روانی میں بتانے لگی پھر زبان پر بریک لگ گئی،،، کچھ سامنے والے کی ،،،نگاہیں اور پھر کمر کے گرد حمائل سرسراتے ہاتھ

،،،چلیں میں ہی آپ کی مشکل آسان کر دیتا ہوں رانا صاااااب،،، بی کاز یو لو می اطمینان سے کہتا اس کے کندھے پر سلگتے لب رکھتا وہ اس کے چودہ طبق روشن کر گیا۔۔

آ،،،، آپ ،،کک،، کو،، کیسے،،پتہ،،،کہ میں،،، نے،،، ایسا،،،، بب، بولا،، توڑ توڑ کر لفظ ادا کرتی اس کا حلق خشک ہوا تھا۔۔

،،،سن لیا تھا،، اب ادھر میرے سامنے مجھے کہیے،،، رانا صاااب،، فرمائش کی گئی شاہِ من کے لبوں نے اس کی گردن پر سفر جاری رکھا،،، اس نے بے حال ہوتے نفی میں گردن ہلائی۔۔

تب شاہِ من نے ہلکے سے لبوں سے اس کے کان پر کاٹا تو وہ اچھل ہی تو پڑی۔۔

شاہِ،،،،، مم،، من،،، پلیزز،،،،،، اب شاہِ من نے اس بیڈ پر لٹا کر اس پر حاوی ہوا تھا ،،،اور دلچسپی سے اس کا لال قندھاری ہوا چہرہ دیکھا

،،،آنکھوں کو چوما

بتائیں ناں پلیز ثوبی،،،، اس کی سلگتی نگاہیں اپنے ہونٹوں پر محسوس کر ثوبی نے اس کے سینے میں منہ چھپایا تھا۔۔۔

نا،،، کیا کریں،، رانا صاااب،،،، شاہِ من نے اس کندھوں سے نرمی سے تھام کر اپنے ،،،،روبرو کیا اور چن پر اپنے لب رکھے،،، اس نے گھبرا کر آنکھیں بند کیں

تبھی وہ اس پر جھکا تھا،،،، اور ان لبوں کی گداز نرمیوں کو اپنی روح تک میں اتارتے انھیں محسوس کیا تھا۔۔

شاہ من نے فاصلے سمیٹ کر اسے مزید خود میں سمیٹا تھا،، آج مزاحمت نہیں تھی جس کا مطلب وہ اس کی محبت کو معتبر کر کے اسے قبول کرنے کا خراج بخشنا چاہتی تھی۔۔۔

،،،شاہِ من کی قربت سلگتی رگ و جاں میں اترتی محسوس ہوئی تو وہ بے تحاشا گھبرائی

شاہِ من نے ہاتھ بڑھا کر لائٹ آف کی۔۔

اج اس نے خود اس کی پیش قدمی قبول کی تھی اسی لئے محبت کی شدتوں سے اس کا دامن بچا پانا ناممکن تھا۔

💖💖💖💖💖💖💖💖

وہ دو دن سے اپنی مما کے پاس تھی اور شاہِ من ماہی بے آب کی طرح تڑپا تھا۔۔

آج بڑے پیمانے پر شہر کے بڑے حال میں ولیمے کا فنکشن تھا۔۔

سب کی رضامندی سے رانا جہانگیر نے نشوان پر سے کیس واپس لے لیا تھا۔۔

اور وہ نایاب گل کے ہمراہ اپنی نئی زندگی کی شروعات کرنے دوبئی چلا گیا تھا۔۔

سب نے روکا مگر اس نے کہا کہ وہ کسی سے نظریں ملانے کے قابل نہیں رہا سو جانا چاہتا ہے تو سب نے انھیں جانے دیا۔۔

ولیمے کا فنکشن بخیر و عافیت اختتام پذیر ہو چکا تھا۔۔ثمن حجاب سے نقاب کیے ہی شازیہ کے ساتھ رہی اور ہر قدم پر ان کا ہاتھ بٹایا تھا۔۔

سب تھکے ہارے گھر آئے تھے۔۔

ڑوبی کو اس کے روم میں پہنچا دیا گیا تھا۔۔

آج وہ پھر براؤن عروسی لباس میں اپنے کمرے میں اس کا انتظار کر رہی تھی۔۔

مگر آج وہ کلد ہی سب سے جان چھڑا کر رابی اور سارا کو ان کے مانگنے سے پہلے ہی نوٹ تھما کر روم میں چلا آیا تھا،، سب نے کافی ہوٹنگ کی مگر اسے پرواہ نہیں تھی۔۔

ابھی دس بجے تھے اور وہ ریلیکس سی بیٹھی،، بلکہ سونے کی تیاری میں تھی یہ سوچ کر کے من تو لیٹ آنے والا ہے،،،

ابھی نیم دراز ہوئی تھی کہ کمرے کا ڈور کھلنے اور بند ہونے کی آواز آئی۔۔
تو وہ گڑبڑا کر اٹھ بیٹھی۔۔

آج کہاں،،، رانا صاااب،، آج تو اگلے پچھلے تمام حساب کتاب بے باک کرنے کی رات ہے،،، آپ کہاں کی تیاری کرنے لگیں ہیں،،، اس نے بیڈ کے قریب آتے چھیڑا تو ثوبی کی ہتھیلیاں پسینے سے بھیگ گئیں تھیں۔۔۔
بلکل اس کے سامنے بیڈ پر بیٹھ کر اپنی پاکٹ سے ایک مخملیں ڈبیا نکالی تھی۔۔

جس میں سے رنگ نکال کر اس کے خوبصورت ہاتھ کی زینت بنائی۔۔
جھک کر اس کے ہاتھ پر محبت کی مہر ثبت کی۔۔۔اور کمر کے گرد بازو حمائل کر کے اسے خود میں سمیٹا۔۔

رانا صاااب ،،،کیونکہ چار جلاد واپس آ رہے ہیں تو آپ بھی بہت بڑی جلادنی بن گئی ،،،ہیں،،، ظالم

کیوں،،، کیوں،،، کیوں،،، وہ اچھلی میں کہاں سے ظالم لگتی ہون جی آپ کو،، اور یہ چار جلاد کہاں سے آ گئے،،،؟

آ نہیں گئے،، آنے والے ہیں،،، اور ظالم تو آپ پوری کی پوری ہیں ،،جو ابھی تک مجھے وہ تین میجکل ورڈ نہیں بولے--

نہیں بولے تو اب بول دیتی ہوں،،،مگر آپ زرا سا پیچھے ہٹیں مجھے شرم آتی ہے،،،، وہ ،،اطمینان سے بولی شاہِ من کی خوشی دیدنی تھی

،،،،بولیں

کیسے ہیں آپ،،،،، ثوبی نے تین میجکل ورڈز بول کر دانتوں تلے لب دبایا۔۔ اور بیڈ سے نیچے اتر کر قہقہہ لگاتی پرے بھاگ گئی۔۔۔

ثوبی میں چھوڑوں گا نہیں آپ کو،،، وہ دانت پیس کر اس کی جانب لپکا۔۔

نو،، نو،،، شاہِ من وہ تھری ورڈز بولے بغیر آپ میرا حشر بگاڑ دیتے ہیں تو بول دیا تو پھر کیا کریں گے۔۔

وہ جلدی سے گھبراہٹ میں بول تو گئی مگر فوراً دانتوں تلے اپنی چلتی زبان کو دبا کر بریک لگائی تھی۔۔

شاہِ من نے دلچسپی سے اسے دیکھا۔۔ اور آگے بڑھ کر اپنے بازوؤں میں بھرا۔۔

شاہِ من پلیز،،، وہ روہانسی ہوئی۔۔

نو میری جان،،،، آج تو ویسے اگلے پچھلے حساب بے باک کرنے ہیں،، اور آپ نے تو اتنا ،،،،،بڑا الزام بھی رکھ دیا میرے سر پر،،، سو اس الزام کی کچھ تو لاج رکھنی ہے ناں

وہ بے حد شرارت سے کہتا،، اسے لئے بیڈ پر آیا تھا ---

لمحہ بالمحہ پگھلتی رات میں شاہِ من نے اسے پور پور اپنی محبت اور عشق کی بارش میں بھگویا تھا۔۔

💖💖💖💖💖💖💖💖

،،،،،چند ماہ بعد

ہوسپیٹل کے سرد سے روم میں وہ نڈھال سی لیٹی تھی۔۔

قریب ہی شاہِ من اپنی گلابی سی گڑیا کو گود میں لیے بیٹھا تھا۔۔

تھنکیو سوچ میری جان مجھے اتنا بڑا تحفہ دینے کے لیے مجھے اللہ کی سب سے بڑی نعمت ،،،،،،سے نوازنے کے لیے

اسنے مسکرا کر من کو دیکھا شاہِ من نے نرمی سے اپنی جان کا ٹکڑا اپنی جان کو دیا،---

ثوبی کی آنکھوں میں نمی بھر آئی،،،،اپنی بیٹی کو اپنے بازؤں میں لیا من یہ ہماری بیٹی ،،،کتنی کیوٹ ہے،،،،وہ اسے دیکھتے ہی سب درد تکلیفیں بھول گئی،،،،،

یس شاہِ من کی جان یہ ہماری بیٹی میری جان کے وجود کا حصہ شاہِ من نے ثوبی کے سر پر لب رکھے وہ ہو بہو اپنی ماں جیسی تھی---

ثوبی آج تم نے مجھے مکمل کردیا،،،، میں تمہارا بہت شکر گزار ہوں میری جان ،،،،،میں شاہِ من دلاور اعظم اس ہوسپٹل میں موجود ہر شے کو گواہ بنا کر یہ بات کہتا ہوں کہ میں تم۔سے بے پناہ بے انتہا عشق کرتا ہوں کبھی تمہاری اور اپنی بیٹی کی آنکھوں میں آنسو نہیں آنے دوں گا----

ثوبی اس انسان کو آنسو بھری آنکھوں سے دیکھ رہی تھی بولی من میں ثولیبہ شاہِ من دلاور اس بات کا اعتراف کرتی ہوں کہ مجھے آپ سے عشق ہے آپ میری زندگی میں آنے والے پہلے اور آخری مرد ہیں آپ سے پہلے نا کوئی تھا نا ہوگا آپ سے ہی میں ہوں۔۔

باہر کھڑے سب نفوس انکو عشق کا اعتراف کرتے دیکھ رہے تھے۔۔

شاہِ من ہم اسکا نام مرحا شاہِ من دلاور رکھیں گے۔۔۔

شیور میری جان،،، شاہِ من نے باری باری اپنی جان اور ننھی پری کو چوما۔۔

سب اندر آئے تھے۔۔

ہر کوئی اس پری کو جو جونئیر ثوبی لگ رہی تھی۔۔اپنی گود میں لینے کو بے چین تھا۔۔

منظر مکمل تھا۔۔

ہر چہرے پر خوشی و شادمانی تھی۔۔

چاہت و محبت نے ان کی زندگیوں کو مکمل کر دیا تھا۔۔

ختم شد۔۔

Urdu Novels Ghar